

سیرتِ اِمَامِ رَبَّانِی

حضرت مجدد الف ثانی

تالیف

علامہ ابوالبیان محمد داؤد پوری



ایچ ایم ایس سعید گیلانی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

سیرتِ اِمَامِ اَرَبَانِی

حضرت مجدد الف ثانیؒ

ہندوستان اپنی تاریخی و گمراہی کے انتہائی دور میں
تھا۔ وقت ایک داعی اور منادِ صادق کا متقاضی تھا
اللہ پاک نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی صورت میں ایک
مبلغ اعظم ہندوستان میں پیدا کیا جن سے لوگوں
کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا کر کے تاریخی کودو
کیا اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا دیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سیرت پر جامع کتاب جس میں آپ کے حالات بالتفصیل
بیان کئے گئے ہیں

تالیف

علامہ ابوالبیان محمد داؤد پوری

ناشر

ایچ۔ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی



نام کتبہ — سیرت امام ربانی رح

جلد

ناشر — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ضخامت — ۲۹۲ صفحات

کتابت

تعداد — ایک ہزار

پریس — ریجوکیشنل پریس کراچی

سنہ طبع — سنہ

طبع جدید — ۵۱۴۰۹

ملنے کا پتہ

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پارک سٹنا چوک کراچی



فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	ظہور قدسی	۱۱	مجذوالف ثانی (متظوم) ابوالیاس
۵۶	اشنائے ولادت کے واقعات		محمد داؤد پسروری مصنف
۵۷	زمانہ طفولیت	۱۲	دیباچہ
۵۸	تحصیل علم شریعت	۱۷	سرنامہ
۵۹	سند مصافحہ	۱۸	اقتباسیہ
۶۰	اکبر آباد کا سفر	۲۱	آغاز حالات
۶۲	شادی	۲۱	خاندان اور نسب
۶۳	علم طریقت	۲۲	مشاہیر سلسلہ نسب کے حالات
۶۴	حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجذوالف ثانی		پر ایک اجمالی نظر
		۲۷	سرہند کے مختصر حالات
۷۶	خلافت	۳۱	مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ
۷۷	تجدید	۳۹	مقدمہ
۷۷	علاماتِ تجدید	۳۹	ضرورتِ مجدد
۷۹	منصبِ قیومیت	۴۱	مجذوالف ثانی ✓
		۴۴	آپ کے ظہور کے متعلق اولیائے ✓
			سابقین کی بشارتیں
۷۹	خطابِ مجتہد	۵۰	نامنجمین کی پیشینگوئی ✓
۷۹	مسائلِ اجتہادیہ	۵۱	ارکانِ سلطنت کی خواہیں ✓
۸۱	نلال عبدالرحمن کا بیعت کرنا	۵۲	تذکرہ ولادت

صفحہ

مضمون

۹۶

بادشاہ اکبر کی اصلاح

۹۸

مریدین میں اصناف

تجدید کا چھٹا سال

۹۷ علمائے خراسان بدخشاں اور ماوراء النہر

۹۸ شیخ طاہر بدخشی کا خواب

۹۹ مولانا صالح گولامی، مولانا یار محمد،

مولانا عبدالحق، شیخ احمد برکی، شیخ

یوسف وغیرہ حضرات کا مرید ہونا

تجدید کا ساتواں سال

۱۰۱ ایران میں شیعہ مذہب کا استیصال

تجدید کا آٹھواں سال

شیخ فضل اللہ کا معتقد ہونا

۱۰۰ شیخ حسن غوثی کا خواب

۱۰۸ شیخ میرک کا مرید ہونا

تجدید کا نوواں سال

۱۰۸ شیخ میرک رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہونا

۱۰۸ اور شاہزادہ دارا شکوہ کا بیان

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کرامت

صفحہ

مضمون

۸۱

حضرت خواجہ صاحب کا مکتوب

۸۲

دہلی کا دوسرا سفر اور عروج کمالا

تجدید کا دوسرا سال

۸۳ حضرت غوث الاعظم کے خرقہ کی حوالگی

۸۵ سید صدر جہاں درخان اعظم کا مرید ہونا

حضرت خواجہ صاحب کا مکتوب

تجدید کا تیسرا سال

۸۸ دہلی کا تیسرا سفر

آپسے حضرت خواجہ صاحب کا اپنے فرزند کی

کو توجہ دلانا۔

۹۰ سرہند واپسی اور لاہور کا سفر

مولانا جمال الدین کا سوال

خواجہ فرخ حسین کا مرید ہونا

۹۱ حضرت خواجہ باقی باللہ کا وصال

تجدید کا چوتھا سال

۹۲ پیر بھائیوں کا آپس سے انحراف

۹۳ مخاطبوں کی معذرت اور معافی

تجدید کا پانچواں سال

۹۴ تبلیغ

صفحہ
مضمون
۱۱۸ کا انتقال شیخ محمد فرخ اقم کلثوم اور
خواجہ محمد صادق کا انتقال۔

۱۲۰ ابراہیم علیہم السلام کے سرسبز میں
مقبرے کے مکتوبات کی پہلی جلد کا
اختتام۔

۱۲۱ اطراف عالم میں خلفاء کی روانگی

تجدید کا پندرہواں سال

۱۲۲ شیخ بدیع الدین کا واقعہ
دزیر کی مخالفت اور شکایت

تجدید کا سولہواں سال

۱۲۳ نامہ گرفتاری اور روانگی

۱۲۵ سجدہ کرنے سے انکار

۱۲۷ ایام حبس کے واقعات

تجدید کا سترہواں سال

۱۲۹ آپ کے مریدین میں اضطراب
مقابلہ کی تیاری۔

۱۳۰ آپ کا علم

۱۳۱ ربانی

صفحہ
مضمون

تجدید کا دسواں سال

۱۰۸ خواجہ عبدالرحمن کا مرید ہونا

۱۰۹ شیخ بلخی کا مرید ہونا

تجدید کا گیارہواں سال

۱۰۹ حضرت عوث الاعظم کی زیارت

۱۱۱ متکبرین کا رجوع

۱۱۱ حضرت خواجہ محمد معصوم کا خواب

تجدید کا بارہواں سال

۱۱۲ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی

۱۱۳ شیخ حمید

۱۱۴ میر یوسف سمرقندی

۱۱۵ جنات کا خانقاہ سے نکالنا

تجدید کا تیرہواں سال

۱۱۶ بلخ کے ایک شیخ کا مرید ہونا

۱۱۷ ایک سیدزادہ کا بیان

تجدید کا چودھواں سال

۱۱۷ طاغون کا غلبہ اور شیخ محمد عیسیٰ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۳	سند ارشاد	تجدید کا اٹھارہواں سال	وزیر کی پہلی شہادت ۱۳۳
	تجدید کا تیسواں سال		وزیر کی دوسری شہادت ۱۳۴
۱۳۴	خلوت	تجدید کا اسیواں سال	شاہجہان اور جہانگیر میں لڑائی ۱۳۴
۱۳۴	آخری خطبہ عید الضحیٰ		مکتوبات کی دوسری جلد کا اختتام
۱۳۵	آخری تقریر	تجدید کا بیسواں سال	
۱۳۶	مرض الموت		بادشاہ کے ہمراہ سفر میں رہنے ۱۳۵
۱۳۷	صعوبت مرض		کی حکمت
۱۳۸	یوم وصال	تجدید کا اکیسواں سال	بادشاہ کا آپکو ہمراہ رکھنے پر اصرار ۱۳۶
۱۳۹	وصال		
"	عمر شریف		
"	غسل اور تجہیز و تکفین		
۱۵۱	تاریخ وصال	تجدید کا اکیسواں سال	طتی مسافت ۱۳۷
	مقدمہ اولیاء اللہ اور کرامات		شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی "
۱۵۵	بحث کرامات		شیخ آدم بنوری کا مرید ہونا ۱۳۸
	کرامات		
۱۶۰	دعا کا اثر	تجدید کا بائیسواں سال	مکتوبات کی اشاعت اور الکاثر ۱۳۹
۱۶۱	حضرت غوث الاعظم کی زیارت		آثار رحلت ۱۴۲
	اعداء سے نجات		
۱۶۲	ایداد غیبی		

شہانہ روز کے اعمال

- ۱۷۴ شب بیداری
- ۱۷۵ بیت الخلاء، وضو، نماز، تہجد، مراقبہ اور نماز فجر۔
- ۱۷۶ مراقبہ، اشراق، تلاوت قرآن مجید، طعام قبیلولہ، نماز ظہر، حلقہ ذکر و توجہ تدریس، نماز عصر، ختم خواجگان، نماز مغرب، نماز عشاء، استراحت۔
- نماز جمعہ، نماز تراویح، انکشاف اسرار اعتکاف، نماز عیدین، صلوٰۃ کسوف ۱۷۸ خوف، حالت سفر۔
- تہنہ ادا ایگی نماز، نماز تحیۃ الوضو اور ۱۷۹ تحیۃ المسجید، نماز نوافل، عبادت، زیارت قبور، استعانت موتی۔

عقائد

- ۱۷۹ علمائے ماتریدیہ کی رائے کو ترجیح
- ۱۸۰ پہلا عقیدہ
- ۱۸۱ دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں اور
- پھٹا عقیدہ ساتواں، آٹھواں، نواں، دسواں اور گیارہواں عقیدہ۔

- ۱۶۳ سلب جذام، شیر کا مقابلہ
- ۱۶۴ روحانی قوت، مکان کا گرنا
- ۱۶۵ دیوار کا قائم رہنا
- ۱۶۶ قتل سے نجات، فقراء سے فوقیت
- ۱۶۷ سلب مرض، سلب قولنج، مرنے کی خبر دینا وغیرہ۔
- ۱۶۸ ولادت فرزند کی خبر
- ۱۶۹ اسواں میں بستگی، سوداگر کا سالک ہونا
- ۱۷۰ مرض سے نجات
- ۱۷۱ ولایت ابراہیمی کی تصدیق

مکاشفات

- ۱۷۱ شاہ کمال، اور شاہ سکندر کا مرتبہ
- نور ولایت
- سرہند سے شریعت نبوی کو عروج
- قبرستان سے عذاب کا اٹھ جانا
- خطاب مجتہد اور علم لدنی

عبادات

- ۱۷۲ اتباع سنت
- رعایت ادب اور رعایت مستحب
- ۱۷۳ نیکے ہوئے کا فذ کا ادب، حقاظ کا ادب

صفحہ مضمون

۱۸۸ سلسلہ فاروقیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ

۱۸۹ سلسلہ سری سقطیہ، سلسلہ سہروردیہ شہابیہ، اور سلسلہ سہروردیہ بہائیہ۔

۱۹۰ سلسلہ سہروردیہ چشتیہ جلالیہ سلسلہ قادریہ جدیہ حینیہ سلسلہ قلندریہ۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسو درازیہ

سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدیقیہ

۱۹۱ سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ اور سلسلہ قادریہ جلالیہ۔

۱۹۲ سلسلہ کبرویہ جلالیہ، سلسلہ سہروردیہ جلالیہ، سلسلہ مداریہ

۱۹۳ (۵) حضرت خواجہ باقی باللہ شجرہ نقشبندیہ

تصانیف

رسالہ روشیہ، اثبات النیوۃ، رسالہ ۱۹۴ معارف لدنیہ، تعلیقات عوارف، رسالہ مبدؤ و معاد

رسالہ ہیلیلیہ، شرع رباعیات، ۱۹۵ رسالہ آداب مریدین، رسالہ مکاشفہ

صفحہ مضمون

۱۸۳ بار ہواں، تیر ہواں، چود ہواں، پندر ہواں اور سو ہواں عقیدہ۔

۱۸۴ ستر ہواں، اٹھار ہواں، آیسواں، بیسواں اکیسواں عقیدہ۔

پوشش

۱۸۵ آپ کا لباس

حلیہ

۱۸۵ تفصیل حلیہ

مخصوص کمالات

۱۸۶ مجدد الف ثانی

منصب قیومیت

شیوخ و سلاسل

۱۸۶ (۱) شیخ یعقوب کشمیری

۱۸۷ (۲) حاجی عبدالرحمن بدخشی

۱۸۸ (۳) شاہ سکندر

۱۸۸ (۴) حضرت مخدوم عبدالاحد

۱۸۹ حضرت مخدوم سے پندرہ طریقوں میں خلافت پاتا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	کے حالات	۱۹۲	غیبیہ رسالہ حالات خواجگان نقشبندیہ
۲۲۳	(۵) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ		رسالہ علم حدیث
	علیہ کے حالات	۱۹۵	مکتوبات شریف
۲۲۴	(۶) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ	۱۹۶	پہلی دوسری اور تیسری جلد
	علیہ کے حالات	"	تجدید تصوف
	مشاہیر خلفاء	۱۹۷	طرز تحریر
	تعداد خلفاء و تعداد مریدین	"	مکتوبات شریف کی تردیدات
۲۲۶	خلفاء کے تفصیلی حالات	۱۹۷	پہلا باعث
"	(۱) حضرت خواجہ محمد نعمان	"	دوسرا باعث
"	(۲) شیخ طاہر لاہوری	"	جوابات
۲۵۲	(۳) شیخ بدیع الدین		اولاد
۲۵۵	(۴) شیخ نور محمد ٹٹنی	۲۰۰	صاحبزادے اور صاحبزادیاں
۲۵۶	(۵) شیخ حمید بنگالی		(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ
۲۵۷	(۶) شیخ مزمل		کے حالات
۲۵۹	(۷) شیخ طاہر بدشتی	۲۰۵	(۲) حضرت خواجہ محمد سعید کے
۲۶۰	(۸) مولانا یوسف سمرقندی		حالات۔
۲۶۳	(۹) مولانا احمد برکی	۲۲۶	(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم کی کراشا
۲۶۴	(۱۰) مولانا حسن برکی	۲۳۰	آپ کی وفات
"	(۱۱) مولانا صالح	۲۳۲	آپ کی اولاد
۲۶۸	(۱۲) مولانا محمد صدیق کشمی	۲۳۶	آپ کے خلفاء
۲۷۲	(۱۳) حضرت عبدالحمید	۲۴۰	(۴) حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۵	(۳۱) مولانا صادق کابلیؒ	۲۷۳	(۱۴) مولانا یار محمد القدم الطالقانیؒ
۲۸۶	(۳۲) مولانا محمد ہاشم خادمؒ	۲۷۶	(۱۵) مولانا یار محمد جدید بدشتیؒ
"	(۳۳) مولانا غازی گجراتیؒ	"	(۱۶) شیخ بدرالدین سرہندیؒ
"	(۳۴) صوفی قربان جدیدؒ	"	(۱۷) مولانا قاسم علیؒ
۲۸۷	(۳۵) مولانا سید باقر سارنگپوریؒ	۲۷۷	(۱۸) مولانا شیخ عبدالبہادی بدایونیؒ
"	(۳۶) مولانا فرخ حسینؒ	"	(۱۹) شیخ یوسف برکیؒ
"	(۳۷) مولانا ظفر احمد رومیؒ	۲۷۸	(۲۰) سید محبت اللہ ماٹکپوریؒ
"	(۳۸) مولانا حمید احمدیؒ	۲۷۹	(۲۱) حاجی خضر افغانؒ
۲۸۸	(۳۹) حاجی حسینؒ	۲۸۰	(۲۲) شیخ احمدؒ
"	(۴۰) شیخ عبدالرحیم برکیؒ	۲۸۱	(۲۳) شیخ کریم الدین حسن ابدالیؒ
	اصحاب خانقاہ	۲۸۲	(۲۴) مولانا عبدالواحد لاہوریؒ
۲۸۹	اسمائے گرامی اصحاب خانقاہ	۲۸۳	(۲۵) مولانا امان اللہ لاہوریؒ
	قطعہ تاریخ	۲۸۴	(۲۶) شیخ محمد صریؒ
	قطعہ تاریخ سیرت امام ربانی	"	(۲۷) شیخ داؤد ساہیؒ
		"	(۲۸) شیخ سلیم بنوریؒ
		۲۸۵	(۲۹) شیخ نور محمد بہاریؒ
		"	(۳۰) صوفی قربان قدیمؒ

مجدد الف ثانی

از بندہ ابوسبیاں محمد داؤد پسروری مصنف سیرت

ہوئے دنیا میں کائناتِ رُک جب احکامِ قرآنی
 زبانوں ہی پر باقی رہ گیا نامِ مسلمان
 ہزاروں بدعتیں پیدا ہوئیں نین مذہب میں
 مقبولے این و آن کے بن گئے الہامِ ربانی
 ہر ایک نا فہم نے دعویٰ کیا فہم معارف کا
 ہر ایک جاہل نے برپا کر دیا شورِ ہممہ وانی
 غرض جب چھا گئی ہر سمت تاریکی ضلالت کی
 مگر ہو گئی حسن صداقت کی درخشانی
 ہوا اسوقت یکسر اقتضا لطفِ سرمد کا
 کہ ہو دین متین کی پھر سے تجدید و ترمیمی

مَجْدُوْا لَفِ ثَانِي كے ہوئے پیدا زمانے میں
 شبِ تاریک میں بَدْرُ الدُّجَىٰ کی جیسے تابانی
 شرفِ اس کا بلا سرہند کی خاکِ مقدس کو
 کہ ہو وِثْرَاتُ اُسپر بارشِ اَنْوَارِ يَزْدَانِي
 یہی ہے مُسْتَقْرَاوْرنگِ سُلْطَانِ وِلايْتِ كَا
 یہی لَارِيْبِ ہے سُرْچشمِةِ فَيضَانِ رُوْحَانِي
 ديا اس سُرْزَمِيْنِ كُوْحَقِ نِي كَيْسَارِ تَبِيْرُ وَا لَا
 كِه هِرْذَرَه بِنَا اَتْمِيْنِةِ اَسْرَارِ عِرْفَانِي
 حَقَائِقِ مُنْكَشِفِ اِسْمِيْنِ هُوْءِ تَشْرَعِ وِطْرِيقَتِ كِي
 رُطْبِي نَشُوْرِ اِيْمَانِ كُو يِهِيْنِ فَرْخِنْدَه عُنْوَانِي
 اِسِي كِي زِيْنِتِ اَنْغُوْشِ هِي وَه دُرْگِه عَالِي
 هُوْنِي جُو مَرْخِجِ تَا تَارِي وَرُوْمِي وَايِرَانِي
 مَجْدُوْا لَفِ ثَانِي جِس مِيْنِ مَجْرِ اسْتِرَاحَتِ هِيْنِ
 نِهِيْنِ هِي اَنْفُسُ وَا فَا قِ مِيْنِ جِنْكَا كُوْنِي ثَانِي

تر پامسنداً لفقرو فخری جلوہ گشتہ ہے
 سر اقدس پہ زمیڈہ فترتاج سلطانی
 دبستان حقیقت میں مؤدب عقل گلے کے ہیں
 گلستان طریقت میں وہی ہیں سر و بستانی
 نہیں ہے دور انکے فیض سے اے بولہاسیان ہرگز
 کہ پیدائے تکلف ہو تری مشکل سے آسانی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیرت

آج کئی ماہ کی متواتر مساعی اور کوششوں کے بعد میں اپنا مضطرب قلب
مسرت امینراطمینان سے لبریز پاتا ہوں، کہ جس مقدس ہستی کی زبردست خدمت
کو سہرا انجام دینے کیلئے میں نے جرأت اور دلیری سے کام لیا تھا، الحمد للہ کہ اُس
سے پورے طور پر سبکدوش ہوتا ہوں،

میرے لئے اس سے زیادہ باعثِ فلاح و سعادت اور کیا بات ہوگی، کہ
میں اُس مقدس مجسمہٴ روحانیت کے آستانہ پر جس کی خلقہ بگوشی کو دنیا کے
صوفیاء اور مشائخ اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں، اخلاص و عقیدت کے پھول
مختلف چمن کدوں سے چن کر اپنے ہاتھوں چڑھا رہا ہوں،

مجھے سیرت کے لکھنے کا خیال گذشتہ سال جبکہ میں عرس کے موقعہ پر
عین مزار شریف کے پاس حالتِ مراقبہ میں بیٹھا تھا پیدا ہوا تھا، کہ کیوں نہ اس
بے نظیر و بے عدیل ہستی کی عام نام آرد میں ایک مختصر جامع و مانع سیرت تحریر
کی جائے۔

مزار شریف سے رخصت ہونے کے بعد میں سیدھا قیام گاہ پر آیا، ابھی یہ
بات اپنے برادرِ محترم ابوالفیض مولوی محمد سلیمان صاحب بی۔ اے سے کہنے ہی
کو تھا کہ اپنے بات کر نیسے قبل اسی امر کے متعلق مجھ سے کہا، پھر کیا تھا، اس کا خیر

کو سرانجام دینے اور اس بار امانت کو اٹھانے کا میں نے عزم مصمم کر لیا۔
 سرمنڈ شریف سے واپس آنے کے بعد متواتر پانچ ماہ میں دوسری کئی کتب کی
 تالیف و تصنیف کی طرف ہمہ تن مشغول رہا، اس عرصہ میں برادر محترم کا تقاضا
 شوق برابر جاری رہا، چنانچہ اس عرصہ میں انہوں نے اس مطلب کی بہت سی
 مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب فرام کیں،
 بالآخر میں نے دیگر امور کو خیر باد کہہ کر اللہ کا نام لیکر قلم اٹھایا، اور آج اسی
 کے نام پر بس کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے، کہ یہ سعادت ازل ہی سے کچھ ہمارے خاندان کیلئے مخصوص
 کی گئی ہے، چنانچہ حضرت کی مکتوبات شریف کی خدمت قبلہ حضرت والد صاحب
 مد فیضہ سے سرانجام ہوئی، یہ خزانہ جو ابہرات، یہ گوہر نایاب، یہ ڈر کیٹا لوگوں
 کی آنکھوں سے مستتر، محضی اور اوٹھیل تھا، چند نسخے جو معدودے چند اشخاص
 کے پاس موجود تھے، ان میں کم فہم نسخہ نویسوں کے ہاتھوں بہت کچھ تحریف ہو
 چکی تھی، عبارات مسخ ہو چکی تھیں، مطابع کی دست برد نے عجب غارت مچا دی
 تھی، مکاتیب کی یہ حالت دیکھ کر علامہ اجل قبلہ الحاج حضرت مولانا میووی
 نور احمد صاحب مدظلہ العالی ماہ امت الایام واللیالی کی طبیعت میں انکی تصحیح کا
 داعیہ پیدا ہوا، لہذا انہوں نے اطراف ملک سے قلمی نسخے جمع کئے، اور کمال
 جدوجہد سے ہر ہر لفظ اور ہر ہر جملہ کا بار بار مقابلہ کر کے بہت ہی جانفشانی کے ساتھ
 اصل متن کی تصحیح کی، اور کافی و وافی حواشی لکھے، نکات دقیقہ اور معارف لطیفہ
 کو خوب مشرح کر دیا، الفاظ مشککہ کا حل لکھ دیا، عربی عبارات پر اعراب لگا دیئے
 عربی مکاتیب کا بالمقابل سلیس فارسی میں ترجمہ لکھ دیا، احادیث و آیات مندرجہ
 متن کے حوالے بھی درج کر دیئے، اور انکا ترجمہ بھی لکھ دیا، اور جن جن اکابر کے

اسمائے گرامی مکاتیب میں مذکور تھے، اُن کے حالات بھی قلمبند کر دیئے۔
 الغرض ساہا سال کی محنت اور دماغی عرق ریزی کے بعد یہ ضخیم کتاب نو حصص
 میں بصری زکریا نہایت اعلیٰ درجہ کی کتابت کے ساتھ طبع کرائی،
 آج یہ دنیا کے مختلف حصص یارقند، کاشغر، ختن، جلال آباد، کابل، قندھار
 غزنی، بخارا، سمرقند، تاشقند، بلوچستان، مصر، ہندوستان وغیرہ وغیرہ کے
 گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی ہے، جس کے ناتھ میں یہ کتاب جاتی ہے وہ بے اختیار
 پکار اٹھتا ہے، کہ ۵

جمادے چند دادم و جاں خریدم

بجہ اللہ زبے از زراں خریدم

اب ایک ضروری کام یہ رہ گیا تھا، کہ آپ کے حالات زندگی اُردو میں

صحیح طور پر قلمبند کئے جائیں، سو یہ خدمت بھی ہم ہی سے انجام پذیر ہوئی ۵

ایں سعادت بزورِ یاز و نیست

تاناہ بخشد خدائے بخشندہ

سب سے آخر میں اتنا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ سیرت بکھتے وقت

میں نے اس امر کو زیادہ ملحوظ رکھا ہے، کہ محالات و مستبعدات، رطب و یابس

غٹ و شین اور عوام الناس کے اِضافوں کو اڑا کر صرف صحیح صحیح واقعات ہی قلمبند

کئے جائیں، و ما توفیقی الا باللہ

خاکسار

ابوالعباس بیان

۱۲۴۳ھ رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ

تذکرہ

ایک گدا حسن عقیدت کے
 پھول سینکڑوں چمن گدوں سے
 چمن کرا آستانہ مجددیت پر چڑھانے
 آیا ہے۔

گر قبول افتد زبے عز و شرف

ابو اسحاق

رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نحمدہ ونصلی علی خاتم النبیین الذی لا نبی بعدہ

افشاہ

آج ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے آسمان پر جتنے نام تارے بن کر چمک رہے ہیں، اس جھرمٹ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی سب سے زیادہ فائق اور ممتاز ہو کر جلو کار رہا ہے، آپکی عظمت و جبروت کا پرچم شہرت کی ان سرنگوں پر لہرا رہا ہے، جن پر بہت کم کی رسائی ہوئی ہے زہد و تقویٰ، فقر و تصوف اور عزم و ثبات کی آبادیوں میں جا کر دیکھو اور اندازہ کرو، کہ آپکی عقیدت و نیاز اور جوش و سرستی کی آواؤں اور آپکی ہر جنبش لب اور ہر اشارہ یز پر دل والے کس طرح کھینچے ہوئے چلے آتے ہیں، آریاب کشف و ریاضات کی مجالس کا کیف مشاہدہ کرنے والوں سے پوچھو کہ کتنے ہیں جو اس آسمان ولایت کے آفتاب کے فیضانِ ضو و بخش سے فیضیاب ہوئے ہیں؟ تبھی "ہو ہو" میں مشغول شب بیدار زاہدوں کے دروازوں پر جا کر دستک دینے والوں سے دریافت کرو، کہ کتنے ہیں، جنکو اس ذات گرامی کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل ہے وہ ہونے کو گل و لالہ ہی میں شمس و قمر ہی تیری ہی طرف اٹھتی ہیں خلقت کی نگاہیں

حقیقت یہ ہے کہ آپکا ظہور ایسے اہم عہد اور ایسے نازک موقع میں ہوا جبکہ
ہندوستان اپنی تاریکی کے انتہائی مدارج طے کر چکا تھا، ضلالت و گمراہی، خُسران
و طغیان، جوڑ و تشدد، اکراہ و استبداد، ظلم و ستم، حیر و تظلم کی گھنگور گھٹاؤں
نے اس کو کچھ اس درجہ ڈھانک لیا تھا، کہ اس کے مطلع کی درخشانی کی توقعات
بھی اسی تیرگی و تاریکی میں پنہاں ہو گئی تھیں۔

عوام چھوڑ خواص کی یہ حالت تھی، کہ تاریکی کے تہ بہ تہ حجابوں نے اُن کی
چشم بصیرت کو معطل کر رکھا تھا، اُن کے نزدیک ہر انحراف، عدل، معصیت
عین تقویٰ، رذالت، محض شرافت اور سنیات، حسنات تھے،

غضب تو یہ تھا کہ اس ضلالت کے زمانہ میں حاکم مدعی اسلام تھا، جو اکبر
کے نام سے مشہور تھا، مگر حالت یہ تھی، کہ پیشانی پر قشقہ لگائے اور گلے میں زُتار
پہنے ہوئے ہندو وزراء کے ہمراہ بتوں کے آگے جبین تیا ز جھکائے بیٹھے ہیں
در بار شاہی میں وہ محشر بپا تھا، کہ اَلَا مَان ! اَلَا مَان ! ! شِرک کی تعلیم
علی الاعلان بجا ننگ دُہل دی جاتی تھی، درباری آداب سجدہ تھا، مساجد مُتہدِم
کر دی گئی تھیں، قوانین خلاف شریعت جاری کر دیئے گئے تھے، ابوالفضل و
فیضی کا اتحاد و زندقہ شبانہ روز ترقی پذیر تھا، ایک مسلمان کیلئے کلمہ دین کا
بُر نلا پڑھنا محال ہو گیا تھا، غرض بشری طاقتیں شاہی مقابلہ سے عاجز تھیں،
دیندار سر اسبمہ و پریشیاں گروا پ حیرت میں سرگردان اِداد غیبی کے منتظر تھے
اور بزبان حال پکار رہے تھے، کہ ۵

پھنسی ہے کشتی بحق اب بھنور میں کفر و ظلمت کے

خدا یا نوح سا پیدا پھر کوئی نا خدا کر دے

ہاں! جس کے قلب میں ذرہ بھر بھی اسلام کا درو تھا، جس کے جگر میں شتمہ بھر

بھی ایمان کی ٹیس تھی، وہ ان ہوشربا مناظر کو ملاحظہ کرتے ہوئے ہر وقت پارگاہ
ایزوی میں دست بدعاتھا، کہ

پر وہ غفلت کا ان آنکھوں سے اٹھانے یا رب!

اپنے بندوں کو راہِ راست دکھانے یا رب!

شب بے تاریکی - سمندر میں بہا ہے طوفان

ڈوبتی ناؤ کو ساحل سے لگانے یا رب!

اس وقت پھر کسی ایسے ذابئی حق اور متاد صادق کی ضرورت تھی، جو ظلمتوں کو

نور سے، موت کو حیات سے، ویرانوں کو معموروں سے اور خزاں کو بہار

سے مبدل کرتا، پھر کسی ایسے مصلح کی طلب تھی، جو عوام کو ضلالت و

گمراہی سے نکال کر ان کے قلوب و صدور کو رہ حق سے شناسا کرتا، آوازہ

توحید کو لکار کر ان کے کانوں تک پہنچاتا، دنیوی بادشاہوں سے کاٹ کر

ان کو ایک ہی بادشاہ ایک ہی حاکم اور ایک ہی آقا کے آغوش میں لے آتا

نگاہ میں لگ رہی تھیں، نور حق کب جلوہ گر ہو گا؟

کھلے گا یا ابلی کب وہ دروازہ عنایت کا؟

چنانچہ اس خالق اکبر نے اس خدمت کو سمرانجام دینے کیلئے حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو پیدا کیا، اور حقیقت میں اپنے ایک قلیل ہی عرصہ

میں وہ کار نمایاں کر کے دکھائے، کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا بچہ بچہ آپ کا

ممنون احسان ہے،

اپنے آتے ہی مسلمانوں کو آستانہٴ احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز

اور واجد القہار کے سوا ہر مستی سے بے خوف کر دیا، شاہی قائم و خیر کی

مسندوں کو الٹ دیا، ان کے خیروت و استبداد کے پرزے اڑا دیئے، جسے

لا الہ الا اللہ کی ہیبت و عظمت سے اُن کے قلوب میں زلزلہ پیدا کر دیا یہ
 آوازہ لا الہ نہیں کم تفنگ سے
 پرواہ نہیں جو ماتھ میں تیغ و سناں نہیں

آغاز حالات

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا خاندان اور نسب

آپکا اسم - کنیت	اسلام کے اس خاک نشین، خرقہ پوش اور پیش
لقب اور مذہب	سیرت نصلح کا اسم گرامی احمد - لقب بدرالدین
	کنیت ابوالبرکات اور عرف امام ربانی تھا، مذہب

کے حنفی تھے، اور طریقہ آپکا مجددیہ تھا، جو تمام دیگر طرق کے کمالات کا جامع ہے
نسب | آپکی رگوں میں اُس مشہور فاتح اعظم کا خون تھا، آپکے کلاہ فقر پر
 اُس نسبت عالیہ کا طرہ لہرا رہا تھا، جس کے نام، جس کے جاہ و جلال اور جسکی
 عظمت و ہیبت سے آج تک یورپ کا بچہ بچہ کانپتا ہے، جس نے اپنے قوت بازو
 اور روحانی زور سے حکومتوں کے تحت الٹ دیئے، سلطنتوں کی بنیادیں ہلا
 دیں، ٹوٹے ہوئے قبضے اور چپھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار کی جنبش سے
 جبا برفِ عالم کو سرنگوں کر لیا یہ

نسب ملتا ہے اُن کا حضرت فاروق اعظم سے

جہانکے بادشاہوں پر اثر ہے، جن کی دہشت کا

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا نسب اٹھائیس واسطوں سے سینا فاروق اعظم

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح متصل ہے۔

حضرت شیخ احمد بن مخدوم عبد الاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ
عبد الحمی بن شیخ محمد بن شیخ جمیب اللہ بن امام ربیع الدین (بانی قلعہ
سرہند شریف) بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن
شیخ اسحاق بن شیخ عبد اللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن
شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین (المعروف فرخ شاہ کابلی) بن شیخ
نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلمان بن شیخ سعود بن
شیخ عبد اللہ واعظ اصغر بن شیخ عبد اللہ واعظ اکبر بن شیخ
ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ
عبد اللہ بن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

علاوہ ازیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب نو واسطوں
سے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سات واسطوں سے کعب پر جا ملتا ہے
کعب کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ساڑھے پانسو برس
قبل کا ہے۔

مشاہیر سلسلہ نسب کے حالات پر

ایک اجمالی نظر

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے مشاہیر کا معمولی تذکرہ
کر دیا جائے تاکہ آئندہ کئی امور کے سمجھنے میں سہولت اور آسانی ہو جائے۔
آپ کے سلسلہ نسب میں شیخ ناصر اور ابراہیم تابعین اور شیخ اسحاق بن
ابراہیم اور ابوالفتح تبع تابعین سے ہیں، شیخ اسحاق طبقہ مجتہدین میں اعلیٰ

پاپہ اور مرتبہ رکھتے تھے۔

شیخ عبداللہ واعظ اکبر | یہ شیخ ابوالفتح کے بڑے فرزند تھے، اپنے

زمانہ کے محدثین و مجتہدین کے سردار تھے

واعظ بکثرت کیا کرتے تھے، جیسی آپ کا لقب بھی واعظ اکبر ہو گیا تھا، آپ کے
واعظ میں ایک ایسی روحانی کشش تھی، کہ لوگ عاشقِ بے دل کی طرح کھینچے
ہوئے چلے آتے تھے، مجمع پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی، اصحاب
علم سن کر پکار اٹھا کرتے تھے، کہ ۵

اثر نبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے

کسی کی تیغ میں تیری زبان میں ہے

شیخ عبداللہ واعظ اصغر | یہ واعظ اکبر کے فرزند تھے، علوم ظاہری

میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اکثر علمائے

وقت آپ سے استفادہ کیا کرتے تھے، باپ کی طرح آپ بھی کسان اور مشہور
واعظ تھے۔

شیخ مسعود | خلفائے عباسیہ آپ کے بہت معتقد تھے، اسی واسطے بڑی

سنت سماجت کے بعد انہوں نے آپ کو مکہ معظمہ سے دارالخلا

بغداد میں بلا لیا تھا، آپ کے والد بزرگوار تک آپ کا خاندان حجاز میں ہی مقیم رہا
تھا، آپ ہی پہلے شخص ہیں، جو خلفائے عباسیہ کے اصرار سے بغداد میں آکر
مقیم ہوئے،

اپنے باطنی استفادہ بارہ ائمہ کے علاوہ اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا تھا

کیونکہ اُس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا، کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے بھی کیا
کرتے تھے۔

شیخ محمود آپ نے اپنے والد بزرگوار شیخ سلمان سے باطنی استفادہ حاصل کیا تھا، آپ بڑے قوی، دلیر، جری اور شجاع تھے

خلیفہ وقت نے آپکو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیجا تھا، جہاں سے آپ منظر و منصور اور فاتح و کامیاب ہو کر آئے، اور پھر غزنی کا قلعہ جا کر فتح کیا، خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپ کے سپرد کر دی تھی،

شیخ نصیر الدین آپ نے اپنے والد شیخ محمود کے انتقال کے بعد غزنی کے قلعہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی

آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کیا کرتے، اور لوٹ مار کر کے واپس چلے آیا کرتے تھے، یہی دستور عرصہ تک جاری رہا، حتیٰ کہ آپ نے کابل کو فتح کر لیا، اس کے بعد اس کو دار الخلافہ مقرر کر کے اپنی رہائش بھی وہیں اختیار کرنی، تاج تک انکی اولاد کابلی کہلاتی ہے،

سلطان شہاب الدین علی آپ شیخ نصیر الدین کے بڑے بیٹے معروف بہ فرخ شاہ کابلی تھے، والد کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے، اور سلطنت کو سنبھالا

آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور متدین تھے، آپ کے اوصاف حمیدہ، عادات حسنة اور اخلاق پسندیدہ کے اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ تک سب شاخوں تھے، آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان پر ایسے نازک وقت میں حملہ کر کے لوگوں کو توحید کی دعوت دی، اور ان میں دین اسلام کو رواج دیا، جبکہ ہندوستان کا بچہ بچہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا، جنگل کا ہر بڑا درخت اس کا خدا تھا، زمین کا ہر خوفناک کیڑا اس کا خدا تھا، پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اس کا خدا تھا، وہ سانپ کو پوجتے تھے، کہ سانپ ان کا دیوتا تھا، وہ دریا کو پوجتے

تھے، کہ دریا ان کی دیوی تھی، وہ پہاڑ کو پوجتے تھے، کہ پہاڑ ان کے دیوتاؤں کا مسکن تھا، وہ آگ کو پوجتے تھے، کہ وہ خدا کا منظر تھی، وہ عام ستاروں کو پوجتے تھے، کہ وہ حکمران عالم تھے، وہ شمس و قمر کو پوجتے تھے، کہ وہ نورِ اکبر تھے وہ حیوانوں کو پوجتے تھے، کہ ان انوں سے زیادہ انہیں قوت تھی، وہ انسانوں کو بھی پوجتے تھے، کہ وہ خدا کے اوتار تھے۔

غرض آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں، جنہوں نے حملہ کرتے ہی ہندوستان میں ایک زلزلہ برپا کر دیا، صنم خانوں کو منہدم کیا، مسجدیں تعمیر کروائیں، بہت سے سرکش اور متعصب بت پرستوں اور مشرکوں کو تیغ کے گھاٹ اتارا، الغرض آپ کے آنے سے قائم ہو گئی بنیادِ دین جس جگہ بت خانہ تھا، اللہ کا گھر ہو گیا

اس کے بعد اپنے مالک ایران، توران، بدخشان اور خراسان کی طرف قدم بڑھایا، اور ان کو زیر و زبر کرتے چلے گئے، ان مالک کا انتظام کرنے کے بعد آپ کابل لوٹ آئے، پٹھانوں اور مغلوں کے مختلف قبائل کے درمیان زمین تقسیم کر کے ان کی حدیں مقرر کر دیں، اور ہر ایک قبیلہ سے اپنی حد سے آگے تجاوز نہ کرنے کا حلفی وعدہ لیا، چنانچہ آجنگ افغان اور مغل آپ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں،

عمر کے آخری حصے میں اپنے سلطنت کو خیر باد کہہ کر اپنے بڑے بیٹے شیخ یوسف کو ولی عہد بنا دیا، اور خود ایک درہ میں جو کابل سے تھوڑے فاصلہ پر تھا، اپنی عمر کے چند باقی لمحوں کو آقائے حقیقی کی یاد کے لئے وقف کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

پیاری زندگی ہے زندہ دل شب خیز اہد کی اُسے تبیح ہو ہوئے مزہ مستانہ آتا ہے

آپ کا مزار بھی اسی درہ میں ہے یہ درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے
علاوہ صاحب سلطنت ہونے کے آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین حکومت
و سلطنت کے وقت میں عوام و خواص آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے۔

شیخ یوسف اپنے اپنے باپ فرخ شاہ کے سلطنت کو ترک کر دینے کے
بعد حکومت کی عنان اپنے ہاتھ میں لی، اور باپ کے جانشین ہوئے، آپ نہایت
عادل، صلح اور دیندار تھے، آپ نے بھی باپ کی طرح آخری عمر میں سلطنت
کے کاروبار سے سبکدوش ہو کر اپنے بیٹے کو اپنی حیات میں ہی مختار کر دیا تھا۔

شیخ احمد آپ نہایت متقی، عالم اور صاحب حال بادشاہ تھے، باپ کی
طرح اپنے بھی سلطنت چھوڑ دی، اور بیٹوں کو بھی اس بات کی نصیحت کی، اپنے
تھوڑا سا اثاثہ اپنے عیال و اطفال کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقراء کو
بانٹ دیا، علاوہ اپنے والد کے اپنے شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی استفادہ
کیا، اور ان سے خلافت پائی۔

شیخ شعیب باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی، آپ درویش صورت
فرشتہ خصلت اور نہایت صاحب کشف و تصرف تھے،

شیخ عبداللہ آپ اپنے والد کے مرید تھے، علاوہ ازیں آپ نے حضرت
شیخ بہا، الدین زکریا سے استفادہ کیا، اور ان سے خلافت حاصل کی۔

شیخ اسحاق آپ صاحب حال، صادق اللہجہ، مستقل الفکر، حر الضمیر اور
آزاد گوشتے، مرید صرف اپنے والد کے تھے،

شیخ یوسف آپ اپنے زمانہ کے متقی اور عابد تھے، عبادت میں ہر وقت
اور ہر ساعت ہمہ تن مشغول رہتے، ظاہری و باطنی ہر دو علوم کے جامع تھے، لوگ
آپ سے دونوں علوم کا استفادہ کیا کرتے تھے۔

شیخ سلیمان | باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی، بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی، آپ علم و فضل، حلم و عفو، زہد و تقویٰ اور احسان و کرم سے آراستہ اور موصوف تھے،

شیخ نصیر الدین | آپ اپنے زمانہ کے جید عالم اور بڑے مشائخ میں سے تھے آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخِ چشتیہ سے کیا،

امام رفیع الدین | آپ علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے، اپنے والد ماجد کے خلیفہ اتم ہوئے، علاوہ باپ کے بہت سے مشائخ کبار سے آپ نے استفادہ کیا، جنگی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے، بعدہ آپ سید جلال الدین بخاری کے خلیفہ ہوئے جنہوں نے آپ کے کمال زہد و تقدس کی وجہ سے آپ کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا تھا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خاندان میں آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی، سرہند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی،

سرہند کے مختصر حالات

وجہ تسمیہ | اصل لفظ ہندی میں سہرند ہے، جس کے معنی بیشیہ شیر کے ہیں، جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے، چونکہ یہاں قدیم زمانہ میں ایک حشدناک جنگل تھا، جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے، اس لئے اس کا نام بھی سہرند یعنی بیشیہ شیر ہو گیا۔

یہ لفظ سہ اور رند سے مرکب ہے، سہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں، اور رند جنگل کو، کثرت استعمال سے سرہند ہو گیا، مگر ساکھ عموماً سہرندی لکھتے ہیں۔

سرہند کی بنیاد | کہتے ہیں، کہ ایک دفعہ سلطان فیروز شاہ خلجی کے عہدِ حکومت میں شاہی خزانہ لاہور سے دہلی جا رہا تھا، جب شاہی عمال خزانہ لیکر اس جنگل سے

گذرے تو انہیں سے ایک شخص جو عارف اور صاحبِ حال تھا، اُس نے اپنے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک ولی اللہ پیدا ہوگا، جو امامِ وقت اور مجددِ اسلام ہوگا، چونکہ باقی سب عمال اس صاحبِ حال کے معتقد تھے، لہذا اس نے اُن سے اپنے کشف کا حال بیان کیا، اور کہا، کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے، تو بہت اچھا ہوگا، اس کے ہمراہیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا کا اعتدال، ندیوں کی کثرت، زمین کی تروتازگی، قدرتی نظاروں کی دلچسپی وغیرہ امور پسند آئے، اس لئے سب نے اُس کی صدا کو بیک کہا، اور حاکمِ وقت کو اس بات کا مشورہ دینے کیلئے آمادگی ظاہر کی،

علاوہ ازیں اس وحشتناک جنگل کے گرد و نواح میں کوئی شہر، کوئی قصبہ اور کوئی قریہ نزدیک نہ تھا، صرف ایک سامانہ شہر تھا، وہ بھی سرہند سے چوبیس میل کے فاصلے پر تھا، لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے وہاں جایا کرتے تھے یہ سبب بھی اس جگہ ایک شہر کے بننے کا مقتضی تھا،

الغرض شاہی عمال جو خزانہ پہنچانے جا رہے تھے، سب کے سب حاکمِ وقت سلطان فیروز شاہ کے مرشد سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُس مرد صالح کا مکاشفہ عرض کیا، وجوہات بھی پیش کیں، اور اس جگہ ایک شہر تعمیر کروانے کے لئے پُر زور الفاظ میں درخواست کی، مخدوم جہانیاں نے ان لوگوں کی اتماس کو قبول کیا، اور اس کا رخیر کو سرانجام دینے کیلئے اپنے وطن سے سلطان کے پاس دہلی گئے، سلطان استقبال کر کے بڑی شان و شوکت اور بڑے ادب و احترام سے آپ کو شہر میں لایا، پہلی ہی مجلس میں اپنے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا، بادشاہ نے منظور کر کے اُسی وقت حکم دیا، کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے امام رفیع الدین کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا، اس کام

کے سرانجام دینے کے لئے مقرر ہوا، وہ فی الفور دو ہزار آدمی ہمراہ لیکر اُس جگہ میں تشریف لے گئے، اور ایک مرتفع مقام پسند کر کے سب سے قبل قلعہ کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں مصروف ہوئے، مگر حیرانی کی بات تھی، کہ جس قدر تعمیر کا حصہ دن کو تیار ہوتا، رات کو سب گر جاتا تھا، ہر چند اس کا تجسس کیا گیا مگر سبب دریافت نہ ہوا، اسرار نہ لگا،

آخر بادشاہ کو اسکی اطلاع دی گئی، بادشاہ نے اپنے مرشد مخدوم صاحب سے عرض کیا، مخدوم صاحب نے اپنے امام نماز اور بڑے خلیفہ رفیع الدین کو جو وزیر بادشاہ خواجہ فتح اللہ کے چھوٹے بھائی تھے، اس کام کی سربراہی کے لئے مامور فرمایا، جب امام رفیع الدین اس مقام پر پہنچے، تو اپنے روحانی زور اور نورِ باطنی سے اس کی حقیقت حال اور اسکا سبب دریافت کیا، معلوم ہوا، کہ شاہی پیادے شاہ شرف بوعلی قلندر کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں، وہ رات کو اپنے باطنی اثر سے دیکھی تیار شدہ عمارت کو گرا دیتے ہیں، امام رفیع الدین نے اُن سے بہت معذرت کی، قلندر صاحب نے فرمایا، کہ میں آپکے ہی بلوانے کے لئے ایسا کرتا تھا، کیونکہ آپکی نسل سے خدا کا ایک برگزیدہ بندہ پیدا ہونا والا ہے، جو اپنے وقت میں سرزمین ہندوستان سے کفر و شرک کی ظلمت کو دور کرے گا،

الغرض دونوں صاحبوں نے بلکہ ۱۶۷۰ء میں قلعہ کی بنیاد رکھی، جو کچھ مدت بعد تیار ہو گیا، بعد ازاں شہر کی تعمیر کا کام بھی شروع کیا گیا، جو ایک قبیل ہی عرصہ میں اختتام کو پہنچ گیا۔

دیا اس سرزمین کو حق نے کیسا رتبہ والا

کہ ہر ذرہ بنا آئینہ اسرار عرفانی

تعمیر کا کام مکمل ہونے کے بعد شہر کی آبادی بڑھنی شروع ہو گئی، حتیٰ کہ یہ ایک نہایت

پُر رونق مقام بن گیا، بالخصوص وہی سے لاہور اور کابل جانے والے مسافروں کے
قیام کرنے کی وجہ سے اس کی رونق دو بالارہتی تھی،

شاہجہان بادشاہ کے عہد تک اس کی آبادی ترقی پر رہی، وہ حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مرید اور نہایت معتقد تھا، اُس نے اپنے عہد حکومت میں
یہاں ایک عالیشان محل اور باغ تعمیر کرایا تھا،

جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر تسخیر ممالک دکن میں مصروف ہو گیا، تو پیچھے
سکھوں نے ٹوٹ مار کر کے اس شہر کو اجاڑ دیا، اس کے معموروں کو پھر ویرانوں سے
بدل دیا، اب کچھ کچھ آبادی باقی ہے، ہر سال چھتیس صفر سے اٹھائیس صفر تک
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عرس ہوتا ہے، ہزار ہا برگزیدہ بزرگ
جمع ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں، عرس سے ایک ماہ قبل کئی سو حافظ کلام اللہ
شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں، اور متواتر عرس کے آخری دن تک پڑھتے رہتے
ہیں، غالباً کئی ہزار قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔

یہ شہر دہلی اور لاہور کے وسط میں واقع ہے۔

شیخ حبیب اللہ آپ امام رفیع الدین کے فرزندوں میں سے تھے، باپ

کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی، آپ اپنے زمانہ کے ولی اور
مشائیر میں سے تھے،

شیخ محمد آپ شیخ حبیب اللہ کے خلف ارشد تھے، اپنے باطنی استفادہ اپنے

والد بزرگوار سے کیا، باپ کے انتقال کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے، سرسند کی ظاہری
و باطنی ریاست آپ کے سپرد ہوئی۔

شیخ عبدالحی آپ شیخ محمد کے فرزند اور سجادہ نشین تھے، اپنے وقت

کے جید عالم تھے، عوام الناس کو راہ راست پر لانے کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ اور

ہر وقت ساعی و کوشاں رہتے۔

شیخ زین العابدینؑ آپ شیخ عبیدالحیؑ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ تھے، اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے، لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل

کرتے تھے،

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ العزیز

آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد اور پیر طریقت میں ظاہری علوم اپنے اوائل ربیعان میں حاصل کئے۔

عین عالم شباب میں آپکو جاذبہ الہی اور عشق خداوندی نے حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی حشتی

آپکی شیخ عبدالقدوس
گنگوہی سے بیعت

کی خدمت میں پہنچایا، جہاں آپ نے باطنی سلوک ختم کیا، گو آپ کو آباؤ اجداد سے سہروردیہ خلافت حاصل تھی، پھر بھی سلوکِ چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا، ظاہری علوم میں چونکہ چند ایک کتابیں باقی رہ گئی تھیں، لہذا شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا، کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ، حضرت مخدوم نے عرض کیا، کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفانہ کی، تو میں کس کی طرف رجوع کرونگا؟

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قائم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدین کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت مخدوم کی شیخ
رکن الدین سے خلافت

اس کے بعد حضرت مخدوم تحصیل علوم دینیہ میں مشغول ہو گئے، ابھی فارغ ہونے نہ پائے تھے، کہ شیخ کے وصال کی حسرت ناک خبر ملی، پھر کیا تھا، دل تنور کی طرح درد و حسرت سے بھڑک اٹھا، آہوں سے پُر فریادوں سے معمور

اور شورشوں سے لبریز ہو گیا، آنکھیں ندیوں کی طرح بہنی شروع ہو گئیں، رُوح کے اضطراب اور بیقراری کی کوئی حد باقی نہ رہی، بزبان حال پکار رہے تھے کہ

اک میری ہی پریشانی قسمت بکھکر

تہ کیا کاتب تقدیر نے دفتر اپنا

چونکہ تحصیل علوم سے فارغ ہونے میں ایک بہت ہی قلیل مدت رہ گئی تھی، اس نے عین فارغ ہونے کے وقت آپکو شیخ کی وفاتِ حسرت آیات کی خبر پہنچنا یہ ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور ناقابل برداشت رنج و الم کے پیدا کرنے والی خبر تھی فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپکو شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کا بجد شوق تھا بہت سی امیدیں اور آرزوئیں دل میں تھیں، مگر اس حسرت ناک کی خبر کے سننے ہی سب خاک میں مل گئیں۔

قسمت تو دیکھنا کہ کہاں ٹوٹی ہے کند

دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

اس جانکاہ حادثہ کا صدمہ حضرت مخدوم صاحب پر بہت پڑا، ہر وقت یہی کہتے کہ کاش! میں تعلیم سے چند یوم پہلے فارغ ہو گیا ہوتا، کاش! میں نے اپنی دلی آرزوؤں کو پورا کر لیا ہوتا، مگر افسوس سے

صبح تک تو نے نہ چھوڑی وہ بھی اُو باد صہا

یادگار رونق پروانہ تھی مفضل کی خاک

آخر صبر سے کام لیا، اور تکمیلِ تحصیل کے بعد کئی سال مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے شیخِ قدس سرہ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے، شیخ زکریا لدین کو شیخِ قدس سرہ العزیز حضرت مخدوم کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرما گئے تھے، انہوں نے اس کے بموجب آپ کا کمال اعزاز کیا، بہت جلد فیوض و برکات سے بہرہ یاب

کرا کے آپکو طریقہ قادریہ اور چشتیہ، صابریہ کا خرقہ خلافت عنایت فرمایا، غرض
 حضرت مخدوم نے سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، وہ شیخ رکن الدین پوریا
حضرت مخدوم کی شاہ کمال | **کیٹھلی اکثر قصبہ پائل میں مقیم**
 رہتے تھے، جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ
 پر ہے، آپ اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ان کی شان میں فرماتے ہیں،
 جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے، تو عوث الثقلین
 کے بعد شاہ کمال جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

کیفیت ملاقات | حضرت مخدوم اور شاہ کمال کی کیفیت ملاقات یوں
 ہے، کہ ایک روز حضرت مخدوم شیخ عبدالقدوس کے خلیفہ شیخ جلال تھامسری
 کے پاس بیٹھے تھے، کہ ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا، شیخ
 صاحب نے سپاہی سمجھ کر اس سے شاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے، شاہ
 کمال کیٹھلی بھی وہاں موجود تھے، وہ شیخ صاحب کے اس سوال سے ناراض ہوئے
 اور فرمانے لگے، کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا
 لیکن آپ تو بادشاہ کے متصدی نکلے، چونکہ شیخ جلال نہایت حلیم و خلیق تھے
 اس لئے شاہ کمال سے معافی مانگنے لگے۔

حضرت مخدوم نے جب شاہ کمال میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے، تو
 بے اختیار انکی ہنشین کی طرف مائل ہوئے، اٹھتے وقت حضرت مخدوم نے شاہ کمال
 سے انکا نام و مقام پوچھا، شاہ کمال نے فرمایا، کہ مجھے کمال کہتے ہیں، میں اکثر قصبہ
 پائل میں رہتا ہوں، جو سرہند سے بارہ میل کی مسافت پر ہے۔

حضرت مخدوم چند روز بعد پائل میں شاہ کمال کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور شاہ صاحب کی خدمت سے بہت سے فیوض و برکات بالخصوص نسبت فریث حاصل کی، اور سلوکِ قادریہ بھی طے کیا، شاہ کمال اور حضرت مخدوم میں بہت محبت ہو گئی تھی، چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمال معہ عیال و اطفال سرہند میں آکر حضرت مخدوم کے گھر کئی کئی روز رہتے، نسبت فریث کے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مبدعہ معاد میں فرماتے ہیں، کہ

فریث کی نسبت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی، اور انہیں ایک مردِ خدا صاحبِ جذبہ سے۔

یہاں پر مردِ خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہی ہیں۔

شیخ اللہ داد سے ملاقات حضرت مخدوم نے کابل سے بیکرننگالہ

تک کی سیاحت فرمائی ہے، شہر رہتاس میں ایک نہایت معزز صاحبِ حال مردِ خدا اللہ داد نام رہنا کرتے تھے، جنہوں نے اپنے زمانہ کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی، حضرت مخدوم دورانِ سیاحت میں ان کے پاس پہنچے، اور کچھ عرصہ ان کے پاس رہ کر بہت سے فیوض و برکات حاصل کئے،

سید علی قوام ایک دفعہ حضرت مخدوم جو نپور گئے، وہاں پر سید علی قوام نظامی کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو صاحبِ جذبہ، صاحبِ سکر، صاحبِ وجد اور صاحبِ سماع

تھے، آپ کا سلسلہ چشتیہ تھا، اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے ملتا تھا۔ حضرت مخدوم نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ فوائد حاصل کئے،

شیخ برہان سے استفادہ نیز حضرت مخدوم نے ننگالہ میں شیخ برہان

سے ملاقات کی، جو عموماً شب کو بیدار رہ کر تمام شب آقائے حقیقی کے آگے گریہ و زاری اور توبہ و استغفار میں گزار دیا کرتے تھے، حضرت مخدوم نے ان سے بھی

استفادہ کیا۔

شیخ عبدالغنی سے ملاقات | علاوہ ازیں حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے شیخ عبدالغنی سے جو معتبر مشائخ سے تھے، ملاقات کی، اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا، کہ ایک روز حضرت مخدوم نے سنا، کہ شیخ عبدالغنی نے ایک درویش کو معرفت کی کوئی ایسی بات بتلائی، جس کی وہ تاب نہ لا کر مر گیا، حضرت مخدوم شیخ کی ملاقات کی جستجو میں تھے، کہ ان سے بلکہ پوچھیں، کہ وہ پتھر اور راز کون سا تھا، جس سے درویش کا کام تمام ہو گیا؟

ایک مدت کے بعد شیخ عبدالغنی اتفاق سے سرہند آنکے، حضرت مخدوم کو جب شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی، تو انہیں اپنے گھر لا کر ٹھیرایا، اور عرض کی حضور! وہ کیا بات تھی، جس نے درویش کا کام تمام کر دیا؟ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا، کہ یہ تمام عالم جو دکھائی دیتا ہے، یہ حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے، جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے، چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے وہ اس بات کی تاب نہ لا کر مر گیا۔

کرامات | حضرت مخدوم سے بہت سے خوارق و کرامات ظہور میں آئے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں، کہ ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے، کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے، کوئی کہتا، کہ میں نے بغداد میں دیکھا ہے، اور اپنی آشنائی جتلاتے، لیکن والد صاحب فرمایا کرتے تھے، کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا، اور تم کہتے ہو، کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے، اور آشنائے ہیں، یہ کس قسم کی تہمت مجہد پر لگاتے ہو، اسی طرح خواجہ ماشم کشمی جنہوں نے زبدہ مقامات برکات احمدیہ لکھی ہے،

قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا، کہ ایک روز حضرت مخدوم کا سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا، تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں، اُس نے خیال کیا، کہ شاید کسی دشمن یا کسی چور سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے، بے اختیار روتا پیتا باہر نکل آیا، لوگوں کو خبر کی، لوگ اندر گئے، تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت مخدوم صحیح و سالم زندہ تسبیح و تہلیل میں مشغول اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں، لوگ فوراً قدموں پر گر پڑے، حضرت مخدوم نے فرمایا، جب تک ہم زندہ رہیں، یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

طریقہ حضرت مخدوم اکثر طریقہ نقلیہ بندہ کی تعریف کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے، کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نہیں، جس کی ہنشین سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

عقائد آپ اصولاً و فروغاً حضرت شیخ اکبر کے متبع اور انہیں کے عقائد کے مقلد تھے، اُن کے کلام کے دقائق اور اسرار کے بیان میں آپ ید طولی رکھتے تھے، مسئلہ وحدت الوجود کی تفہیم و جودی طریقہ سے کرتے اور فرماتے، کہ ہمارا حال و مشرب یہ ہے، کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے، واحد حقیقی ہے، جو بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے، سب سے تعجب خیز امر تو یہ ہے، کہ باوجودیکہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کا مشرب وحدت الوجود تھا، اور اس مقام کے سخت مغلوب الحال تھے، لیکن پھر بھی کتاب و سنت نبویہ سے ہاں بھر تجاوز نہیں کرتے تھے، جس درویش کو ذرا بھی خلاف شریعت پاتے، اُسکی صحبت کو فوراً ترک کر دیتے، اور ہرگز اُس کے ولی ہونے کا اعتبار نہ کرتے۔

مریدین و تلامذہ | آپ کے ہزاروں مرید اور صد ہا شاگرد تھے، آپکو ظاہری

علوم میں ید بیضاء حاصل تھا، گویا اپنے زمانہ کے امام تھے، علمائے وقت آپ کو اپنا استاد مانتے تھے، چنانچہ علماء و فقہاء کے پیشوا شیخ میرک لاہوری جو شہزادہ داراشکوہ کے استاد اور شرطیہات و سفینۃ الاولیاء وغیرہ کے مصنف تھے، علم ظاہری و باطنی میں آپ کے شاگرد تھے، بعض اوقات آپ لوگوں سے ایسے ایسے اُسرار و معارف بیان کیا کرتے تھے، کہ بڑے بڑے علماء اُسکے سمجھنے میں حیران اور ششدر رہ جاتے،

تصانیف علم شریعت و طریقت میں آپنے کئی رسالے تصنیف کئے، ان میں سے اسرار التہجد اور کنوز الحقائق مشہور ہیں، اُن کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ حکم و دقائق اور اسرار و حقائق آپ نے اُنہیں لکھے ہیں، سب القانی ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

افضلیت ہے ہدایت کے سبب

نہ عزت نہ وجاہت کے سبب

وفاتِ حسرت آیات | ایک نہ ایک دن موت سب پر آتی ہے

دنیا میں کوئی بھی ایسی ہستی نہیں، جو فنا کا شکار ہونے والی نہ ہو، بڑے بڑے آئے، مگر کوئی بھی اس کے آہنی پنجہ سے محفوظ و مامون نہ رہ سکا،

تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں

وہ کون سے گل کھلے جو مَر جھانہ گئے

جب ہندوستان کے مفلس مسلمانوں کے اندھیرے گھر کے اس چراغ کے گل ہونے کا وقت آیا، تو سوائے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کوئی بھی ایسا شخص موجود نہ تھا، جو اس کے فیضانِ صنوبر بخش سے پورے طور پر فیضیاب ہونے کا مستحق اور حقیقی طور پر خلف کہلانے کا حقدار ہوتا۔

چنانچہ وفات سے قبل اپنے سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آپ کو حاصل تھی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو اتفاقاً، اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہی کو عنایت فرمائی۔

وفات سے پہلے آپ عاشق نیم جان کی طرح بستر پر پڑے مولانا حقیقی کی یاد میں کچھ ایسے مشغول تھے، کہ معلوم دیتا تھا، کہ محبوب کی ملاقات کے ہر ساعت ہر لحظہ منتہی ہیں، ہر وقت یہی زبان پر جاری رہتا، کہ اے مولانا تیری ہی یاد میں خاتمہ ہو، اے آقا! تن سے روح کی جدائی کے وقت تیرا ہی نام ورد زبان ہو۔

جان عاشق تن سے جب آزاد ہو

منہ میں کلمہ دل میں تیری یاد ہو

جب آپ کا اخیر وقت آیا، تو آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا، کہ بات وہی ہے، جو شیخ عبدالقدوس نے فرمائی تھی، آپ کے صاحبزادہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اس وقت حاضر تھے، انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا، کہ حضور! وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا، "حقیقت حق سبحانہ، و تعالیٰ ہستی مطلق ہے، لیکن لباس کو نیہ محبوبوں کی آنکھ پر ڈال کر انہیں دور و مہجور رکھتا ہے۔"

آپ نے عرض کیا، کہ حضور مجھ کو کچھ وصیت فرمائے، فرمایا، بس تمہیں یہی وصیت کرنا ہوں، اور میں اطمینان کی محبت میں سرشار اور بحر نعمت میں مستغرق ہوں۔

الہی بحق نبی فاطمہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

الغرض ۱۷ رجب ۱۰۰۰ھ کو اسی سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی کو خیر باد کہہ کر دار ابدی کی جانب کوچ کر کے محبوب حقیقی کو جا ملے۔

جان گئی جان کے جو یا کے پاس

پہنچا مریض اپنے میجا کے پاس

آپ کا مزار شریف سرہند میں شمال کی جانب ایک میل پر واقع ہے، آپ کی تاریخ وصال میں کسی شخص نے حسب ذیل قطعہ کہا ہے ۵
 آن شیخ کہ بود اعلم اندر فن
 جانش گہر سرازل را معدن
 چو شیخ زمانہ بود در علم و عمل
 تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدومؒ کی اولاد | حضرت مخدوم کی شادی ضلع بلند شہر کے ایک

قصبہ میں ایک بزرگ زادی سے ہوئی تھی، جن کے بطن سے سات صاحبزادے
 تولد ہوئے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ منجھلے فرزند تھے، تین آپ سے
 عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے یہ سب عالم اور کامل ولی تھے، ان سب کے
 دائرے کامرکز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہیں۔

مقدمہ

ضرورت مجدد

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجددین کی بعثت اور ان کے ظہور کے
 متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ
 عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ
 مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا (اخرجه)

اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے
 ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہے گا
 جس کا کام دین محمدی کی تجدید کرنا ہوگا

(ابوداؤد)

اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں، اس کو ابو داؤد نے بیان کیا ہے، اور جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود میں لکھتے ہیں کہ

اتَّفَقَ الْمُحْفَظُ عَلَى تَصْحِيحِهِ | حفاظ حدیث اس کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں
چنانچہ تقدیم میں سے حاکم نے مُشْتَرِكٌ میں اور بیہقی نے مُدْخَلٌ میں اس کا ذکر کیا ہے، اور تباخرین میں سے ابو الفضل عراقی اور حافظ ابن حجر شافعی بھی اس کی صحت کے قائل ہیں،

اب یہاں پر کئی سوال پیدا ہوتے ہیں اول یہ کہ تجدید دین سے کیا مراد ہے؟ دوم یہ کہ مجدد کون ہو سکتا ہے؟ سوم یہ کہ کیا مجدد کا شروع ہی صدی میں آنا ضروری ہے، یا وسط اور آخر میں بھی آسکتا ہے؟ چہاں کہ یہ کیا ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہو سکتا ہے، یا کہ متعدد بھی؟ وغیرہ وغیرہ
ان سوالات کے جواب علی حسب المدارج درج کئے جاتے ہیں۔

تجدید دین | تجدید دین سے مراد کتاب و سنت کے عمل کو جو مروجہ زمانہ سے گمراہ ہو کر بٹ چکا ہو، از سر نو زندہ کرنا، لوگوں کے غلو کو روکنا، جہلاء کی تادیبوں کی نفی کرنا اور حق و باطل میں تمیز دکھانا ہے، جو یہ نہ کرے، وہ کیسا ہی فاضل ہو، عاقل ہو، فقیہ ہو، صاحب دل ہو، صاحب مکاشفہ ہو، مجدد نہیں ہو سکتا ہے۔
مجدد کون ہو سکتا ہے؟ | مجدد کیلئے ضروری ہے، کہ وہ علم و فضل میں شہرہ آفاق ہو، دین میں مشاہیر ہو، علوم ظاہریہ و باطنیہ میں یکتائے روزگار ہو

لہ مجاس الابرار، مجلس ثالث و اثنائون اور حج الکرامہ فصل بیست مجددین میں تجدید دین کے یہی معنی لکھے ہیں ۱۲۱ منہ ۳۰

لہ علاوہ مذکورہ دو کتابوں کے عون المعبود حاشیہ سنن ابو داؤد میں ابن الاثیر طیبی

وغیرہما سے مجدد کی یہی تعریف لکھی ہے ۱۲ منہ ۲۷

حامی سنت ہو، قانع بدعت ہو،

- مجدد کا پتہ اُس کی دینی خدمات سے چلتا ہے، اُس کے ہم عصر علماء قرائن اور
ظن غالب سے اُس کی دینی خدمات، اُس کے علم و فضل کو دیکھ کر اُس پر مجددیت
کا فتوے لگا سکتے ہیں۔

× قیدِ اُس | بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ حدیث میں اُس کی قید اتفاق
ہے، مجدد صدی کے اول آخر اور درمیان میں بھی آسکتا ہے۔

لفظ من کا اطلاق | یہاں یہ تہلا دینا بھی غیر محل نہ ہوگا، کہ لفظ من کا اطلاق
واحد اور متعدد دونوں پر ہو سکتا ہے، یہ قطعی طور پر لازمی نہیں کہ مجدد ایک صدی میں
ایک ہی ہو، بلکہ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں، بہر حال ہر صدی میں ایک مجدد کا وجود
ضروری ہے،

مجدد الف ثانی

ان ابتدائی مراحل کو طے کر نیچے بعد اب یہ ثابت کرنا ضروری ہے، کہ الف ثانی
کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ ہیں۔

آپ کا ظہور جیسا کہ افتتاحیہ میں جملاً بتایا گیا ہے، اور اُس شدہ انشاء اللہ مفصلاً
لکھا جائیگا، ہندوستان میں ایک ایسے نازک موقعہ میں ہوا، جبکہ کفر و شرک
ضلالت و گمراہی، فسق و فجور کا دور دورہ تھا، لوگ دین اسلام سے منحرف ہوئے تھے
آپ نے آکر آوازہ توحید کو پھر بلند کیا، کفر و بدعت اور فسق و فجور کی ظلمت
کو دور کیا، یہ دینی خدمت بڑے زور سے آپ کے مجدد ہونے پر دلالت کرتی ہے،
علاوہ ازیں علمائے وقت نے بھی آپ کو مجدد مانا ہے، بلکہ انہیں سے اکثر تو آپ کے

لے جیسا کہ اسی کتاب کے مختلف مقامات بالخصوص تجدید کے سائوں میں مذکور ہے، اور ان علماء و شایخ

حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، اور آج تک کیا عوام اور کیا خواص، کیا علماء اور کیا مشائخ، سب آپ کو مجدد الف ثانی مانتے چلے آئے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں آپ کی شان میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مندرجہ بالا دعوائے کا بڑے زور سے سوتیلے میسرے خیال میں اس کے بعد آپ کے متعلق کسی بزرگ کے قول کے نقل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، کہ

شیخ مجدد ازماس این دورہ اند

و بسا معارف مختصہ این دورہ

کہ از زبان شیخ بطریق رمزو

ایما سرزودہ، و شیخ قطب ارشاد

این دورہ است، و بردست فکے

بیاسے از گمراہان باد طبیعت

و بدعت فلاح شدہ اند...

تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدو

ادوار و مکون کائنات است

و شکر نعمت حضرت شیخ شکر

نعمت مفیض اوست، تعالیٰ

و تقدس الخ (کلمات طیبات ص ۱۶۳ مکتوب ہفتم) مطبوعہ مجتہائی حلی

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریص

نعمت کے طور پر فرمایا ہے، کہ میں ایک دفعہ جمال جہاں آرا حضرت سرور کائنات

ابقیہ حاشیہ ص ۱۵۱ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کی مفصل کیفیت بھی درج ہے ۱۲۱ سنہ ۱۲۰۷

علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات سے مشرف ہوا، وہ اس طرح پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہوں، اور آپ کا سانس مبارک مجھ کو پہنچ رہا ہے، اور پیر زادگان سرہندی بھی وہاں موجود ہیں، اس اثنا میں مجھے پیاس معلوم ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو پانی لانے کا حکم فرمایا، میں نے عرض کیا، حضرت یہ تو میرے پیر زادے ہیں، آپ نے فرمایا، میرے حکم کا امتثال کرتے ہیں، وہ عزیز پانی لے آئے، اور میں نے خوب سیر ہو کر پیاس پھر میں نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ اُن جیسا میری امت میں دوسرا کون ہے، پھر میں نے عرض کیا، کہ حضور اُن کے مکتوبات آپ کی نظر مبارک سے گزرے ہیں؟ آپ نے فرمایا، تمہیں کچھ یاد ہے، تو پڑھو، میں نے یہ عبارت پڑھ سنائی، اِنَّهٗ تَعَالٰی وَّرَءِ الْوَسْءِ ثُمَّ وَّرَءِ الْوَسْءِ آپ نے اسکو بہت پسند فرمایا، اور نہایت خوش ہوئے، پھر میں نے دوبارہ یہی عبارت پڑھی، پھر آپ نے بہت زیادہ تحسین فرمائی، اور یہ حالت بہت دیر تک جاری رہی اتنی مزید براں خود حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے مکتوبات شریف میں اپنے مجدد ہونیکا ذکر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو۔

یہ علوم مقبلس از مشکوٰۃ انوار نبوت
 یہ علوم نبوت کے انوار کے مشکوٰۃ
 اند علیٰ انما یابھا الصّٰوۃ و السّلام
 سے حاصل ہوتے ہیں، جو دوسرے ہزار
 والتحیۃ کہ بعد از تحدید الفیانی بہ
 کی تجدید کے بعد وراثت کے طور پر تازہ
 تبعیت و وراثت تازہ گشدہ اند
 ہو گئے ہیں، اور تروتازگی سے ظہور پایا ہے

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ پرے سے پرے بلکہ اور بھی پرے سے پرے ہے، اسے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم،
 پنجابی میں اسکو اسی نے نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے، اے اُنے ناموں اُنوں اُنے، پریوں پرے سے پرے

و بطر اوت ظہور یافتہ صاحب
 این علوم و معارف مجدد این آلف
 است و بدانند کہ
 بر سر ہر مائتہ مجددے گذشتہ
 است، آنا مجدد مائتہ دیگر است
 و مجدد آلف دیگر، چنانچہ در میان
 مائتہ و آلف فرق است، در میان
 مجددین اینہا نیز ہاں قدر فرق
 است، بلکہ زیادہ ازاں، و مجدد
 آن ست، کہ ہر چہ در آن مدت
 از فیوض باہمتاں برسد توسط
 او برسد، اگرچہ اقطاب و اوقات
 آنوقت بوند، و بدلا و بجای باشند الخ

ان علوم و معارف کا صاحب اس ہزار کا
 مجدد ہے، اور جانتا چاہیے
 کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گذرا ہے
 ہاں! مجدد صدی کا اور ہے، اور مجدد ہزار
 کا اور، جیسا کہ تُو اور ہزار میں فرق ہے
 اسی کے مطابق صدی اور ہزار کے مجددوں
 میں فرق ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر
 اور مجدد وہ ہے، کہ اُس زمانہ میں
 جس قدر فیض اُمتوں کو پہنچتا ہے
 وہ اُسی مجدد کے توسط سے پہنچتا ہے
 خواہ اُس زمانہ کے قطب، اوقات
 ابدال اور نجب بھی کیوں نہ ہوں

(مکتوبات شریف حصہ ششم دفتر دوم مکتوب چہارم)

ان مقدمات کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ظہور کے واقعات شروع
 کئے جائیں۔

آپ کے ظہور کے متعلق اولیائے سابقین کی بشارتیں

آپ کے عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائیکے متعلق بہت سے اولیاء اللہ
 سلمائے امت اور عارفان الہی نے اپنے کشفوں اور سچے خوابوں کی بنا پر بشارتیں
 دی تھیں، جنکا تذکرہ آپ کی ولادت کے ذکر سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے

ہذا وہ اجمالاً درج ذیل ہیں۔

حضرت غوث اعظمؒ کا
کشف اور آپکی وصیت

ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ العزیز کسی جنگل میں بیٹھے مراقبہ
فرما رہے تھے کہ یکا یک آسمان سے ایک

نور ظاہر ہوا، جس سے تمام عالم منور ہو گیا، آپ کو اس وقت اتھا ہوا، کہ آپ کے
پانسو سال بعد جبکہ عالم میں ضلالت و گمراہی اور شرک و بدعت کا دور دورہ
ہوگا، اُس وقت ایک بزرگ و حیدر اُمت پیدا ہوگا، وہ دنیا سے الحاد و زندقہ
اور شرک و بدعت کا نام و نشان مٹا دیگا، دین محمدی کی تجدید کر کے اُس کو نئے
سر سے تازگی بخشنے گا، اُس کی صحبت کیمپائے سعادت ہوگی، اُس کے فرزند
اور خلفاء بارگاہِ اُحدیت کے صدر نشین ہوں گے۔

اس القاد کے بعد محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے
خاص خرقہ کو اپنے کمالات سے ملا کر کے بطور امانت اپنے صاحبزادہ سید
تلج الدین عبدالرزاق کے حوالہ کیا، اور وصیت فرمائی، کہ جب اس بزرگ کا
ظہور ہو، تو یہ میری طرف سے اُن کو دیدینا، چنانچہ اُس وقت سے صاحبزادہ علیہ الرحمۃ
کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے بطور امانت چلا آتا رہا، آخر شاہ کمال کے
پیر شاہ سکندر نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کی خدمت میں پہنچایا، جس کا تذکرہ انشاء اللہ تجدید کے سال دوم میں آئیگا۔

حضرت شیخ احمد
جام کا ارشاد

مقاماتِ شیخ الاسلام احمد جام میں مذکور ہے، کہ
شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا، کہ
میرے بعد سترہ آدمی میرے ہمنام پیدا ہوں گے

ان میں سب سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا، جو سب سے افضل ہوگا،

شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب سوز العاشقین میں لکھا ہے، کہ آخر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے توبہ کی تھی میں نے ان سے عرض کیا، کہ بہت سے مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں مگر آپ کے حالات سب سے فائق نظر آتے ہیں، اسپر اپنے فرمایا، کہ مجھ سے چار سو سال بعد ایک اللہ کا ایسا برگزیدہ پیدا ہوگا جس کے حالات مجھ سے کہیں افضل ہونگے،

نصحات الانس میں مونسنا جامی نے بھی شیخ احمد جام کا مذکورہ بالا مقولہ نقل کیا ہے، اور شیخ کی وفات چھٹی صدی ہجری تحریر کی ہے، چونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ظہور تادمہ ہجری میں ہوا، جو شیخ کے زمانہ سے پورے چار سو سال بعد ہے، لہذا ثابت ہوا، کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں۔

مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا، کہ سبحان اللہ! سلسلہ خواجگان نقشبند سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہونے

والا ہے، جو مجدد وقت ہوگا، لیکن افسوس کہ زندگی کی وفا کا اعتبار نہیں، ورنہ میں شرف ملاقات کے لئے انکی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا،

انہوں نے ایک خط لکھ کر اپنے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن بدخشی کو دیا، اور فرمایا، کہ اس خط کو حفاظت سے رکھنا، جب حضرت مجدد الف ثانی مبعوث ہوں، تو یہ خط بڑی نیاز سے ان کی خدمت میں پیش کرنا، تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔

۱۰ ایک روایت میں چھ ہزار ہی آیا ہے۔

خواجہ عبدالرحمن نے تجدید کے دسویں سال اس مکتوب کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی، اور فرمایا، کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

جب مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالقدوس کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا، کہ تمہاری پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے، اس سے بدعت و گمراہی کا خاتمہ ہو جائیگا، اگر میری زندگی نے اس وقت تک وفا کی، تو میں اس کی خدمت کو بارگاہِ الہی کے قُرب کا وسیلہ گردانوٹکا۔

حضرت شیخ عبدالقدوس کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا، کہ تمہاری پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے، اس سے بدعت و گمراہی کا خاتمہ ہو جائیگا، اگر میری زندگی نے اس وقت تک وفا کی، تو میں اس کی خدمت کو بارگاہِ الہی کے قُرب کا وسیلہ گردانوٹکا۔

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ ایک روز مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں، کہ سر زمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا، جسکی روشنی

چاروں طرف پھیل گئی، شیخ علیہ الرحمۃ سخت شگفتہ ہوئے، غیب سے آقا ہوا کہ امتِ محمدیہ میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا، جس کے فیض سے بہت سی مخلوق خدا ہدایت پائیگی، اور احکامِ شرعی اس کے طفیل از سر نو تازہ ہونگے،

جب ہندوستان کے مسلمانوں میں کفر کی رسمیں پیدا ہو گئیں، بادشاہ مرتد ہو گیا، اور اسلام شبانہ روز ضعیف اور کمزور ہونا شروع ہو گیا، تو اپنے بچے

مذہب کا درو رکھنے والے مسلمان حضرت شیخ نظام تارنونی کی خدمت میں جو مقتدا اہل اسلام تھے، حاضر ہوئے، اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں دعا کی التجا کی آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی، کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہونے والا

جو آتے ہی ظلمت کو نور سے اور کفر کو اسلام سے بدل دیگا، چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا ظہور ہو گیا۔

لوگ آپ کے پاس بھی دعا کیواسطے گئے تھے، اپنے باطنی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی، کہ عنقریب ایک

حضرت شیخ عبداللہ علاؤ الدین
سہروردی کا ارشاد

امام وقت مجدد اسلام کا ظہور ہوگا، وہ آتے ہی ضلالت و کفر ابی کا قلع قمع کرے گا شرک و بدعت کی رسموں کو اڑا کر لوگوں کو آستانہٴ احدیت کی طرف لے آئیگا۔

مولانا عبدالرحمن جو اپنے زمانہ کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اکبر آباد سے دہلی آیا

حضرت مولانا عبدالرحمن
کا حیرت انگیز مشاہدہ

اتفاقاً ایک منزل پر میرے پیٹ میں درد ہوا، میں جنگل میں ٹھیر گیا، میرے ہمراہی مجھے لکیلے چھوڑ کر چل دیئے، شدت درد کی وجہ سے میں بار بار قضاۃ حاجت کیلئے جاتا تھا، اتنے میں رات ہو گئی، اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا، میں جاڑے کے مارے و ماں چلا گیا، کہ چلور ات یہیں بسر کر لوں، ابھی آدھی رات نہ گزری تھی، کہ کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی ہے، اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آ پہنچی ہے، پھر انہوں نے نہایت عایشان فرش اس محل میں بچھایا، اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا، بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا، اور ہزار نا آدمی اس کے گردا گرد بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے، آخر مجھے معلوم ہوا، کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے، یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا، خوف کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن پر لرزہ طاری ہو گیا، تھکر تھکر کانپنے لگ گیا، اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا، کہ معلوم ہوتا ہے، کہ یہاں پر سوائے

ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد ہے، آخر مجھے پکڑ کر اُس کے پاس لیگئے، اُس نے مجھ سے پوچھا، کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا، کہ میں آدم کی اولاد سے ایک مسلمان مولوی مرد ہوں، اُس نے کہا، الحمد للہ ہم بھی مسلمان ہیں، اچھا چند علمی کلمات بیان کرو، تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں، میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہلسنت والجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں، اور ساتھ ہی کہا، کہ ان دونوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے، اُس نے پوچھا، کیوں؟ میں نے کہا، ہمارا بادشاہ مرتد ہو گیا ہے، اُس نے کہا، ہم بھی اس بارہ میں اُس پر سخت ناراض ہیں، اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے، کہ عنقریب ایک شخص مبعوث ہو نوا لہے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بدل ڈالے گا، اس شخص کا طریقہ، اُس کے اوضاع و اطوار اور اُس کے اقوال و افعال سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونگے، آپ ضرور اُس شخص کی زیارت کرنا، لیسنا عبد الرحمن اسی روز سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے معتقد ہو گئے، حتیٰ کہ تجدید کے پہلے ہی سال آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے،

حضرت مخدوم کا کشف | آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہ العزیز نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا، کہ عالم

میں تاریکی پھیل گئی ہے، اٹھ کر بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، ایک نور اُنکے سینہ سے نکلا، جس کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی، اور برقی خاطف نے نکل کر سب درندوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا،

پھر کیا دیکھتے ہیں، کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہے، اُس کے چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی کھڑے ہیں، بلبلوں، زندلیقوں، ظالموں اور جابروں کو اُن کے سامنے لالا کر بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں، منادی ندا

دے رہا ہے،

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ

كَانَ زَهُوقًا

آپ نے یہ واقعہ شاہ کمال کیتھلی سے عرض کیا، آپ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا کہ آپ کے ایک فرزند پیدا ہوگا، جو ضلالت و گمراہی کو مٹا دیگا، اور اس کے زمانے میں دین کو فروغ حاصل ہوگا،

منجمن کی پیشینگوئی

اکبر کے زمانہ میں خان اعظم رکن سلطنت تھا، اس کے قلب میں ابھی حمیت و غیرت مذہبی کا عنصر متحرک باقی تھا، دنرات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت پر حرم کے دانہ کی طرح جلتا تھا، اس نے سلطنت کے زماںوں اور منجمنوں کو بلا کر پوچھا، کہ بتلاؤ! یہ فتنہ کب فرو ہوگا؟ یہ آفت کب ٹلے گی؟ انہوں نے اپنے علم میں غور و خوض کرنے کے لئے چالیس روز کی مہلت مانگی، خان اعظم نے دیدی، چالیس روز کے بعد منجمنوں نے آکر کہا، کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے، اوضاع فلکی سے یوں معلوم ہوتا ہے، کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا، جس کی توجہ سے دین اسلام کو تروتازگی حاصل ہوگی، اور کفر و شرک اور ضلالت و بدعت مغلوب ہو جائیں گے

شاہی اختر شناس جو سب منجمنوں سے لائق تھا، کہنے لگا، کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے، جو اس ہزار سال کے عرصہ میں طلوع نہیں ہوا، اگر خاتم آزل صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے وہ ستارہ طلوع ہوتا، تو کسی اولوالعزم نبی کی

پیدائش پر دلالت کرتا، چونکہ اس اُمت میں پیغمبر کا پیدا ہونا محال ہے، اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا، جو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوگا، اور جو تمام باطل اور گمراہ مذاہب کو برطرف کر کے دین اسلام کو رواج دینگا، اسی روز سے خان اعظم رات اور دن انتظار کرنے لگا، حتیٰ کہ تجدید کے دو سو سال اس نتیجہ پر پہنچا، کہ اس بزرگ خدا سے مراد حضرت مجدد الف ثانی ہی ہیں چنانچہ اسی سال حاضر خدمت ہو کر شرف زیارت و ارادت سے مشرف ہوا،

ارکان سلطنت کی خواہیں

شیخ سلطان کا خواب | یہ بھی اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت

کے رکن تھے، ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا قوی الجتہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے، اتنے میں ایک مرد خدا بہت سی افواج سمیت نمودار ہوا، اُس نے آتے ہی ہاتھی پر ایک غضب کی نگاہ کی، نگاہ کے پڑنے ہی ہاتھی فوراً زمین پر گر کر دم بخود ہو گیا،

معتبروں نے اس خواب کی تعبیر کی، کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا، جو اکبر کے اتحاد و رزقہ کو بالکل مٹا دینگا،

شیخ صاحب نے اس کے علاوہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حق میں بہت سے واقعات مشاہدہ کئے، حتیٰ کہ کمال عقیدت کی وجہ سے اپنی بیٹی کی شادی بھی آپ سے کر دی

خان اعظم کا خواب | اسی طرح خان اعظم نے بھی خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے، جس میں ایک سیاہ دریا بہ رہا ہے، اس دریا سے سانپ بچھو، ہزار پائے وغیرہ نکل رہے ہیں جس طرف

دریا کا پانی جاتا ہے، زمین بالکل سیاہ ہو جاتی ہے، جڑی بوٹیاں خاک بھسم ہو جاتی ہیں، درختوں کے پتے گر جاتے ہیں، اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا، جو سر پانور معلوم ہوتا تھا، کیا دیکھتے ہیں، کہ وہ آتے ہی جہاں پراٹری مارتا ہے، وہیں سے چشمہ جاری ہو جاتا ہے، ہزار ہا پرندے اُس چشمہ سے پانی پیتے اور نہاتے ہیں، اُس چشمہ کا پانی تمام اطراف و اکناف میں پھیل گیا، جڑی بوٹیاں از سر نو زندہ ہو گئیں، درختوں کے پتے پھر سرسبز ہو گئے، اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا،

خان اعظم نے جب اس خواب کی تعبیر معبٹروں سے پوچھی، تو انہوں نے بہت غور و تعمق کے بعد یہ کہا، کہ اس سیاہ دریا سے مراد کفر کا غلبہ ہے، سانپ بچھو اور ہزار پائے محمد اور بیدین لوگ ہیں، آسمان سے آدمی کا نازل ہونا کسی وئی برحق کا تولد ہے، اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر و بدعت کا صفحہ مستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جانا ہے۔

سید صدر جہاں کا خواب

لیکن بادشاہ کے بیدین ہو جانے پر ہمیشہ مغموم رہتے، ایک رات اپنے خواب میں دیکھا، کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہاں کو تاریک کر دیا ہے، اور ہوا کی تندی سے درختوں اور عمارتوں کی بنیادیں اکھڑ گئیں ہیں، ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آ رہے ہیں، اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں، بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے دم بخود ہو رہے ہیں، اسی اثنا میں سرسبز کی زمین سے ایک روشنی نمودار ہوئی، جو اطراف و اکناف میں پھیل گئی، روشنی کے نکلنے ہی وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے، اس روشنی میں سے ہزار ہا خوبصورت و خوش رنگ

پرندے باواز بلند پکارتے نکلے، کہ
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ حق آگیا، اور باطل جاتا رہا۔

سید صاحب نے یہ خواب شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ جلال الدین
قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بیان کیا، اور تعبیر پوچھی، شیخ صاحب نے فرمایا
کہ بگوہوں سے مراد بدعت، گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے، جو آج کل پھیلا ہوا ہے
اور بچھوؤں سے مراد بدعت و گمراہی کے سرغنہ ہیں، جو لوگوں کو باطل پرستی کی
ترغیب دے رہے ہیں، سرمنڈ سے جو روشنی نمودار ہوئی، اس سے مراد وہ
صروح خدا ہے جو اس شہر میں پیدا ہوگا، جس کی وجہ سے ظلمت اٹھ جائیگی،

یہ سنکر سید صاحب کے دل میں کمال اشتیاقی ملاقات پیدا ہوا، چنانچہ
کچھ عرصہ انتظار کے بعد جب آپ اس نتیجہ پر پہنچ گئے، کہ اس سے مراد حضرت
مجدد الف ثانی ہی ہیں، تو تجدید کے دوسرے سال شرفِ قدمبوسی کیلئے حاضر ہوئے

تذکرہ ولادت

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد کی طبیعت جیسا
کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ہمیشہ سیر و سیاحت کی طرف مائل تھی۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اپنی کتاب زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ
ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں ہوا، جو دہلی سے اکیس میل
کے فاصلہ پر ہے، وہاں کے علماء سے اپنے کتبِ احادیث کا مطالعہ کیا، جب
لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے، تو بہت دلدادہ ہو گئے، اور نہایت
تعلیم و تکریم کرنے لگے، اسی اثنا میں وہاں کی ایک پاکدامن صحیح النسب سیدہ
نے خواب میں دیکھا، کہ حضرت مخدوم کے سینہ سے ایک نور نکلا، جس میں ایک

تحت نمودار ہوا ہے، اُس پر ایک شخص تکیہ لگانے بیٹھا ہے، لوگ اُس کے چاروں طرف کھڑے ہیں، ایک شخص اُن میں سے کہتا ہے، کہ ”یہ مخدوم عبد الاحد کا فرزند ہے۔“

جب صبح ہوئی، تو اُس سیدہ نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا، اُس نے حسرت و یاس سے ایک سرد سانس کھینچ کر کہا، افسوس! میرے ماں کوئی بیٹی نہیں، ورنہ یہ سعادت ابدی میں ہی حاصل کرتا، اُس سیدہ نے کہا، کہ میری ایک نہایت ہی صالحہ بہن ہے، اُس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہئے اُس کے خاوند نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا، پہلے تو حضرت مخدوم نے انکار کر دیا، لیکن جب انہوں نے بہت منت سماجت کی، تو اپنے قبول کر لیا اور نکاح کر کے اُسے سر ہندے آئے، اُس پاک دامن صالحہ کے بطن سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تولد ہوئے،

الغرض جب ۱۰ محرم ۱۰۰۰ جو جمعہ کی شب کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے، تو عالم میں سر سبزی کے آثار نمودار ہوئے، خزاں بہار سے اور ویرانے معموروں سے بدلتے شروع ہو گئے خاصانِ خدا کی شادمانی کے غلغلوں سے زمین و آسمان گونج اٹھا۔
شور تھا ہر سو کہ شاہِ خوش جہاں آنے کو ہے
گلشنِ پیغمبری کا نو نہال آنے کو ہے
ہے مجدد الف ثانی جس کا قطبوں میں خطاب
وہ امامِ حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے
دور کرنے کو جہاں سے شریک کی تاریکیاں
نورِ محبوبِ خدا نے ذوالجلال آنے کو ہے

ظہورِ قدسی

آخر مدتِ حمل سے چار دن اوپر نو ماہ گزرنے کے بعد دو ساعت بھی آ
پہنچی، جس کے انتظار میں سینکڑوں بندگانِ خدا بیقرار بیٹھے تھے،

یہ شب وہی شبِ جان نواز، وہی ساعتِ ہمایوں، وہی دورِ فرخِ فال
تھا، جبکہ جبارہٴ عالم کا قہر و غضب مٹ گیا، ظالم حکومت کی بنیادیں ہل گئیں،
تعبت و غلامی کی زنجیریں کٹ کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، استقلالِ ذات
و فکر، حریتِ خیال و رائے، اشرف و احترامِ نفس، مساواتِ حقوق اور
ابطالِ شاہنشہ کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی ہے

ظلمت گئی جہاں سے جب دورِ نور آیا

باطل پرستیوں میں ہر سُوفتور آیا

غرض توجید کا غلغلہ پھراٹھا، چمنستانِ سعادت میں پھر بہار آگئی، یعنی ۱۴
شوال ۱۳۹۹ھ جو شبِ جمعہ کو آپ عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرما ہوئے

نائبِ خیر الوراے پیدا ہوئے

نورِ چشمِ مرتضیٰ پیدا ہوئے

مجھے احکامِ دین پیدا ہوئے

حامیِ شرعِ متین پیدا ہوئے

آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی

جن کے تھے مشاقِ سب شیخ و صبی

حضرت مخدوم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی کنیت ابوالبرکات، لقب

بدرالدین اور اسم شیخ احمد مقرر کیا ہے

شہر ملک ولایت شیخ احمد
بششش مادر آیام کم زاد

آٹھائے ولادت کے واقعات

آپکی ولادت کے وقت بہت سے واقعات ظہور میں آئے جو اجمالاً درج

ذیل ہیں،
پہلا واقعہ | آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں، کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی سی آگئی، تو کیا دیکھتی ہوں، کہ بہت سے اولیائے اُمت ہمارے گھر آئے ہیں، اور مجھے مبارکباد دے رہے ہیں۔

دوسرا واقعہ | آپکے والد ماجد مخدوم عبدالاحد فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے سعادت مند فرزند کی ولادت کے دن حالت کشف میں دیکھا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں، اور میرے بیٹے کے کانوں میں آذان و تکبیر

کہا رہے ہیں،
تیسرا واقعہ | شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ شیخ عبدالعزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے، آپ نے وہاں کشفی حالت میں ملائکہ کا ہجوم دیکھا،

چوتھا واقعہ | علاوہ انہیں شیخ ابوالحسن چشتی قدس سرہ العزیز بھی آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے، وہ فرماتے ہیں، کہ ولادت کی رات میں نے عالم رؤیا میں دیکھا کہ اس شہر میں بہت سے اولیاء اللہ جمع ہیں، اور ایک شخص ممبر پر چڑھ کر کہہ رہا ہے، کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو، آج تم میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے، جس کے سبب دین اسلام از سر نو تازہ ہوگا

پانچواں واقعہ آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا ہر چند سیدھا کیا گیا، مگر اصلی حالت پر نہ آیا، اسی اثنا میں بادشاہ نے ایک وحشتناک خواب دیکھا، کہ شمال کی طرف سے یکبارگی تند ہوا آئی، اور تخت کو بادشاہ سمیت اٹھا کر زمین پر لے مارا، اس خواب سے بادشاہ بہت متحیر ہوا، ہیبت زدہ ہو کر معجزوں سے دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپ کے آئین سلطنت میں تزلزل واقع ہوگا، چنانچہ ویسے ہی ہوا۔

زمانہ طفولیت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابق مختون پیدا ہوئے، آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ و زاری نہ فرماتے تھے ہر وقت خندہ پیشانی رہتے، تھوڑے کے برہنہ نہ ہوتے، آپ کا بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا،

آپ اس قدر ہر و عزیز تھے، کہ جو کوئی آپ کو ایک دفعہ دیکھ پاتا، وہ آپ سے بے اختیار محبت کرنے لگ جاتا۔

ایک دفعہ شیر خوارگی کے زمانہ میں آپ علییل ہو گئے، آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ کمال کیتھلی کو آپ کے اوپر دم کرانے کی غرض سے بلا کر لائے، انہوں نے آپ کو ملاحظہ کیا، اور جوش میں آکر فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اسکی عمر دراز کرے، یہ عالم باعمل اور عارف کامل ہوگا، آپ اور مجھ جیسے بہت سے بزرگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

بعد ازاں شاہ صاحب نے اپنی زبان آپ کے منہ میں رکھی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا، جب چھوڑی، تو شاہ صاحب نے فرمایا، کہ اس نے تمام قاوریہ نعمت ہم سے میلی حضرت شاہ کمال نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت ان کے پاس موجود تھا، اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا، اور وصیت کی، کہ عنقریب اس خرقہ کا مالک ظاہر ہوگا، اور یہ خرقہ اُس کے حوالے کر دینا، یہ وصیت کر کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کیا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی عمر ابھی سات سال کی تھی، کہ شاہ کمال اس دار فانی سے رحلت فرما کر دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے،

تحصیل علم شریعت

ملاں بدرالدین سرہندی حضرات القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی زبدۃ المقامات برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی، تو آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا، آپ نے قلیل ہی عرصہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا،

اس کے بعد دیگر علوم کی تحصیل سب سے قبل اپنے اپنے والد ماجد سے کی، بعد ازاں سیالکوٹ شریف یگئے، اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و مدقق، عابد و زاہد اور علامہ روزگار تھے، معقولات کی بعض کتابیں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھیں، اور حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبروی کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچ کر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے سند حاصل کی تھی، پڑھ کر سند

حاصل کی،

علاوہ ازیں قاضی بہلول بدخستانی تمیذ شیخ المحدثین ابن فہدی سے تفسیر
واحدی مع دیگر موقوفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی
بیضاوی اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلثیات وغیرہ و مشکوٰۃ المصابیح و تریذ
شریف مع شامل اور جامع صغیر و قصیدہ بڑدہ اور حدیث مسلسل بالآ ولایت
کی اجازت حاصل فرمائی۔

غرض جب آپ سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے، تو اپنے والد
ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا، مختلف ممالک سے
صد ہا طلباء جوق در جوق آنے شروع ہوئے، رات دن درس اور تدریس کا
مشغول رہتا، ہر وقت حلقہ حدیث و تفسیر گرم رہتا۔

سند مصافحہ

نماں بدرالدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی
علیہ الرحمۃ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ ہے۔

آپ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی سے مصافحہ کیا، انہوں نے حافظ سلطان
ادہمی سے (جنکی عمر ایک سو دس سال کی تھی) انہوں نے شیخ محمود الفزاری رحمت
اللہ علیہ سے، انہوں نے شیخ سعید رحمتہ اللہ علیہ سے اور انہوں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے،

سلطان الاولیاء حضرت محمد زبیر قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، کہ سند مصافحہ
میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

ماہین چار شخص ہیں، جن میں سے ایک جن ہے۔

اکبر آباد کا سفر

فارغ التحصیل ہونے کے بعد عین عالم شباب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ
الرحمۃ نے دار الخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا، جو اس وقت کفر و شرک، ظلمت و
ظلمیان اور منکالت و گمراہی کا مرکز تھا، اور جہاں اکبر بادشاہ سکونت پذیر تھا۔
جب آپ وہاں تشریف فرما ہوئے، تو وہاں کے علماء آپ کی علمی قابلیت
کو دیکھ کر انگشت بندہاں رہ گئے، کیا عام اور کیا خاص، کیا علماء اور کیا مشائخ
سب کے سب جوق در جوق آپ کی زیارت کیلئے آنے شروع ہو گئے،
پھر کہا تھا، درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا، علماء بڑے فخر کیساتھ
حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آپ سے حاصل کرتے، اور آپ کی شاگردی
کو بایہ فخر سمجھتے،

ایک روز شیخ سلیم چشتیؒ کے ایک صاحب
حال خلیفہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور
آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھنے لگے، اہل

شیخ سلیم چشتیؒ کے

خلیفہ کی ملاقات

مجلس نے ان سے غور سے دیکھنے کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے بتایا، کہ میں نے
خواب میں ان کو دیکھا ہے، یہ وہی شخص ہیں، جن کی خبر اکثر اولیائے امت
نے دی ہے، لیکن ابھی تک آپ کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی پیشانی میں مقام سجدہ سے لے کر
دونوں بھوؤں کی درمیانی جگہ تک ایک سرخ لکیر تھی، جو آپ کی تجدید کی علامت
تھی، شیخ سلیم چشتیؒ کے خلیفہ نے جب دیکھی، تو لوگوں کو بتایا، کہ یہ سرخ لکیر

آپ کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے،

ابو الفضل و فیضی
 سے آپ کا مناظرہ

ابھی آیام میں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ
 الرحمۃ ابو الفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے
 کہ فلسفیوں اور ان کے علوم کے اس قدر اوصاف

بیان ہونے لگے کہ زمین و آسمان کے قلابے مل گئے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ
 الرحمۃ جوش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے، فرمایا کہ فلسفی لوگ
 جن علوم کا اپنے تئیں واضح قرار دیتے ہیں، مثلاً انبیات، حکمت، نجوم، ہیئت
 اور طب وغیرہ وہ سب انہوں نے انبیائے گذشتہ کی کتب اور ان کے کلاموں
 سے سرقہ کیا ہے، اور جو علوم خود انکی طبائع کا نتیجہ ہیں، جیسے ریاضی وغیرہ وہ
 سب بیفائدہ اور غیر مفید ہیں یہی وجہ ہے کہ امام غزالی وغیرہ علمائے حقانی
 نے اپنی تصنیفات میں اپنی کفر کا فتوے دیا ہے، یہ سنکر ابو الفضل خاموش ہو گیا

چند روز بعد پھر ابو الفضل اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ میں ملاقات
 کا اتفاق ہوا، تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین
 شروع کی، اور کہا کہ خرق و اتیام کے عدم کے سبب آسمان سے فرشتے نازل
 نہیں ہو سکتے، اپنے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر دیا، کہ فلسفیوں کے نزدیک
 بے خرق و اتیام فرشتہ نازل ہو سکتا ہے، وہ اس طرح کہ حکیم فرشتہ کو مجردات
 سے شمار کرتے ہیں، اور متکلمین نور سے، پس ان دونوں کیلئے آسمانوں کا راستہ
 میں ہونا انکو زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا، چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح
 گذراتے ہیں جس طرح نظر عینک میں سے، یا روشنی شیشے میں سے۔

ابو الفضل نے سنکر کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نزول کرے، لیکن یہ کیونکر
 معلوم ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے، اور اشارہ حضرت خاتم النبیین کی طرف

کیا، آپ نے پوچھا، کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا، کہ ابو نصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟
 کہا، کتابیں اور ان کے علوم انکی حکمت پر بڑے زور سے وال ہیں، آپ نے فرمایا، کہ
 بس اسی طرح قرآن و حدیث بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر وال
 ہیں، یہ سنکر ابو الفضل پر ایسا سکوت طاری ہوا، کہ پھر اعتراض کے لئے سر
 نہ اٹھا سکا،

اس مناظرہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد شہزادہ جہانگیر کے اشارہ سے ابو الفضل
 قتل کیا گیا، کسی شخص نے اُس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے، ع
 یخ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
 کو اکبر آباد رہتے ہوئے ایک عرصہ
 گذر گیا تھا، اس لئے آپ کے والد
حضرت مجدد علیہ الرحمۃ والد ماجد
کی آپ کے پاس تشریف آوری

بزرگوار باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت کے آپ کے ملنے کے لئے اکبر آباد
 تشریف لائے، شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے، تو پوچھا
 کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ تو فرمایا، کیا کروں
 بیٹے کی محبت کھینچ لائی ہے،

چونکہ آپ کے والد ماجد کو آپ کے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی، اس لئے
 وہ آپکی جدائی گوارا نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ جب آپ کے والد وطن کی طرف
 روانہ ہوئے، تو آپ بھی ساتھ ہوئے، بعد ازاں انہی کی خدمت میں رہے۔

تزیین

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اکبر آباد سے واپس آ رہے تھے، تو

راستے میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا، وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے، یہ بادشاہ کے بڑے مقرب اور اُس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم مقرر تھے۔

شیخ سلطان نے خواب میں دیکھا، کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اے سلطان! اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سے کر دے، جب وہ بیدار ہوئے، توجیران رہ گئے، کہ وہ شیخ احمد کون ہیں؟

الغرض سلطان نے ایسے شخص کی تلاش کی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

بھی اُن دنوں تھانیسر میں تھے، شیخ سلطان نے جب معلوم کیا، تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں، اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں، تو مجھے ہی منظور ہے، حضرت مخدوم نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا، چنانچہ اُنہی ایام میں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کر کے اُسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد آپ کے پاس مال و دولت بکثرت ہو گیا، اپنے والد بزرگوار کی حویلی کے علاوہ اپنے ایک نئی حویلی بنوائی، اور اُس کے قریب ہی ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔

علم طریقت

یوں تو زمانہ طفولیت ہی سے آپ کی جبین سلاجیت آگین سے آثار بزرگی و تقدس نمایاں اور انوار ولایت و معرفت تاباں اور چہرہ اقدس سے کمالات فقر و درخشاں تھے، اور طبیعت تجرید پسند تھی، تاہم تحصیل علوم سے فراغت

پلتے ہی جذبہ عشق الہی اور ولولہ جوش و خروش نامتناہی جو فطرۃ آپ کے خمیر
میں داخل اور پہلے ہی سے قدرۃ آپ کو حاصل تھا، موجزن اور شعلہ انگن ہو گیا۔
پھر کیا تھا، اپنے تمام عزیز و اقارب اور دوست و احباب کو چھوڑ سب
مشاغل اور جملہ کاروبار کو خیر باد کہہ کر گوشہ تنہائی اختیار کر لیا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اپنے چنانچہ باطنی کمالات کا فیض سب
سے قبل آپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کیا
والد ماجد سے خلافت پانا

جب آپ کے والد ماجد کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو آپنے اپنے تمام فرزندوں
کو بلا کر ان کے سامنے اپنا وہ خرقہ خلافت جو سلسلہ سہروردیہ میں آباؤ اجداد
سے، اور وہ خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے
اور وہ خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتلی سے حاصل کیا تھا، سب کچھ حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ

اور

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

حضرت خواجہ بیرنگ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبدالسلام تھا، جو اپنے زمانہ
کے متقی، متدین، پرہیزگار اور صالح مرد تھے، شبانہ روز خوفِ خدا سے
گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔

حضرت خواجہ بیرنگ ۱۰۰۰ھ ہجری میں کابل میں پیدا ہوئے، لڑکپن میں
بزرگی اور تقدس کے جو آثار آپکی پیشانی پر نمایاں ہو رہے تھے اس امر کو اظہر من الشمس

کر رہے تھے، کہ یہ ہلال عنقریب بدر ہو کر چمکیگا۔
 سب سے قبل اپنے علم شریعت کی باقاعدہ تکمیل کی، پھر علم طریقت کے
 حصول کیلئے ماوراء النہر اور بدخشان وغیرہ مقامات کی سیر و سیاحت کی،
 وہاں کے علماء و مشائخ اور سلسلہ خواجگان کے خلفاء سے بہت سے فیوض و
 برکات حاصل کر کے ہندوستان کی جانب رخ کیا، یہاں آکر باقی کمی کو پورا کیا۔
 آپ ہر وقت یادِ الہی میں مشغول رہتے، حتیٰ کہ جذبہ عشقِ الہی آپ کے
 قلب میں ایسا موجزن ہوا، کہ اپنے معموروں کو چھوڑ کر جنگلوں، قبرستانوں
 اور ویران جگہوں میں راتیں جاگ جاگ کر بسر کرنی شروع کر دیں، بچھینی و
 قلق کی کوئی انتہا باقی نہ رہی، بے اختیار مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز
 تک دوڑتے پھرتے، وہ آپ کو پتھر اینٹیں مارتے، لیکن آپ ان کے پیچھے
 دوڑنے سے باز نہ آتے، آگ، پانی، مٹی، کچھڑ، برف، آندھی، بارش، کانٹے
 وغیرہ کوئی چیز آپ کو نہ روک سکتی تھی، حتیٰ کہ وہ مجذوب مہربان ہو کر آپ کو
 اپنے خوانِ نعمت سے معمور کرتے۔

باطنی فیوض انہوں نے زیادہ تر حضرت خواجہ بہاد الحق والدین نقشبند
 کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کئے، حقیقت میں آپ کا کام بھی الہی کی روحانیت
 سے سمرانجام ہوا۔

حضرت خواجہ بیرنگ کا کشف | ایک دن حضرت خواجہ
 بیرنگ باقی باشد حضرت

خواجہ بہاد الحق والدین نقشبند علیہ الرحمۃ کے مزار پر بیٹھے تھے، کمریکا ایک
 آپ پر ایک کیفِ بجدی طاری ہو گیا، حالت کشفی میں کیا دیکھتے ہیں، کہ حضرت
 خواجہ بہاد الحق والدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں، کہ اے خواجہ

بیرنگ! دیکھو سرزمین ہند میں عنقریب ایک ولی اللہ پیدا ہونے والا ہے جس سے کفر و ظلمت، خسران و طغیان، ضلالت و گمراہی، شرک و بدعت بالکل مٹ جائیگی، میری آرزو ہے، کہ وہ صالح امت میرے سلسلہ میں مبعوث ہو، لہذا تم ہندوستان جاؤ، اور اس مرد خدا سے ملو، کہیں ایسا نہ ہو، کہ تم سے پہلے اُسے کوئی اپنے سلسلہ میں لے آئے،

ہاں! مگر جانے سے قبل اتنا ضرور کرنا، کہ وہ نسبت جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقا فرمائی تھی، اور ان سے ہم تک پہنچی تھی، وہ اس وقت ہمارے سلسلہ کے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے، ان کے پاس تم جانا، ان سے یہ نسبت حاصل کر کے پھر ہند کا رخ کرنا، جب اس صالح امت سے ملو، تو یہ امانت اُس کو پہنچا دینا۔

حضرت خواجہ امکنگی | حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نقشبند کے حسب الحکم خواجہ امکنگی علیہ الرحمۃ کی خدمت کے پاس روانگی میں حاضر ہوئے، خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے

خواجہ امکنگی کو بھی کشفی حالت میں اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا، اثنائے راہ میں خواجہ امکنگی نے خواجہ بیرنگ کو خواب میں فرمایا، کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے، اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے، حضرت خواجہ امکنگی نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے، یہ حالات سن کر ہر دو خواجہ صاحبان تین یوم تک خلوت میں رہے، بعد ازاں فرمایا، کہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہارا کام سرانجام ہو گیا ہے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں جس نسبت کے لینے کے لئے میرے پاس بھیجا ہے، یہ لو، اور ہند جاؤ، یہ سن کر خواجہ بیرنگ

رحمۃ اللہ علیہ نے ہند کا رخ کیا۔

استخارہ | ملاں بدرالدین حضرات القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمد میں بکھتے ہیں، کہ حضرت خواجہ پیرنگ نے فرمایا، کہ جب مجھے ہندوستان جانے کا حکم ہوا، تو میں نے اپنے آپ کو اس کام کے لائق نہ پا کر عاجزی ظاہر کی، انہوں نے استخارہ کر لیا حکم دیا، جب میں نے استخارہ کیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے، میں نے نیت کی، کہ اگر یہ طوطا خود بخود آ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے، تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہوگا، یہ خیال کرتے ہی وہ طوطا اڑ کر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا، میں نے اپنا آب دہن اُس کی چونچ میں ڈالا، بعد ازاں اُس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا، تو فرمایا، کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے، کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے، کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئیگا، تمہیں بھی اُس سے باطنی فائدہ پہنچےگا۔

سفر ہند

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی جستجو

استخارہ کے بعد حضرت خواجہ پیرنگ خواجہ امکنگی سے رخصت ہو کر ہندوستان کا عزم مصمم کر کے اپنے گھر سے نکلے، جب یہاں پہنچے، تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بہت جستجو کی، مگر آپ کا سراغ نہ ملا، اور وہ علامات اور نشان جو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو معلوم ہوئے تھے، وہ کسی میں نہ پائے گئے۔

پہلا خواب | جب آپ اٹنائے راہ میں سر ہند پہنچے، تو رات خواب میں کسی نے اُن کو کہا، کہ تم قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہوئے ہو، پھر اس کا تمام حلیہ بھی بتایا۔

صبح اٹھ کر اپنے وہاں کے تمام مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی کسی کو بھی اس صورت و شمائل کا نہ پایا، اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کئے وجہ صرف یہ تھی، کہ جس مقدس ہستی کا حلیہ آپ کو عالم رُویا میں بتایا گیا تھا، وہ اُس وقت سر ہند میں موجود نہ تھی، یعنی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اُن دنوں دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے، حضرت خواجہ پیرنگ نے خیال کیا، کہ شاید اس شہر کے کسی شخص میں قطبیت کی قابلیت ہو، جس کا ظہور بعد میں ہونیوالا ہو۔

دوسرا خواب | اسی طرح آپ نے پھر عالم رُویا میں دیکھا، کہ ایک مشعل روشن ہے، جس کی ضو بہت دُور تک پھیلی ہوئی ہے، اور دم بدم بڑھ رہی ہے اُس مشعل سے ہزار ہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کئے ہیں۔

اس خواب کے بعد تو آپ کو یقین کامل ہو گیا، کہ وہ ہستی جس کی جستجو اور تلاش میں میں مشغول ہوں، اُس کی جائے پیدائش اور سکونت یہیں ہے۔

آپ چند روز وہاں ٹھہرے، اور حد سے زیادہ جستجو کی، مگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عدم موجودگی کے سبب ملاقات میسر نہ ہوئی۔

پھر آپ مایوس ہو کر شہر دہلی کی جانب جو اُس وقت ہندوستان کا مرکز و تاب تھا، اس ارادہ اور نیت سے چلے گئے، کہ شاید کہیں اتفاقاً اُس شہر میں اس

۱۔ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدر الدین نے اپنی کتب تواریخ میں لکھا ہے ۱۲۱ھ - ۲۰
 ۲۔ ملا بدر الدین اور خواجہ ہاشم کشمی نے ان دونوں خوابوں کو اپنی اپنی کتب میں نقل کر کے لکھا،
 کہ حضرت خواجہ پیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی کی ملاقات کی وقت یہ دونوں خوابیں سنائیں ۱۲۱ھ - ۲۰

بزرگ ہستی کی ملاقات جس کی جستجو میں وطن کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلا آیا ہوں
نصیب ہو جائے ،

آپ جب دہلی پہنچے ، تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا ۔

حضرت مجدد و علیہ الرحمۃ کی حضرت خواجہ بیرنگ سے ملاقات

روحانی مدایح میں ترقی

عزم حج | حضرت مجدد و الف ثانی علیہ الرحمۃ کو قدیم سے بیت اللہ شریف کے
حج اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کا اشتیاق مالا
یطاق دامنگیر تھا ، چونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ تھے ، اس لئے ان کی
خدمت میں حاضر رہنے کی وجہ سے آپ کی یہ اُمید بر نہیں آتی تھی ۔

سفر دہلی | لیکن جب آپ کے والد اس دنیا سے فانی سے رحلت فرما گئے تو
آپ نے بیت اللہ شریف کی زیارت کا عزم مصمم کر لیا ، چلتے وقت کسی فرد بشر کو اس
امر کی اطلاع نہ کی ، اور تنہا اس سفر کے لئے روانہ ہوئے

جب آپ دہلی پہنچے ، تو مولانا حسن کاشمیری سے جو آپ کے اہباب اور
حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے ، ملاقات ہوئی انہوں
نے آپ سے حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا اظہار کر کے
ملاقات کرنے کیلئے تحریک کی ، اور بیان کیا ، کہ حضرت خواجہ بیرنگ اس سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ میں فردو یگانہ ہیں ، اور حقیقت میں آپ کی ایک نظر میں وہ فیض
طالبوں کو حاصل ہوتا ہے ، جو دوسرے طریقوں میں فاقہ کشی ، شاقہ ریاضت
اور چٹوں سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا ۔

ملاقات | چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ نقشبندیہ کی بہت پرکھ

تعریف سنی ہوئی تھی، اور کتابوں میں اکابر سلسلہ کے بہت سے حالات ملاحظہ کئے ہوئے تھے، اور حقیقت میں اس نسبت کی قابلیت اور استعداد بھی آپ بوجہ اتم رکھتے تھے، اس لئے آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت خواجہ صاحب نے آتے ہی آپ کو پہچان لیا، اور خانقاہ میں چند روز قیام کرنے کیلئے ارشاد فرمایا، آپ نے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا، لیکن رفتہ رفتہ دو تین ہفتہ تک نوبت پہنچ گئی۔

بیعت

ابھی دور وز بھی گزرنے نہ پائے تھے، کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے آثارِ تصرف و کشش نمودار ہوئے، اور آپ پر شوقِ انابت و اخذ طریقہ خواجگان نے اس قدر غلبہ کیا، کہ بے اختیار ہو کر آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کیلئے درخواست کی، حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فوراً آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کر کے ذکرِ قلبی تعلیم فرمایا، معاً آپ کا قلب جاری ہو گیا، اور علاوتِ ذکرِ قلبی وابتداءً تمام حاصل ہوا، شبانہ روز ترقیات عالیہ و عوجات متعالیہ ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔

طریقِ نقشبندی میں فیوضِ خواجہ باقی سے

نباہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا

سب سے قبل حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو توحید و جودی کا انکشاف
خود ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک
روز بعد بخودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیاء معتبر سمجھتے اور غیبت سے

توحید و جودی کا انکشاف
مدہوشی و فنا

موسوم کرتے ہیں، مجھ پر طاری ہوئی، اس میں کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے، جس میں تمام عالم اس طرح نمایاں ہیں، جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس، یہ بخود ہی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی، اور دیر تک رہنے لگی، کبھی ایک پہر، کبھی دو پہر اور کبھی رات بھر طاری رہتی۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ بیرنگ علیہ الرحمۃ سے عرض کی، تو فرمایا، ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے۔

موجِ خاکی و نهم و فہم و فکرِ ماست

موجِ آبی محو سکر است و فناست

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے آپکو ذکر **مقامِ ظلال و فنا و الفناء** کرنے سے منع کر دیا، لیکن موجودہ ذکر کی

نگہداشت کیلئے ارشاد فرمایا، دو روز بعد آپکو وہ فنا حاصل ہوئی، جو عام اولیاء میں مروج ہے، جب اُسکی کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی، تو فرمایا، کہ اپنے کام میں لگے رہو، بعد ازاں فنا حاصل ہوئی، تو پھر اپنے خدمت والا میں کیفیت عرض کی، حضرت خواجہ صاحب نے پوچھا، کہ کیا تمام عالم کو ایک دیکھتے اور متصل اور واحد معائنہ کرتے ہو یا نہیں؟ اپنے عرض کیا، کہ حضور ایسا ہی محسوس ہوتا ہے، اپنے فرمایا، کہ فنا سے فنا میں یہ بات معتبر ہے، کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہو، اسی رات آپکو اس قسم کی فنا حاصل ہوئی تھی، اپنے اس کی کیفیت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں یوں عرض کی، کہ پہلے مجھے حق تعالیٰ کا علم حضوری حاصل ہوا۔

اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا، جو تمام اشیاء کو محیط تھا، میں نے **مرتبہ علی** اس نور کو حق تعالیٰ سمجھا، اس نور کی رنگت سیاہ تھی، اپنے

فرمایا کہ حق مشہود ہے، لیکن نور کے پردے میں، نیز فرمایا کہ انبساط اور پھیلاؤ جو اس نور میں دکھلائی دیتا ہے، وہ علم الہی ہے، جو بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہ ان اشیا کے ساتھ جو اوپر نیچے واقع ہے، منبسط ہے، پھر اپنے عرض کی، کہ کہ مجھے وہ پھیلا ہوا نور سُکڑتا اور تنگ ہوتا معلوم ہوا، حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا

مقام حیرت و حضور نقشبندیہ | اپنے فرمایا، کہ اس نقطہ کی بھی نفی کر دینی چاہیے، حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ نے ویسا ہی کیا، چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا، پھر حیرت طاری ہوئی کہ اس مقام پر خود بخود مشہود حق سبحانہ و تعالیٰ ہے، جب اپنے اس کا ذکر حضرت خواجہ صاحب سے کیا، تو انہوں نے فرمایا، کہ یہی حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے، اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں، اسی مقام پر نہایت کے مدارج ہدایت میں حاصل ہوتے ہیں، اس طریق میں طالب کو بجز وہ اخذ نیت یہ مقام حاصل ہوتا ہے، دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے، تو بڑے کسب و ریاضت اور محنت و مجاہدہ سے،

مقام فنا حقیقی | پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی، جسے فنا حقیقی کہتے ہیں، اس فنا کے حاصل ہونے سے دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی، کہ عرش سے لے کر فرش تک تمام عالم اس وسعت کے مقابلہ میں ایسا تھا، جیسے پہاڑ کے مقابلہ میں رائی، اور کوہ کلاں کے مقابلہ میں خردلہ

مقام حق الیقین و جمع الجمع | اس کے بعد مجھے خود اپنے آپ میں ہر فرد عالم میں بلکہ ہر ذرہ کائنات

میں حق دکھائی دیا

ہر ذرہ کہ دیدیم جمال تو بدیدیم
 ہر جا کہ رسیدیم سہر کوئے تو دیدیم
 پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی کم شے میں دیکھا، بعد ازاں اپنے آپ
 کی بلکہ تمام عوالم کی اس میں گنجائش نہ رہی، بلکہ اپنے آپ کو ایسا نور پایا،
 جو ہر ذرہ میں پھیلا ہوا ہے، اور جس میں تمام جہان کی مختلف صورتیں اور شکلیں مثل
 لاشے کے مضمحل ہو گئی ہیں، اسکے بعد اپنے آپ کو اور ہر ذرہ کو مقوم جمیع عالم پایا
 جب اپنے یہ کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی، تو فرمایا، کہ توحید
 میں حق ابیقین کا مرتبہ یہی ہے، اور اسی مقام کو جمع الجمع بھی کہتے ہیں۔

بعد ازاں جہان کے مختلف اشکال اور صورت اور ذرات جن کو آپ پہلے
 حق دیکھا کرتے تھے، اب وہ وہی اور خیالی دکھائی دینے لگے، جس سے حیرت
 کی کوئی انتہا نہ رہی، اس اثنا میں آپ کو فصوص الحکم کی عبارت جو اپنے اپنے
 والد بزرگوار سے سنی تھی، یاد آئی، اور فی الجملہ تسکین بخش اضطراب ہوئی، صوفیاً

ان شئت قلت انہ ای العالم
 حق وان شئت قلت انہ خلق
 وان شئت قلت انہ الحق من
 وجہ وخلق من وجہ وان شئت
 قلت بالخیرۃ بعد التمییزینہما
 تو چاہتا ہے، کہ تو کہہ کہ عالم حق ہے، یا
 کہہ عالم خلق ہے، یا کسی اعتبار سے حق
 اور کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز
 کر دونوں میں کہ یہ بہترین مرتبہ
 ہے۔

مرتبہ فرق بعد الجمع | بعد ازاں جب یہ کیفیت بھی آپ نے حضرت خواجہ صاحب
 کی خدمت میں عرض کی، تو فرمایا، کہ ابھی تمہارا حضور
 صاف نہیں ہوا، ابھی اپنے کام میں لگے رہو، حتیٰ کہ موجود اور مہوم میں تمہیں کرسکو
 اپنے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی، پڑھی، خواجہ صاحب نے

فرمایا کہ شیخ نے جو لکھا ہے، وہ مرتبہ کمال کا حال نہیں ہے، کیونکہ عدم امتیاز ابتدائی مقامات میں سے ہے، اس کے بعد آپ خواجہ صاحب کے حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دو ہی یوم میں موہوم اور موجود کے درمیان تمیز ظاہر کر دی، یہاں تک کہ اپنے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز کیا، اور صفات و افعال کو بھی موہوم محض پایا، اور غارِ جبرائیل ذاتِ موجود کے اور کچھ نہ دیکھا،

جب آپ نے یہ حالت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی، تو ارشاد ہوا، کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے، اور اسی مقام کا نام مشائخ مقام تکمیل و ارشاد رکھتے ہیں، اس سے آگے حسب استعداد ظاہر ہوتا ہے۔

الغرض آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں وہ
نسبت مرادیت و محبوبیت کمالات حاصل کئے، جو دیگر سالکوں کو

برسوں میں بھی حاصل نہیں ہوتے۔

حضرت خواجہ صاحب نے اس کی علت غائی یہ بیان فرمائی ہے، کہ آپ میں نسبتِ محبوبیت و مرادیت ہے، اور اسی نسبت والوں کو بمقابلہ مریدیت و محبتیت کی نسبت والوں کے بلا محنت و مشقت بہت جلد سلوک ملے ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کے آپ کے متعلق خیالات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ بیرنگؒ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گزرنے نہ پایا تھا، کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مخلص کو آپ کی نسبت خط میں یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

شیخ احمد مردے است از اہل سربندے ایک بزرگ کثرت

سرمند کثیر العلم و قوی العمل رونے
چند فقیر باؤنشت و برخواست
کرده، عجائب بسیار از روزگار
اوقات او مشاہدہ نمودہ ہاں
ماند کہ چراغے شود، کہ عالمہا
از روشن گردو، الحمد للہ تعالیٰ
احوال کاملہ او بمرقبہ یقین پیوستہ
و این شیخ مشاہر ایہ برادران
واقربا دارد ہمہ مردم صالح و از
طبقہ علماء چند را دعا گوئے ملائت
کرده از جوہر عالیہ دانستہ استعداد
ثائے عجیب دارند و فرزند ان آل
شیخ کہ اطفال اند اسرار الہی اند
بانجملہ شجرہ طیثہ اند آیتہ اللہ
بناتنا حسناہ و فقرائے باب اللہ
دلہائے عجب دارند الخ

کے فیروں کے دل بھی عجیب ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ
کی خاص توجہ
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک روز کا ذکر
فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت خواجہ صاحب کی
خدمت میں حاضر ہوا، تو بسا اوقات از خود رفتگی
جو علامت فنائیت ہے، مجھ پر طاری رہتی، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے میرے

علم اور قوت عمل سے موصوف شیخ احمد
نام چند روز میرے پاس رہے، میں
نے ان کی حالت سے بہت سے
عجائبات کا مشاہدہ کیا، ایسا معلوم ہوتا
ہے، کہ وہ ایک روشن چراغ ہونگے، جو
کئی عوام کو منور کرینگے، اللہ تعالیٰ کا
شکر اور احسان ہے، کہ ان کے کارمل
احوال کا مجھے یقین و اثق ہو گیا ہے اس
شیخ مذکور کے بھائی اور رشتہ دار
بھی ہیں، جو سب کے سب صالح اور عالم
ہیں، ان میں چند ایک سے ملاقات ہوئی
وہ اسرار الہی اور جوہر عالیہ میں عجب
استعداد کے مالک ہیں۔ شیخ کے صاحبزادہ
جو ابھی بہت کم سن ہیں، اسرار الہی اور شجرہ
طیثہ میں، خداوند تعالیٰ انکی اچھی طرح
نشوونما کرے، اللہ تعالیٰ کے دروازہ

براوہ طریقیت شیخ تاج سنبھلی کو یہ حکم دے رکھا تھا، کہ جملہ مریدین کے حالات و واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتا دیا کرو، لیکن میرے حالات کو اپنے مستثنیٰ کر رکھا تھا وہ بذات خود سنا کرتے تھے، ایک روز آپ نے مجھے بلا کر فرمایا، کہ بلا کم و کاست جو کچھ واقعات پیش آیا کریں، بیان کر دیا کرو، تاہم اور سکوت سے کام نہ لیا کرو اسی زمانہ میں اتفاقاً مجھے یہ ایک واقعہ پیش آیا تھا، کہ شیخ تاج کی طرف میں متوجہ ہوا، اور تصرف کیا، وہ بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے، آپ کے اصرار فرماتے پر میں نے یہ واقعہ ظاہر کیا، سنتے ہی آپ کا حال متغیر ہو گیا، اور حاضرین پر بہت دیر تک سکوت طاری رہا۔

خلافت

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بارگاہِ حق سبحانہ تعالیٰ میں آپ جیسے قابل طالب اور لائق مرید کے تربیت پانے اور درجہ کمال تک پہنچنے کا شکر یہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ کو ایک روز خلوت میں طلب کیا، اور ایک ساعت میں خلعتِ خلافت سے سرفراز فرما کر نسبتِ معبود عطا کی، اور جو واقعات یہاں آنے سے پہلے آپ کے بارے میں دیکھے تھے، وہ سب آپ سے بیان فرمائے نیز یہ بھی بتلایا، کہ ہمیں خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے صرف تمہاری خاطر ہی اس ملک میں بھیجا تھا۔

الغرض حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے آپ کو سنیہ عہری میں نسبتِ خاصہ اتقا فرما کر اور خلافت عطا کر کے آپ کے ہمراہ اپنے چند معتبر اصحاب کئے، اور وطن مالوف سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا۔

آپ وطن مالوف میں آکر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق تربیت

طالبین اور ہدایتِ سالکین میں مشغول ہوئے، اور ایک قلیل ہی عرصہ میں صد ہا
طالبوں کو اپنے باطنی چشمہ سے سیراب فرمایا۔

تجدید

گوشتہ تہائی | خواجہ ماشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ عین
ارشاد کے وقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بعض اعلیٰ مقاصد کے
حصول کے لئے گوشتہ تہائی اختیار کیا، حضرت خواجہ صاحبِ قدس سترہ کو
جب معلوم ہوا، تو وجہ دریافت فرمائی، آپ نے جواب میں بکھا، کہ تجدیدِ یف
ثانی کے مقدمات درپیش تھے، اس واسطے گوشتہ تہائی اختیار کیا گیا تھا۔

علاماتِ تجدید | حضرت سلطان الاولیا، خلیفۃ اللہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر تجدید الف ثانی کی پہلی علامت
و نشانی یہ ظاہر ہوئی، کہ آپ سے عین شرعی امور کے مطابق مشاہدات،
تجلیات، ظہورات، احوال، معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے، اور وحدت
وجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر آپ پر ظاہر ہوئے تھے، مفقود
ہو گئے، کیونکہ وہ ولایتِ صغریٰ میں سے ہیں۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ولایتِ صغریٰ سے ولایتِ
کبریٰ اور ولایتِ علیا کی جانب ترقی کی، تو آپ پر علوم و معارفِ شرعیہ
ظاہر ہونے لگے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تجدید الف ثانی
کی خلعت آپ کو عنایت فرمائی۔

نزولِ خلعت | ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ صبح کی وقت
جب حلقہ میں بیٹھے تھے، تو حالتِ کشفی میں کیا دیکھتے

ہیں، کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اویباد کی جماعت سمیت تشریف فرما ہوئے ہیں، اور خود اپنے دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو پہنائی، اور فرمایا، کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے اس خلعت کا نزول آپ پر بروز جمعہ دس ماہ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ ہجری کو ہوا

قیومیت

ایک روز نماز ظہر کے بعد آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور ایک حافظ آپ کے پاس قرآن شریف پڑھ رہا تھا، کہ اتنے میں آپ نے ایک اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر شاہدہ کی، اسی وقت اتقا ہوا، کہ یہ قیومیت کی خلعت ہے، جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتہاس کی وجہ سے آپ کو عطا کی گئی ہے

قیومیت کا منصب بھی آپ کو ۱۲۸۰ھ ہجری میں عطا ہوا۔

تجدید کا پہلا سال

خطاب مجتہد | تجدید کے پہلے سال آپ کو مجتہد کا خطاب عطا ہوا، چنانچہ

آپ اپنی کتاب مہدایہ و معاد میں فرماتے ہیں، کہ

اس فقیر کو توسط احوال میں جناب	ایں فقیر اور توسط احوال حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب	پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت
میں فرمایا، کہ تم میری امت کے مجتہدوں	والتسلیمات در واقعہ فرمودہ ہو
میں سے ہو، اس وقت سے علم کلام	کہ تو از مجتہدان علم کلامی۔ ازاں

لہ زبدۃ المقامات اور روضۃ القیومیہ میں یہ واقعہ مذکور ہے - ۱۲۸۰ھ

وقت در ہر مسئلہ از مسائل کلامیہ میں میری ایک خاص رائے ہے اور
 اس بقیر رائے خاص است و مجھے اس میں ایک مخصوص علم حاصل
 علم مخصوص الخ ہے۔

امام اعظم اور امام شافعی کے
 اجتہاد کے متعلق آپکی رائے

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی
 علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات
 کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں،

کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ

جب ہم امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ
 علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں، تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
 کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے، اور حضرت امام شافعی کی طرف
 ایک حصہ الخ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ عموماً مذہب حنفی پر عمل کیا کرتے تھے۔

مسائل اجتہاد یہ

آپ کے ایسے اجتہاد یہ مسائل بہت سے ہیں، جن کو آپ سے پیشتر
 کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا، مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ یہاں پر دو ایک
 مسائل بطور "نمونہ" از خروارے بیان کر دئے جائیں، اگر کسی کو آپ
 کے مسائل اجتہاد یہ دیکھنے کا شوق ہو، تو مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں
 مطالعہ کرے۔

نمونہ گذشتہ تمکلیں کا شاہق الجبل یعنی وہ لوگ جو پہاڑوں پر رہتے ہیں

اور انہیں پغمبر کی خبر نہیں پہنچی، اور وہ بُت پرستی کرتے ہیں، کے بارے میں اختلاف ہے، بعض اُن کو کافر کہتے ہیں، اور بعض مومن۔

مذہب حنیفہ کے بڑے سردار امام ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں، کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، کہ خدا شناسی کیلئے صرف عقل ہی کافی ہے، پس شامق جبیل کافر مطلق ہیں، اور خود امام ابو المنصور کی بھی یہی رائے ہے، اور اپنے اجتہاد پر یوں استدلال کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ
بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ (سورة النساء)

اللہ تعالیٰ تو اس جرم کو معاف کر نیوالا
ہی نہیں، کہ اُس کے ساتھ کسی کو
شریک گردانا جائے، ماں! اس کے سوا

جو گناہ جس کو چاہے، معاف کر دے۔

پس ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی، اور ان کا شرک پر ہی خاتمہ ہو گیا، انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا، لیکن شامقی مذہب کے بڑے سردار امام ابو الحسن اشعری کی رائے ہے، کہ شامق جبیل جنتی ہیں، اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے، کہ

مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ
رَسُولًا -

ہم اُس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے
جب تک کہ اُسکے پاس پغمبر نہ بھیج لیں۔

اب یہ دونوں آیتیں بظاہر ایک دوسرے کے خلاف معلوم ہوتی ہیں، کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ ہم مُشرک کو نہیں بخشیں گے، اور دوسری جگہ فرمایا ہے، کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے، عذاب نہیں دیں گے، گو وہ مُشرک

ہی ہو، دونوں مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے۔

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی یہ رائے ہے، کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے، کہ کسی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں داخل کر لیا جائے، لیکن یہ بھی بظاہر انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کہ کسی کو اطلاع دینے بغیر عذاب میں ڈالا جائے، آپ کی یہ رائے ہے، کہ ایسے شخصوں کو قیامت کے دن حشر کے بعد چو پاؤں کی طرح خاک کر دیا جائیگا۔ اسی طرح دارالحدیث کے بچوں کے بارے میں بھی آپ فرماتے ہیں، کہ یہ بھی خاک کر دیئے جائیں گے، لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائیگا، کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں، لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں، کیونکہ وہ معصوم محض ہیں، عذر کے لائق نہیں۔

ملاں عبدالرحمنؒ کا بیعت کرنا ملاں عبدالرحمنؒ نے جو اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے، اور جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سنے تھے، اسی سال مرید ہوئے۔

مکتوب حضرت خواجہ پیرنگؒ علاوہ ازیں اسی سال حضرت خواجہ پیرنگؒ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب آپ کی جانب لکھا، جس میں ان یاروں کے حالات دریافت فرمائے، جو آپ کی

لے اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے، کہ اس مسئلہ کو میں نے محض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پیش کیا، سب نے تصدیق فرمائی والحمد للہ - ۲۰ منہج

خدمت میں رہتے تھے، اپنے ہر ایک کا مفصل حال لکھ بھیجا۔

اسی سال ایک روز حضرت خواجہ
حضرت خواجہ صاحب کی عنایت

مخلص نے نہایت عاجزی اور انکساری سے التماس کی، کہ کمالات الہی کا اُخروی
درجہ عنایت ہو، تو آپ نے فرمایا، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سرہند
سے تشریف لائیں گے، تو اُن سے تمہارے واسطے کہا جائیگا، وہ تمہارے
حق میں خاص توجہ کر کے تمہارے مدعا کو پورا کر دیں گے۔

اسی سال آپ کے سینہ میں اپنے مرشد کابل حضرت
دہلی کا دوسرا سفر

خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی زیارت کا اشتیاق
ملا لیا تو موزن ہوا، چنانچہ آپ سرہند سے دہلی تشریف لائے، حضرت خواجہ
صاحب علیہ الرحمۃ نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی، تو تمام مریدوں
اور خلفاء سمیت کابلی دروازہ تک استقبال کے لئے تشریف لگے، اور نہایت
ہی اعزاز و احترام کے ساتھ خانقاہ تشریف پر لائے۔

دہلی میں پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کمالات
عروج کمالات

اور حالات کو بہت عروج ہوا، آپ کی استعداد عالی
کے خصائص سے جو اسرار و معارف ظہور پذیر ہوتے، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ
ان کو اس طرح سے اخذ فرماتے، جیسے کوئی شاگرد استاد سے حدیث نقل
کرتا ہے۔

بسا اوقات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کو برسرِ حلقہ بٹھاتے، اور خود سے
اپنے خلفاء اور مریدین کے آپ کے حلقہ میں مستفیدانہ شریک ہوتے۔

۱۲ مندرجہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے برکات احمدیہ میں لکھا ہے

تجدید کا دوسرا سال

اس سال حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا، جب بعض یاروں نے اس بارے میں حجت پیش کی، تو حضرت خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا، کہ اگر سلامتی چاہتے ہو، تو ان کی خدمت میں باادب اور باعقیدت ہو کر آؤ۔

خرقہ کی حوالگی | جب آپ دہلی سے سرہند واپس تشریف لائے، تو قطب دوران حضرت عنوش الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ مبارک جو اپنے جانشین صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سترہ العزیز کو آپ کے حوالہ کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا، اور سید صاحب کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانت چلا آتا تھا، وہ اسی سال آپ کے حوالہ کیا گیا۔

یہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ظہور کے وقت حضرت شاہ سکندر قادری قدس سترہ العزیز کے پاس ان کے جد امجد حضرت شاہ کمال کیتلی سے امانت پہنچا تھا،

تجدید کے دوسرے سال حضرت شاہ کمال کیتلی نے حضرت شاہ سکندر قادری سے خواب میں فرمایا، کہ اس خرقہ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت عنوش پاک نے وصیت فرمائی تھی، شیخ احمد سرہند میں ظاہر ہو گئے ہیں ان کے حوالہ کر دو، انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض کرنے میں اس خیال سے تامل کیا، کہ گھر کی نعمت گھر ہی میں رہے، تو بہتر ہے، شاہ کمال نے دوبارہ عالم رویا میں تاکید کی، کہ پرانے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے، جلدی یہ خرقہ انہیں

پہنچا دو، پھر شاہ سکندر نے تامل کیا، سہ پارہ شاہ کمال نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا، کہ اگر خیریت چاہتے ہو، تو یہ خرقة اُس کے وارث کے حوالہ کر دو، ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی،

شاہ سکندر بہت زدہ ہو کر وہ خرقة حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لائے، آپ صبح کی نماز کے بعد حسب عادت حلقہ ذکر و توجہ میں مشغول مراقبہ فرما رہے تھے، جب مراقبہ سے فارغ ہوئے، تو شاہ صاحب نے خاندان قادریہ کی خلافت آپ کو عطا کی، اور خرقة مبارک تفویض فرمایا، آپ نے وہ خرقة زیب تن کیا، اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے، اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ اور استیلاء کیا، کہ نسبت نقشبندیہ مغلوب ہو گئی، پھر نسبت نقشبندیہ نے اس قدر غلبہ کیا، کہ نسبت قادریہ مغلوب و مستور ہو گئی، چند مرتبہ ایسا ہی ہوا، کہی وہ نسبت غالب آجاتی، اور کبھی یہ

کشفی حالت

اسی اثناء میں آپ نے کشفی حالت میں کیا دیکھا، کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے ہیں، بعد ازاں حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے ہیں، طرفین میں باہم اشارات ہوئے، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بچپن ہی میں ہمارے پوتے شاہ کمال قادری کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے، لہذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت اور اشاعت کا بڑا حق ہے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے طریق کا استحقاق اس وجہ سے ان پر زیادہ ہے، کہ بتوسط

ہمارے خلیفہ خواجہ پیرنگ باقی باللہ کے نسبت معہودہ انہوں نے پائی ہے، ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی، کہ اکابر سلسلہ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئے، انہوں نے بھی اپنا دعوے مع دلیل پیش کیا، اور کہا، کہ آپ کے آباؤ اجداد ہمارے ہی سلسلہ میں تھے، آپ نے ہمارے ہی آغوش میں نشوونما پایا ہے، اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے، لہذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے،

یہ معاملہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا، اور خورشید رسالت نے ہر ایک بزرگ کو تسلی اور دلاسا دیکر فرمایا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دیدو، تاکہ یہ سب سلسلوں میں داخل ہو جائے، تم سب کو مساوی اجر کا حصہ ملیگا، مگر چونکہ سلسلہ نقشبندیہ خیر البشر بعد الانبیاء سے ہے، یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اور اس میں اتباع سنت سنیہ و اجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے، لہذا یہ سلسلہ خاص خدمت تجدید سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے، پس آپ سے زیادہ تر یہی رواج پایگا۔

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۱۱۱ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال صبح اور ظہر کے درمیان ظہور میں آیا۔

صدر جہان اور خان اعظم کا مرید ہونا | اسی سال بید صدر جہان اور خان اعظم جن کے خوابوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مکتوب | نیز اسی سال حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف لکھا، جس سے حضرت
مجدد علیہ الرحمۃ کی علو شان اظہر من الشمس ہوتی ہے، وہ تبرکاً درج ذیل ہے۔

حق سبحانہ باعلیٰ مرتبہ کمال
برس اندع

وَاللَّائِيْنَ مِنْ كَابِئِ الْكِرَامِ نَهِيْبُ
تَكْلَفِيْ نَيْبِ تِ اِنِّجْ حَقِيْقَتِ اسْت

نوشتہ میں شود، پیر انصار
قدس سرہے فرمود، من مرید

خرقانی ام، لیکن اگر خرقانی
دریں وقت سے بود، باوجود

پیریش مریدئی من میگرد
ہر گاہ صفت آن بے صفات

ایں باشد، گرفتار ان آثار صفت
چرا جان فدائے لوازم

طلبگاری نکتہ و ازہر کجا
بوںے بشام ایساں رسد

درپے آن نروند، اکون تامل
واہمال مانہ از استغنائی و

بے نیازی است، موقوف
باشارت است

گرمی خواہد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اللہ تعالیٰ آپ کو کمال کے اعلیٰ مراتب
پر پہنچائے، بزرگوں کے پیالہ میں زمین

کا بھی حصہ ہوتا ہے، اُس میں سر تو تکلف
نہیں، جو حقیقت حال ہے، مٹھی جاتی ہے

پیر انصار فرماتے ہیں، میں حضرت شیخ
ابوالحسن خرقانی کا مرید ہوں، لیکن اگر وہ

اس وقت موجود ہوتے، تو باوجود پیر ہونے
کے وہ میرے مرید ہوتے، جبکہ ان

بے صفتوں کی یہ صفت ہو، تو پھر کیونکر
ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری

کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے
اور جہاں سے خوشبود ماغ میں

آئے، کیوں اُس کے پیچھے نہ
جائے، اب ہمارا دیر و تامل بے

پروائی اور استغناء کی وجہ سے
نہیں ہے، بلکہ اشارہ پر موقوف

ہے،

گرمی خواہد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور ذہنی خواہش
ظاہر کر دی ہے، اب جو اللہ تعالیٰ
کو منظور ہے، اُس کی ہدایت کرے
اور غرور اور خود پسندی سے نجات
دے، جناب سیادت تائب پیر
صالح نیشاپوری نے اپنے باقیماندہ
مقصود کی طلب کا اظہار کیا، جب
کہ وقت اُس کا مقتضی نہ تھا، اُن کے
اوقات کا ضائع کرنا مسلمانی سے بھید
معلوم ہوا، لہذا اُن کو آپ کی
صحبت میں روانہ کیا گیا، انشاء اللہ
تعالیٰ بموجب اپنی استعداد کے
بہرہ یاب ہوں گے، اور کامل
توجہ اور مہربانی حاصل کریں گے،
اور دعا

خاک بر فرق قناعت بعد ازین
بارے نسوختہ خال و ارادہ ہا میں
است اخذ کے عزم و عمل پر آنچہ
مے پاید مہتدی گردانا، و
از عجب و پندار مخلصی بخشاد
و یقینہ المقصود جناب سیادت
تائب امیر صالح نیشاپوری
سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند
چوں وقت مقتضی این نہ بود
تصیح اوقات ایشان و ادون
از مسلمانی نہ نمود، لاجرم بہ
صحبت شما فرستادہ شد
انشاء اللہ تعالیٰ بقدر
استعداد و بہر مند میگرددند،
توجہ و لطف کامل یا بند
واللہ

حضرت مجدد و الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب
مکتوب کا جواب | شریف کا نہایت عاجزی اور انکساری سے جواب

بیجا، جو آپ کے مکتوبات شریف کی پہلی جلد میں موجود ہے۔

دوسرا خط تین ماہ بعد حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ
دوسرا مکتوب | نے آپ کے نام ارتقام فرمایا تھا، وہ بھی درج

ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فقراء و مساکین و یرمانہ
را از برکات برگزیدگان بذر بانی
برساناد، و مدقیست کہ عرض
نیاز مندی بزرگاہ ولایت نکرده
ام، آسے این یک کلمہ راقصد
صادق حال میتوانند شد الحمد للہ
این قسم خود صورت سے بندند و دیگر
چہ نویسم سخن درویشیاں بحضرت
شما نوشتن بغایت بیشیری است
حکایت اوضار صور یہ بسیار
بیجا الغرض مارا حد خود سے باید
دانست و از فضول احترام زیاد

کرد، والدعاء

اور دعاء

تجدید کا تیسرا سال

مذکورہ بالا مکتوب کے پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی
دہلی کا تیسرا سفر | علیہ الرحمۃ کو پھر حضرت خواجہ صاحب کی ملاقات کا
اشتیاق دانگیں ہوا، چنانچہ آپ دہلی کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ کی
تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ صاحب نے سنی، تو پیادہ پاشہر سے باہر
استقبال کے لئے آئے، اور بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو خانقاہ شریف پر لئے
ایک واقعہ | ایک روز کا ذکر ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے

حجرے میں آرام کر رہے تھے، کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ملنے کے لئے تشریف لائے، خادم نے چاہا، کہ آپ کو بیدار کر دے لیکن حضرت خواجہ صاحب نے منع فرمایا، اور خود حجرہ کے دروازہ کے پاس آپ کی بیداری کے انتظار میں کھڑے ہو گئے، باوجودیکہ آپ گہری نیند سو رہے تھے، فوراً اٹھ بیٹھے، اور چارپائی سے نیچے اتر آئے۔

حَالَتِ مَنْ خَوَّابٍ رَا مَا نَدَّيْكُمْ
خَوَّابٍ يَنْدَارُ دُفْرًا كَرْبُ
كُفْتِ بِغَيْبِ كَرِّ عَيْنَايَ تَنَامُ
لَا يَنَامُ الْقَلْبُ عَنِ سَرِّ الْأَنَامِ

اور مضطرب الحال ہو کر دریافت فرمانے لگے، کہ باہر کون صاحب ہیں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا، فقیر محمد باقی، آپ فوراً ہی حاضر خدمت ہو گئے۔

حضرت خواجہ صاحب کا اتفاقاً
توجہ کے لئے ارشاد فرمایا، کہ اب میرے بدن میں
آثارِ ضعف اور ناتوانی زیادہ ہو گئے ہیں، حیات کی امید نہیں، اپنے صاحبزادگان
کو جو اس وقت شیر خوار تھے، آپ کے روبرو پیش کر کے اتفاقاً توجہ
کے لئے ارشاد فرمایا، آپ نے اپنی غائبانہ توجہ فرمائی۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جب دہلی
سے واپس آئے، تو تھوڑا عرصہ سرہند شریف
اور لاہور کا سفر میں قیام کر کے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

لے خواجہ ناظم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد میر محمد نعمان سے روایت کی ہے، ۱۲۱ منہ رح

علیہ کے اثنا د کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے، شہر کے علماء اور
 صوفیاء نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی، تو استقبال کے لئے حاضر
 ہوئے، اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے، آپ کے فیضانِ عام
 اور کمالاتِ تام کی بڑی شہرت ہوئی، شہر کے بڑے بڑے علماء مثلاً مولانا
 طاہر، مولانا حاجی محمد، مولانا جمال الدین تلوی وغیرہ آپ کے حلقہٴ بیعت
 و اراوت میں داخل ہوئے، اور صبح و شام آپ کی خدمت میں رہنے لگے، اکثر
 مشائخ وقت نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا۔

مولانا جمال الدین کا سوال | ایک روز مولانا جمال الدین نے آپ

سے سوال کیا، کہ حضور اس کی کیا وجہ
 ہے، کہ بہت سے کامل ادویا مسئلہٴ وحدت وجود کے جو بظاہر شرع کے بالکل
 خلاف ہے، قابل ہیں، آپ نے مولانا کے کان میں چند ایک کلمات کہے، جن کو
 سنکر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور چہرے کی رنگت اس
 طرح بدل گئی، جس طرح کسی نشتے والے اور مخمور کی ہوتی ہے، کسی کو معلوم نہ ہوا،
 کہ آپ نے کیا فرمایا، جس سے مولانا پر وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی، حقیقت
 تو یہ ہے، کہ

اک نظر دیکھ بیا جس کو وہ دیوانہ ہوا

کس بلا کا ہے تری چشم فسوں کار میں لطف

خواجہ فرخ حسین کا حلقہ | خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ بدخشان

اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے

ارادات میں داخل ہونا | آپ روپائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد

الف ثانی علیہ الرحمۃ سے فیض یاب ہونے کے لئے ہندوستان آئے تھے،

اثنائے راہ میں جب لاہور پہنچے تو ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی لاہور
میں تشریف فرما تھے، جب خواجہ قرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے سنا، تو قدم بوسی
کے لئے حاضر ہو کر حلقہٴ ارادت میں داخل ہوئے،

میر نصیر احمد رومی کا کشف

صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے
میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے
ایک روز حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر بیٹھے ہوئے تھے
تو کیا دیکھتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، کہ اے نصیر! سر زمین
ہند میں ایک ولی اللہ ہے، ہر ہوا ہے اُس کے ہاتھ پر جا کر توبہ کرو۔

چنانچہ میر صاحب بھی جب دشوار گزار منزلیں طے کر کے ہندوستان کے
قدیم شہر لاہور میں پہنچے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر
ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

ابھی آپ لاہور میں ہی مقیم سرگرم حلقہٴ ذکر و شغل تھے، کہ ایک حسرتناک
روح فرسا خبر آپ کو پہنچی، کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا چند یوم کی علالت کے بعد
تاریخ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۲۸ھ ہجری دہلی میں وصال ہو گیا ہے۔

اس جانکاہ حادثہ کی خبر پاتے ہی آپ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن
پر لرزہ طاری ہو گیا، حواسِ بافتہ ہو گئے، مگر اب کیا ہو سکتا تھا، ایک نہ
ایک دن حاضری سب نے بھرنی ہے۔

تھا کون سا نخل جس نے نہ دیکھی خزاں
وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

ایک سرد آہ کھینچ کر انا اللہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے بے اختیار بحالت
اضطراب دہلی کو روانہ ہوئے، گوراستہ میں سر ہند تھا، مگر آپ گھر تک نہ گئے بغیر
اپنے اہل و عیال کو طے شبانہ روز چل کر دہلی پہنچے، اور مرشد برحق کے مزار کی
زیارت کی، مخدوم زادوں اور متعلقین کو صبر و دلاسا دیا، سب نے آپ سے
دہلی میں قیام فرمانے کے لئے اہتمام کی آپ نے چند روز قیام فرما کر ان شکستہ
دیوں کو تسفی بخشی۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے بموجب آپ کے خلفاء
و مریدین سب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حلقہ ذکر میں شریک ہو کر
استفادہ کرتے، اور آداب عقیدت نیاز مندانہ بجالاتے۔
حضرت خواجہ صاحب کے صرف دو فرزند تھے، خواجہ عبداللہ اور خواجہ
عقید اللہ آپ کے خلفاء حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علاوہ غالباً تین
تھے، ۱۱، شیخ تاج (۲)، خواجہ حسام الدین (۳) شیخ الہ داد۔
یہ تینوں حضرات جناب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین کے
وقت حاضر تھے،

تجدید کا چوتھا سال

آپ کے بعض نا تجربہ کار
پیر بھائیوں کی ایک حرکت

ابھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دہلی
میں ہی تشریف فرما تھے، کہ بعض نا تجربہ کار
حاسد پیر بھائی آپ سے منحرف ہو گئے ہر چند

آپ نے پسند و نصیحت کی، مگر کچھ اثر نہ ہوا، ان میں سے بعض کی نسبت بھی آپ نے
سنا ب کئی، پھر بھی کوئی متنبہ نہ ہوا، اس کے بعد آپ اپنے وطن مالوف کی

طرف چلے آئے۔

شیخ تاج سنبھلی نے جو حضرت خواجہ صاحب
 کے خلیفہ اور منخرین کے سرغنہ تھے، اپنی

نسبت کو سلب پا کر آپ کے خلاف ختم پڑھنے شروع کئے، ان پر ٹھننے
 والوں میں سے ایک شخص نے جو صاحب کشف تھا، یہ دیکھا، کہ ہم میں سے
 ہر ایک نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے، ناگاہ بجلی چمکی، تند ہوا کا جھونکا آیا
 یک لخت سب کے سب چراغ بجھ گئے، اور غیب سے نداء آئی، کہ یہ چراغ
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخالف درویشوں کی توجہ تھی، اور وہ
 بجلی خود حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عتابی توجہ تھی، جس نے سب کو
 نیست و نابود کر دیا،

یہ واقعہ پیش آئے ہی سب منکرین چار موجد حیرت میں پڑ گئے، خود شیخ
 تاج نے عالم رویا میں مشاہدہ کیا، کہ ایک عظیم شان محفل ہے، اکابر
 اولیاء اس میں تشریف فرما ہیں، ان میں سے ایک بزرگ نے شیخ سے خطاب
 فرمایا، کہ تمہاری نسبت کی سلب اور بربادی کا باعث حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی
 بیجا مخالفت ہے، علاوہ شیخ تاج کے اس قسم کی خواہیں و رونکو بھی ظاہر ہوئیں
 الحاصل شیخ تاج نے خواجہ حسام الدین احمد اور موسیٰ محمد علی کو جو
 حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے داماد تھے، نہایت تصرع کے ساتھ
 اپنی غلطی سے آگاہ کیا، اور خواب سنا کر استدعا کی کہ آپ سب کی طرف سے
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں معافی کی درخواست کریں۔

معافی اس کے بعد شیخ تاج نے اپنے اور دیگر پیر بھائیوں کی خطا کی معذرت
 کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک درخواست

تحریر کی، اپنے سب کو معاف کر دیا۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس کی تقریب پر دہلی میں تشریف لائے، تو کل منکرین ننگے سر اپنی اپنی دستاروں کو گلوں میں ڈالے ٹہرے کئی میل باہر استقبال کیلئے گئے، اور رو برو ہو کر بھی اپنے قصوروں کی صدقِ دل سے معافی چاہی، اپنے سب کے قصوروں کو معاف فرما دیا۔

تجدید کا پانچواں سال

تبلیغ | اقتضایہ میں بتلایا گیا ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ظہور کی وقت ہندوستان کا بادشاہ اکبر تھا، جو دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اس نے دین الہی کے نام سے ایک نیا مذہب نکال رکھا تھا، جو لوگوں کو جبر و تشدد کی وجہ سے ماننا پڑتا تھا، خود اس کے غرور و نخوت کی کوئی انتہا باقی نہ رہ گئی تھی، فرعون کی طرح اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی کَادِم مارتا اور غرور و کی طرح رعوت کے تخت پر بیٹھ کر مَلِكُ الْيَوْمِ کا تقارہ بجاتا تھا، رعایا کو ایک اللہ کی چوکھٹ سے ہٹا کر اپنی چوکھٹ کے آگے جھکنے پر مجبور کرتا تھا، انکار کی صورت میں جلاویر ہتھ تلوار لے کر منکر کی قسمت کا فیصلہ کر نیکی واسطے سامنے کھڑا ہوتا تھا، اس ظلم و ستم، اس جبر و تشدد، اس اکراہ و استبداد اور اس قتل و مقتولی۔ کہ آتش خیز منظر کو دیکھ کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی رگوں میں اسلامی خون جوش زن ہوا فوراً خان خانان، خان اعظم، سید صدر جہاں اور مرتضیٰ خاں وغیرہ کو جو بادشاہ کے مقرب اور آپ کے مرید تھے، بلایا، اور کہا کہ دیکھو! بادشاہ اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے، مسلمانوں کو غیر شرع امور کے ماننے پر مجبور کرتا ہے، ان

رسول کے نام بیواؤں کو تو حکم ہے، کہ

لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ
الْمَخْلُوقِ (بخاری)

جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو، اُس میں کسی بندے کی فرمانبرداری نہ کرو

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مسلمانوں کا کون آقا ہو سکتا ہے، لیکن خود انہوں نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت فی، تو فرمایا کہ

وَالطَّاعَةُ فِي مَعْرُوفٍ
میری اطاعت تم پر اسی وقت تک کیلئے

واجب ہے، جتنک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں۔

جب اس شہنشاہ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی و معروف کیساتھ مشروط

ہے، تو پھر دنیا میں کونسا بادشاہ، کونسی حکومت، کون سا پیشوا، کون سا رہنما اور کون سی قوتیں ایسی ہو سکتی ہیں، جن کی اطاعت ظلم و عدوان اور جبر و تشدد کے بعد بھی مسلمانوں پر باقی رہے؟

جاؤ! بادشاہ کو میری طرف سے سنا دو، کہ دنیا اور اُسکی بادشاہیاں فانی

ہیں، اُن کے جبروت و جلال کو ایک دن بٹنا ہے، خدائے تعالیٰ نے تمہارے بیٹھے ہوئے عذاب کے فرشتے انقلاب و تغیرات کے حربے بیکرا کرنے والے ہیں اُنکے قلعے ہمارے ہو جائیں گے، اُنکی تلواریں کند ہو جائیں گی، اُن کی فوجیں ہلاک ہونگی اُنکی توپیں اُن کو پناہ نہ دینگیں، اُن کے خزانے اُن کے کام نہ آئیں گے، اُنکی طاقتیں نیست و نابود کر دیں جائیں گی، اُنکا تاج غرور اُن کے سر سے اتر جائیگا۔

ہاں! اُسکو خاصۃً میری طرف سے کہہ دو، کہ وہ ان حرکات سے باز آ کر توبہ

کرے، ورنہ غضبِ الہی کا منتظر رہے،

یہ لوگ بادشاہ کے پاس گئے، اُس کو ہر چند سمجھایا، چند نصیحت کی، مگر کچھ بھی

کارگرنہ ہوا، اُس کے کان پر جوں تک نہ رہی۔

رُوحانیت کا اثر | جب ان لوگوں نے دیکھا کہ پند و نصائح سے کام نہیں چلتا

تو بادشاہ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی رُوحانی قوت سے خوف دلایا، چونکہ بادشاہ اس بارہ میں پہلے ہی سے ایک وحشتناک خواب دیکھ چکا تھا، لہذا بہت قیل و قال کے بعد صرف یہ بات اُس نے مانی کہ لوگوں کو خستہ پار ہے خواہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رہیں، یا بادشاہ کے اختراع کردہ بڑے طریقہ میں شامل ہو جائیں، جو ملازم رعایا کو جبراً پکڑ کر بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے، انہیں تاکیں منع کیا گیا کہ آئندہ کسی کو زبردستی نہ لانا۔

فیصلہ کیلئے دن کا نقرر | باقی رہا، عوام الناس کا دین اسلام یا دین بادشاہ کو خستہ پار کرنا، سو اس امر کے

فیصلہ کے لئے بادشاہ نے ایک دن مقرر کیا، اور اُس دن تمام رعایا کو ایک جگہ اکٹھا ہونیکا حکم دیا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا کشف | جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو اپنے

فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے، کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر بالضرور غضب الہی نازل ہوگا،

در بار عام اور اکبری کی ایک سچا حرکت | جب وہ مقررہ دن آیا، تو بادشاہ نے اپنے محل کے اوپر غرفہ میں بیٹھ کر

محل کے تلے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا، اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں، ایک جو طلانی کپڑوں، جو اہرات اور یا قوت سے آراستہ تھی، اُس کا نام بارگاہ اکبری رکھا، اور دوسری پرانی بارگاہ جس میں بہت کہنہ ہونیکے سبب سے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی، اور اُسے جا بجا کپڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا، اُسکا

نام بارگاہِ محمدی رکھا، بارگاہِ اکبری میں قسم قسم کے لطیف، نفیس اور پرتکلف کھانے اور میوے مہینا کئے، اور بارگاہِ محمدی میں بالکل نامرغوب بدمزہ طعام رکھا،

پھر عام اجازت دی، کہ جس کا دل چاہے، بارگاہِ اکبری میں داخل ہو، اور جس کا دل چاہے، بارگاہِ محمدی میں داخل ہو،

عام اجازت

بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار، امراء اور وزراء، بارگاہِ اکبری میں داخل ہوئے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے تمام مریدوں مثلاً خان خاناں، مرتضیٰ خاں، سید صدر جہاں، خان اعظم اور

بارگاہِ محمدی

دوسرے بہت سے عہدہ دار کے ہمراہ جنگی اسلامی رگِ حمیت جوش زن تھی، بارگاہِ

محمدی کی طرف آئے، اتنے میں ایک عہدہ دار سید مرد بادشاہ کے خوف سے

بارگاہِ اکبری کی طرف روانہ ہوا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک

پٹھان مرید نے جو بارگاہِ محمدی میں بیٹھا تھا، اُسے کہا، ارے سید! آج تو تو اکبری

بارگاہ میں جاتا ہے، لیکن کل قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے چائیگا، یہ سن کر وہ سخت نادم ہوا، اس پر ایک

وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی، ٹپ ٹپ آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، فوراً اٹھ کر

بارگاہِ محمدی میں داخل ہوا۔

دونوں فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے، کہ حضرت مجدد الف

نزولِ عناب

ثانی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کو بھیجا، کہ جاؤ! بارگاہِ محمدی

کے گرداگرد ایک لکیر کھینچ آؤ، اُس شخص نے ایسا ہی کیا، اور پھر سٹھی بھر خاک جو

آپ نے اُسکو دی تھی، بادشاہ کی طرف پھینکی، اُس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف

سے آندھی آئی، جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا، چنانچہ طعام کے رکاب لٹ

گئے، خیموں کی چوبیں، میٹھیں اور رسیاں اکھڑ اکھڑ کر اہل بارگاہ کے سروں پر پڑیں

غرفہ کے کواڑ ٹوٹ کر بادشاہ کے سر پر گرے، جس سے اُسکوسات زخم کاری لگے
 گولا بارگاہ و محمدی کے گرد پھرتا رہا، باوجود بارگاہ کے بوسیدہ اور
 کہنہ ہونے کے اُس کو کچھ نقصان نہ پہنچا یا، اہل بارگاہ بالکل محفوظ و مامون ہے
 اس واقعہ کے چند ہی یوم بعد بادشاہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس دنیا سے
 رخصت ہو گیا۔

اسی روز ہزار نامہ اشخاص حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
مریدین میں اضافہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، خانجہاں لودھی
 سکندر خاں لودھی، دیار خاں، بہادر خاں اور شاہجہاں پور اور شاہ آباد کا بانی
 دلیر خاں بھی اسی روز مرید ہوئے،

تجدید کا چھٹا سال

تجدید کے چھٹے سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حلقہ ارادت میں
 دور دراز ممالک کے بہت سے مشہور مشائخ اور علماء داخل ہوئے،

علمائے خراسان، بدخشاں اور ماوراء النہر | جب آپ کا شہرہ
 ماوراء النہر، خراسان

اور بدخشاں وغیرہ ممالک میں پورے طور پر ہو چکا، تو اُس علاقہ کے تمام چھوٹے
 بڑے علماء آپ کے شیعہ و ولادہ بن گئے، ہر ایک کی یہی دلی تمنا تھی، کہ کسی
 طرح آپ کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو،

شیخ طاہر بدخشی شاہ ایران کا مقرب تھا | شیخ طاہر بدخشی کا خواب
 اُس نے ایک دن خواب میں دیکھا، کہ

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، کہ اے طاہر! تو دنیا طلبی

کے لئے بادشاہ کی کافی خدمت کر چکا ہے، اب دین طلبی کے لئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو۔

اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت کو خیر باد کہہ کر ہندوستان کا رخ کیا،

مولانا صالح گولامی رستے میں شیخ کی مولانا صالح گولامی سے ملاقات ہوئی، مولانا نے بھی اس بارے میں خواب دیکھا تھا، چنانچہ وہ بھی آپ کے ہمراہ ہو گئے۔

مولانا یار محمد صاحب جب یہ دونوں بزرگ شہر طائفان میں پہنچے تو وہاں کے بڑے جید عالم مولانا یار محمد صاحب سے ملے، مولانا یار محمد صاحب نے بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بہت سی تعریف سنی تھی، بے اختیار ان دونوں کے ہمراہ ہو گئے،

مولانا عبدالحق شادمانی علاوہ ازیں مولانا عبدالحق صاحب شادمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایک خواب دیکھ چکے تھے، جب اپنے سنا، کہ تین حضرات آپ کی قدمبوسی کیلئے جا رہے ہیں، تو آپ بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔

شیخ احمد برکی جب یہ چاروں حضرات شہر برک میں جو کابل اور قندھار کے مابین واقع ہے، پہنچے، تو شیخ احمد برکی جسے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا، اور آپ کے بہت سے اوصاف سن چکا تھا، ان کے ساتھ ہو گیا،

مولانا یوسف | وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف جنہوں نے اپنے

باطنی احوال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیج کر پہلے پوچھ لیا تھا، کہ آیا یہی اتہا ہے، یا کچھ اور بھی ہے؟ جس کے جواب میں حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھا تھا، کہ یہ ابھی ابتدائی احوال میں، ان کو جب یہ خبر ملی کہ کچھ لوگ آپ کی خدمت میں جا رہے ہیں، تو یہ بھی ہمراہ ہو گئے۔

بالآخر یہ سب لوگ راستہ کی دشوار گزار کٹھن نمنز میں طے کر کے

ملاقات

سرمہند شریف میں پہنچے، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

کے شرف زیارت سے مشرف ہوئے، آپ نے سب کو نظر عنایت سے دیکھا شیخ احمد کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا، اور خلافت دیکر وطن کو رخصت کیا۔

شیخ صاحب کو وطن میں قبولیت عامہ نصیب ہوئی، خراسان، بدخشان اور توران کے ہزار ہا اشخاص آپ کے مرید ہوئے، اس ملک کے بڑے شیخ

شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، بعد میں ان کو شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا، آپ

نے شیخ حسن کو بھی خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا، اور شیخ احمد برکی کو لکھ دیا، کہ اگر تم ماورالنہر جاؤ، تو شیخ حسن کو خراسان میں چھوڑ جاؤ، کیونکہ یہ

بھی تمہاری سلطنت کا ایک رکن ہے، شیخ یوسف، مولانا صالح گولامی اور مولانا یار محمد طائفانی وغیرہ

حضرات کو بھی آپ نے اسی سال خلافت دیکر اپنے اپنے وطنوں میں بھیج دیا، جہاں ہر ایک کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، اور ہزار ہا اشخاص فیض یاب ہوئے،

علاوہ ان میں مخلص قدیم مولانا قاسم علی اور شیخ طاہر بدخشی کو بھی اسی سال خلافت عنایت ہوئی۔

خراسان، بدخشان اور توران وغیرہ ممالک میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے طریقہ کا استقد رواج ہوا، کہ وہاں کوئی شہر، کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں ایسا نہ تھا، جہاں پر اس سلسلہ عالیہ کے خلفانہ ہوں۔ ان ممالک کا بادشاہ عبدالعزیز خاں اوزبک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ایسا معتقد ہوا، کہ کوئی کام آپ کے خلفا کی اجازت کے بغیر نہ کرتا تھا، کئی دفعہ اُس نے آپکی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے میر محمد نعمان کو خلافت وکبر دکن بھیجا، اس علاقہ میں میر صاحب کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی، کہ مراقبہ کے لئے خانقاہ میں کئی سو سوار اور بیستار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے، یہ دیکھ کر حاکم دکن نے خوفزدہ ہو کر میر صاحب مذکور کو اپنے پاس بلوایا۔

تجدید کا ساتواں سال

مملکت ایران میں مذہب شیعہ بہت رواج پا چکا تھا، کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی گاؤں، اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو رافضیوں سے پڑ نہ ہو، علانیہ گھروں، کوچوں بازاروں، مسجدوں، معبدوں، حتیٰ کہ جلسوں وغیرہ میں بھی روافضی خلفائے تلامذہ کو گالی گلوچ بکتے اور بڑا بھلا کہتے تھے، اہل سنت و الجماعت رافضیوں کی ان حرکات سے نہایت آزرده خاطر تھے، بالخصوص، اہلبیان ماوراءالنہر کیا عوام اور کیا خواص، کیا علماء اور کیا مشائخ، سب میں مذہبی جوش تھا، وہ ان سب واقعات کو دیکھ کر اس طرح جلتے تھے، جیسے آگ پر حرمل کا دانہ فی الحقیقت انکی اسلامی رگ حمیت کا جوش زین خون انکے دینی جذبات کی ان الفاظ میں ترجمانی کر رہا تھا، کہ ۷

جاننا بھی ہے کہ کون اسے فلک پیر ہیں ہم؟
 جوشِ اسلامی کی بھٹی ہوئی تصویر میں ہم
 ٹکڑے کر ڈالے کاذب کے وہ شمشیر ہیں ہم
 سینہٴ ظلم جو چھلنی کرے وہ تیر ہیں ہم
 ہر روز یہ لوگ اپنے بادشاہ عبدالقدخال وزیرک
 کے پاس جاتے اور روافض سے جہاد کرنے
 کے لئے کہتے -

چونکہ عبداللہ ایک مسلمان، دیندار، متقی، پرمہرگاز اور متدین آدمی تھا اس
 لئے وہ نہیں چاہتا تھا، کہ شرعی حجت کے بغیر کسی پر دست درازی کرے اس
 کا خیال تھا، کہ اہل قیلہ سے جہاد نہیں کرنا چاہیے، یہ لوگ اس کو سمجھاتے
 تھے، کہ روافض سے جہاد کرنا جائز ہے، کیونکہ وہ خلفائے ثلاثہ کے سخت ترین
 دشمن ہیں، آخر بادشاہ نے کہا، کہ ابھی میرے پایہ ثبوت تک یہ بات نہیں سنی
 کہ آیاتی الحقیقت وہ خلفائے ثلاثہ کے دشمن ہیں، یا یہ بات یونہی اڑائی ہوئی
 ہے۔

استفتاء بالآخر یہ رائے ٹھیری، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی
 خدمت میں ایک عریضہ لکھا جائے، جس میں سب واقعات پورے طور پر
 منکشف کر دئے جائیں، اس کے بعد اگر آپ ان لوگوں سے جہاد کا حکم
 دیں، تو جہاد کرنا چاہیے، ورنہ نہیں، چنانچہ عبداللہ خاں نے علماء کی خواہش
 کے مطابق آپ کی خدمت میں عرضی لکھی -

جواب اپنے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے
 راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور ان کے حقیقی وارد شدہ احادیث

مندرجہ تھیں، عبداللہ خاں کی طرف ارساں فرمایا، اور خط میں لکھ بھیجا، کہ یہ رسالہ ایران میں بھیج دو، اگر وہ لوگ مان جائیں، تو بہتر، ورنہ ان سے جہاد کرو، حق تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔

عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران کے بادشاہ عباس کے پاس **اتمام حجت** بھیجا، ایرانیوں نے اسکا مطالعہ کر نیکی بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو مان لیا، لیکن باقی خلفاء کی تکفیر کی، اور نہایت پیاباکی سے ان کی طرف خرافات اور گالیوں کے تیر برسائے،

جہاد | جب ایچی یہ وحشتناک خبر لیکر عبداللہ کے پاس آیا، تو عبداللہ سن کر آگ بگولا ہو گیا، اس نے حلف اٹھایا، کہ جب تک میرا گھوڑا روافض کے خون میں نہ تیر لگا۔ تلوار نیام میں نہ کرونگا، چنانچہ ایک جرار شکر لیکر ایران کی طرف روانہ ہوا، رستہ میں جس شہر، جس قصبہ اور جس گاؤں میں جو رافضی ملتا، اس کو تیغ کے گھاٹ اتارتا، جب یہ خبر حاکم ایران شاہ عباس نے سنی، تو ٹڈی دل شکر لیکر مقابلہ کیلئے میدان میں نکل آیا، دونوں شکر آئے سامنے ہوئے، عبداللہ نے سب سے قبل اہلسنت و الجماعت کا مذہب شاہ عباس کے پیش کیا، اس نے انکار کر دیا، مجبوراً عبداللہ نے تلوار میدان سے نکالی فوج سمیت باز کی طرح جھپٹ کر دشمن پر حملہ آور ہوا، خوب گھمسان کارن ہوا، شاہ عباس بھاگ نکلا، اس کی بہت سی فوج قتل ہوئی، فتح کا سہرا عبداللہ کے سر بندھا،

ایک روایت میں یہ بھی ہے، کہ لڑائی سے پہلے شاہ عباس **ایک روایت** نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا تھا، کہ تم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے آپکو شجاع اور قوی سمجھتا تھا، عبداللہ نے

مان پیا، اور شکر سے الگ ایک طرف دونوں کشتی لڑنے لگے، عبداللہ نے عباس کو زمین پر سے اٹھا، عباس نے کہا، اچھا! اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیے، عبداللہ نے یہ بات بھی منظور کر لی، آخر لڑائی میں بھی عبداللہ خاں ہی غالب رہا، آخر عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دیدیا، لیکن مشہد شریف پر جہاں حضرت موسیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس ہے، خون گرانے کی ممانعت کر دی اکثر افضی وہاں پناہ گزیں ہو گئے، عبداللہ خاں نے حضرت امام قدس سرہ اعزیز کی خاطر انہیں امان دی، لیکن جب وہ مزار مقدس کی زیارت کیلئے گیا، تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا، جس کے تلووں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے، عبداللہ خاں نے نیزہ بیکراُس کے تلووں پر وار کیا، جب وہ پیچھے گرتا تو فوراً اسکو تیغ کے گھاٹ اتار دیا، باوجود یہ بات دیکھنے کے اس نے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔

عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا، عبداللہ خاں پر تیر کا وار کیا، جو عبداللہ خاں کے پاس سے ہو کر مزار مبارک پر جا لگا، عبداللہ خاں نے مزار کی حرمت ملحوظ رکھی تھی، لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہ کیا، عبداللہ خاں کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا باقی نہ رہی، فوراً قتل عام حکم دیدیا اس کے بعد عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا، کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کی ہے، کسی دنیوی لالچ یا ذاتی غرض کیواسطے نہیں کی، اس واسطے تمہارا ملک تمہیں واپس دیتا ہوں، لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو، شاہ عباس ڈر کے مارے خاموش رہا، صرف منافقانہ طور پر توبہ کی،

جب عبداللہ خاں توران میں واپس چلا آیا، تو ایرانیوں نے اپنے مذہب

کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ مکھڑ عبد اللہ شاہ کے پاس بھیجا، عبد اللہ شاہ نے وہ رسالہ مع شکرانہ فتح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا، اور درخواست کی کہ اس رسالہ کے شبہات کا رد تحریر فرماویں، چنانچہ اس کی درخواست پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے رسالہ ردّ شیعہ مکھڑ ماوراء النہر بھیجا، عبد اللہ شاہ نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجا، علمائے شیعہ اسپر قلم اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے، بلکہ بہت سے لوگ تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

علاقت تجرید کے اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس قدر بیمار ہو گئے تھے کہ نصیب اعداء زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تھی لیکن خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کو صحت ملتی عطا ہو گئی،

تجرید کا آٹھواں سال

پدنی شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے زمانہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے، جب سنا کہ سرہند میں ایک شخص نے تجرید الف ثانی و قیومیت کا دعویٰ کیا ہے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے آپ کے بارے میں چند ایک خود ساختہ باتیں کہیں،

تحقیق چونکہ شیخ صاحب ایک صاحب کمال آدمی تھے، لہذا مخالفوں کی بناوٹی باتیں آپ پر کارگر نہ ہوئیں، انہوں نے اس معاملہ کی تحقیق و تدقیق کے لئے اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد فرید کو آپ کی خدمت میں بھیجا، اور اُسے تاکید کی کہ تم چند ماہ وہاں رہ کر آپ کے احوال و اطوار کی خوب دیکھ بھال کرنا، اور یہ شبہات جو مجھے آپ کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں

آپ سے پوچھنا۔

الغرض شیخ صاحب کا وہ مرید حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا، تین ماہ متواتر

ظمانیت قلبی

آپ کے حالات کا مشاہدہ کرتا رہا، آپ کا نہایت معتقد ہو گیا۔
رخصت ہوتے وقت اس نے شیخ صاحب کے حکم مطابق آپ کی خدمت میں
شبہات عرض کئے، آپ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا، جب یہ شخص حضرت مجدد
الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر
ہوا، تو جو کچھ دیکھا تھا، شیخ سے عرض کر دیا۔

اسی اثنا میں سرہند سے ایک عالم باعمل شیخ فضل اللہ کی خدمت
میں حاضر ہوا، جب شیخ کو یہ علم ہوا، کہ یہ حال ہی میں سرہند سے

تصدیق

آیا ہے، تو پوچھا، کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھی
حاضر ہوئے ہو، یا نہیں؟ اس نے کہا، ہاں! کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ صاحب
نے آپ کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا، اس نے کہا، مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے
کی تو طاقت نہیں، البتہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ سنت نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے، اگر تمام
مشائخ وقت بھی جمع ہو جائیں، تو میرے خیال میں اس کا عشر عشر نہیں ادا کر سکتے
شیخ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے، اور فرمایا، کہ وہ

التماس دعاء | قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار مثلاً تجدید الف

ثانی اور قیومیت وغیرہ بیان کرتا ہے، بالکل درست اور بجا ہیں،
اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا
جس میں آپ کی تجدید و قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا، اور دعاء اور توجہ

کے لئے التماس کی۔

شیخ حسن غوثی | شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پایہ کے شیخ تھے بعض مخالفین کے کہنے سننے سے تجدید و قیومیت

کی نسبت شاکی ہو گئے تھے، ایک رات اپنے عالم رویا میں دیکھا کہ بہت سے اولیاء اللہ ایک جگہ جمع ہیں، اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں، کہ تجدید و قیومیت کا انکار کرنا بالکل نقصان میں رہیگا،

شیخ صاحب صبح اٹھے، اپنے دل میں سے تمام شبہات کو نکال کر آپ کے کمالات

کا اعتراف کیا۔

تربیت خان | اسی طرح ایک بڑا جید عالم کسی تقریب پر ہندوستان کے بڑے رئیس تربیت خان کے مکان پر گیا، یہ رئیس

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں شاکی تھا، اس نے اس عالم سے پوچھا کہ آپکی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں کیا رائے

ہے؟ انہوں نے جواب دیا، کہ آپکے اوصاف و اطوار دیکھ کر گزشتہ اولیاء کی

نسبت میرا زیادہ یقین ہو گیا ہے، جب میں گزشتہ اولیاء کے حالات

کتابوں میں پڑھتا تھا، تو مجھے خیال ہوتا تھا، کہ شاید مریدوں نے مبالغہ سے

کام لیا ہے، لیکن جب میں نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف و اطوار

دیکھے، تو یقین ہو گیا، کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں، یہ

سُنکر وہ رئیس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت

میں داخل ہوا، اس رئیس کی قبر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے پاس ہی ہے

تجدید کا نواں سال

شیخ میرک رح | اسی سال شیخ میرک نے جو اپنے وقت کے جید علم اور
بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کی بیعت کی۔

شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ میرے استاد
نے فرمایا کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید
ہونے کی غرض سے حاضر ہوا، تو میرے دل میں تین خیال پیدا ہوئے،
اور میں نے ٹھان لی کہ اگر حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ تینوں کا از خود شافی
جو اب دیں گے، تو مرید ہو جاؤنگا،

اقول یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں، دوسرے آپ کے کلام میں
ایک مقام پر مجھے جو مشکل درپیش آئی ہے، اُسے حل کریں، تیسرے خواجہ خاوند
محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں۔

الغرض جب میں آپ کی خدمت حاضر ہوا، تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا، آؤ میرک
ابن فلاں بن فلاں، جب میں بیٹھا، تو وہ مشکل مقام حل فرمایا، جب میں اٹھا
تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی، یہ خیال آتے ہی آپ نے فرمایا کہ خواجہ خاوند
خواجہ زادہ ہیں، اور انہیں جذبہ سورتی حاصل ہے، پھر میں بڑے اعتقاد اور
خلوص نیت سے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا، اور آپ کے علوم باطنی سے
نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں۔

تجدید کا دسواں سال

اس سال شیخ خلیل اللہ کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن
خواجہ عبدالرحمن | روئے صادق کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

کی بیعت کرنے کے لئے بدخشاں سے سرہند تشریف لائے، اپنے کمال مہربانی سے انہیں حلقہ ارادت میں داخل کیا۔

شیخ بلوچ | اسی سال شیخ بلوچ بھی جو اپنے زمانہ کے مشہور اکابر سے تھے آپ کے مرید ہوئے، انہوں نے اپنے مرید ہونے کا یہ سبب بتایا، کہ ایک رات میں نے نماز تہجد کے بعد خواجہ محمد زاہد بلوچ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ صدر الدین کی رُوح پر فتوح کی طرف توجہ کی، اور عرض کی، کہ خلیفہ صاحب! آپ تو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائے ہیں، اور میرا کام ابھی تک سرانجام نہیں ہوا، لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کے لئے آتے ہیں، اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتہ دیں، جو اس زمانہ میں سب سے فائق ہو، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں، کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرما رہے ہیں، کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاؤ، چنانچہ میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے بطیب خاطر مجھے اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر لیا۔

تجدید کا کیا رہواں سال

منکرین | اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منکرین نے آپ کی علانیہ مخالفت شروع کر دی، اور معاندانہ حرکات میں کوئی رقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔

جان محمد | اسی سال ایک شخص جان محمد نامی آپکی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ

۱۰ ملا بدر الدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں، کہ شیخ بلوچ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا یہ سبب مجھے بتایا تھا، ۱۲۱ھ تک یہ پچیس ہی سے حضرت خواجہ صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ۱۲۱ھ منہ ر

قادریہ میں مرید ہوا تھا، یہ شخص ہر وقت آپ کے پاس موجود رہتا تھا،
 اسی جان محمد کا بیان ہے، کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے
 مجھے فرمایا، کہ میں ایک کام بتاتا ہوں، کیا کر سکو گے؟ میں نے عرض کیا، کہ حضور!
 دل و جان سے، آپ نے مجھے ایک اخروٹ دیکر فرمایا، کہ حافظ رحمت کے باغ
 میں چند ایک درویش ٹھہرے ہوئے ہیں، ان کے پاس جاؤ، انہیں سے ایک
 درویش جنکے چہرے پر چچک کے داغ ہیں، اُسے ہمارا سلام کہنا، اور یہ اخروٹ
 دیکر بلانا،

میں حسب الارشاد باغ میں گیا، تو دیکھا، کہ چند درویش بیٹھے ہیں، اور
 ان سے تھوڑے فاصلہ پر وہ درویش بھی بیٹھا ہے، جب اُس نے مجھے دیکھا
 تو پوچھا، کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے میرے پاس بھیجا
 ہے؟ میں نے کہا ہاں! پھر پوچھا، کیا انہوں نے مجھے بلایا ہے؟ میں نے کہا،
 ہاں! پھر میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سلام عرض کر کے اُسے
 اخروٹ دیا، وہ اٹھ کر میرے ساتھ ہو گیا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ محراب
 میں بیٹھے تھے، وہ آ کر دوسری طرف بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت مجدد صاحب
 علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا، کہ قہوہ لاؤ، جب میں قہوہ کا پیالہ لیکر آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوا، تو فرمایا، کہ ان کے پاس لیجاؤ، جب میں نے ان کی طرف رخ
 کیا، تو ایسے معلوم ہوا، کہ اُدھر بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بیٹھے ہیں
 میرے تختیر کی کوئی انتہا نہ رہی۔

بالآخر اُس درویش نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے میرا
 حال دریافت کیا، اور پوچھا، کہ آپ نے اس کو کس سلسلہ میں مرید کیا ہے، تو آپ نے

۱۔ ملا برادرین نے حضرات القدس میں جان محمد زوی کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا ہے، ۱۲۱ مندرجہ

فرمایا، کہ سلسلہ قادریہ میں، پھر اُس نے کہا، کہ میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں، کہ اس شخص کو حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مشرف کرایا جائے، زیارت ایسے نکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اٹھکر مجھ سے لوٹا اور چند ڈھیلے طلب فرمائے، اور بیت الخلا تشریف لے گئے، وہاں سے فارغ ہو کر مجھے فرمایا، کہ جان محمد! کیا قلب تارے کو پہچانتے ہو؟ پھر قلب تارے کی طرف اشارہ کر کے کہا، کیا یہی ہے؟ میں نے عرض کیا، حضور ماں! پھر فرمایا، کہ غور سے دیکھو، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ ستارہ سُرخ ہو گیا ہے، اور حرکت کر کے آہستہ آہستہ بڑھنے لگا ہے، کچھ دیر کے بعد وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ہے، اُس کے پتھ میں سے ایک شخص سیاہ پوش نکل کر آن کی آن میں میرے پاس آ پہنچا ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ یہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کچھ عرصہ کے بعد میری آنکھوں سے یہ سب کچھ غائب ہو گیا۔

اس مجلس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منکرین کا رجوع بہت سے منکرین اور مخالفین بیٹھے تھے، یہ واقعہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے، فوراً آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے،

اسی سال حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت خواجہ محمد معصوم کا خواب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب

کہ اس شخص کو بہت دیر سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق مالا یطاق لاحق تھا، اُن حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ العزیز اس واقعہ کے وقت مجلس میں موجود تھے، انہوں نے بار بار یہ واقعہ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا

اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد زبیر سے ۱۲ مندرجہ

دیکھا جس کی کیفیت آپ اپنے مکتوبات میں یوں تحریر فرماتے ہیں، کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی، تو میں ایک دن عالم رویار میں گیا دیکھتا ہوں، کہ میرے بدن سے ایک نور نمودار ہوا ہے، جس کی شعائیں چاروں طرف پھیل گئی ہیں،

جب یہ خواب میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ تم سے قطیبت کے آثار ٹپک رہے ہیں، یہ چنیں گفت آں احمد نام دار
کہ اے نائے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی
زمن این حکایت بیاد آوری

تجدید کا بار ہواں سال

مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی^ط اسی سال مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

جو علمائے وقت کے سرتاج اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے، جنہوں بہت سی کتابوں پر حواشی لکھے، اور بہت سی کتابوں کی شرح کی، جن کے بغیر آج ان کتب کا حل ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

آپ کے مرید ہونیکا واقعہ یوں لکھا ہے، کہ مولانا صاحب کا ایک شاگرد آپ کے تمام دوسرے

شاگردوں سے لائق ذکی اور ذہین تھا، مولانا کو اس سے بہت انس تھا،

اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا، مولانا صاحب نے کسی کے ہاتھ اُس کو بلوا بھیجا، جب حاضر خدمت ہوا، تو اتنے دن غیر حاضر رہنے کی وجہ پوچھی، اُس نے عرض کیا، کہ حضور! یہ چند اوراق میرے ہاتھ لگے تھے، جن کے مطالعہ میں میں مستغرق تھا، دل نہیں چاہتا تھا کہ ان کا مطالعہ چھوڑ کر کسی اور کتاب کا مطالعہ کروں، پھر وہ ورق بغل سے نکال کر مولانا کی خدمت میں پیش کئے،

جب اپنے اُن کا مطالعہ کیا، تو ایسا کلام پایا، جس کے علوم و معارف بالکل نئے تروتازہ اور شریعت کے عین مطابق تھے، یہ دیکھ کر مولانا انگشت پندہاں رہ گئے، کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے؟

ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کلام سے مشرف ہو چکا تھا، اور اُس وقت اُس مجلس میں موجود تھا، کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ہے، مولانا صاحب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے بہت معتقد ہو گئے،

پھر ایک رات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اپنے خواب میں بھی زیارت کی، جس کے چند یوم بعد ہی آپ حاضر خدمت ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

پھر مولانا صاحب نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مُسی بہ دلائل التجدید لکھا، جس میں نہایت قوی دلائل اور براہین سے آپ کو مجدد الف ثانی ثابت کیا ہے،

شیخ حمید | اسی سال شیخ حمید جو ایک کامل اور صاحب استعداد بزرگ تھے، اور اکبر آباد میں رہتے تھے، حضرت مجدد

الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اکبر آباد شریف پہنچانے پر آپ کے مرید ہوئے، حضرت
مجدد علیہ الرحمۃ نے کچھ عرصہ کے بعد آپ کو خلافت کے سرفراز فرما کر بنگالہ کی
طرف جانے کی اجازت فرمائی، جہاں آپ کو شہرت عامہ نصیب ہوئی، اور آج
تک شیخ حمید کا طریقہ اُس ملک میں رائج ہے۔

حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے
میر یوسف سمرقندی جب اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا، تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے، رخصت
ہوتے وقت حضرت خواجہ صاحب نے میر صاحب کی خاص طور پر سفارش کی تھی۔

میر صاحب ابھی تک صرف مرید ہی تھے، سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ
تھا، کیونکہ یہ کسی ضروری کام کیلئے ماوراء النہر چلے گئے تھے، حضرت مجدد

الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہنے کا انکو بہت کم موقعہ ملا تھا، اسی سال سفر
سے واپس آئے، اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے سب سے قبل انہیں

ذکر قلبی سکھایا، انہی دنوں میں میر صاحب بہت بیمار ہو گئے، حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے
جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اطلاع دی گئی، کہ

میر یوسفؒ حالت نزع میں ہیں، تو آپ فی الفور تشریف لائے، اور حسب
وعدہ خاص توجہ اور باطنی نسبتِ اِلتقائی، توجہ کرتے ہی میر صاحب سے

باطنی حجاب اٹھ گئے، آپ نے میر صاحب سے باطنی حالت پوچھی، جب
میر صاحب نے عرض کی، تو فرمایا، ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں، پھر توجہ کی،

توجہ کے بعد میر صاحب نے باطنی حالات بیان کئے، تو فرمایا، کہ اوسط
درجہ کے حالات میں، پھر توجہ بسزواں فرمائی، اور میر یوسف نے باطنی

حالات تیسری دفعہ عرض کئے، تو فرمایا، کہ اب انتہائی درجہ کے

حالات ہیں، پھر اپنے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، کہ مجھ سے وہ وعدہ پورا ہو گیا، جو میں نے حضرت خواجہ صاحب سے کیا تھا، بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اٹھے، آپ کے اٹھتے ہی میر صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہدیا، اور اس جہان سے رخصت ہو گئے۔

پیاسے نے دریا سے ملاقات کی

خوب تلافی ہوئی ملاقات کی

جنات | اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ مدت سے سکونت پذیر تھے، نکال دیا۔

باعث | ان کے نکانے کا باعث یہ ہوا، کہ ایک رات حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چھت پر کے حجرہ میں سوئے ہوئے تھے، کہ جنوں نے آکر ایذا رسانی کی نیت سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا، تیجے کے حجرہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی استراحت فرما رہے تھے، جنوں کا شور و غوغا سن کر بیدار ہو گئے، اور ^{مستحجنی} فرمایا، آپکا یہ فرمانا تھا، کہ تمام جن یکبارگی بھاگ گئے، پھر اپنے آواز دی، کہ محمد سعید! تسی سے سو رہو، مگر پلا میری اذن کے دروازہ نہ کھولنا۔

تجدید کا تیرھواں سال

فاتحہ | اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ حضرت امام رفیع الدین قدس سرہ العزیز بانی سرہند اور اپنے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر فاتحہ اور زیارت کی غرض سے تشریف لگے

اور اہل قبور کی مغفرت کیلئے دعا کی۔

اسی سال صبح کا ایک شیخ حضرت مجدد الف ثانی علیہ
الرحمۃ کا مرید ہوا، اُمّاً بدر الدین حضرات القدس میں

بلخ کا ایک شیخ

قطب الاقطاب

کہتے ہیں کہ اس شیخ نے مجھ سے اپنے مرید ہونیکا یہ سب بیان کیا، کہ میں
نے خواب میں دیکھا کہ ایک با عظمت جنازہ لایا گیا ہے، جس کے ساتھ بہت
بڑا ہجوم ہے، بلکہ بہت سے اویسا، اللہ بالخصوص مشائخ ماوراء النہر مثلاً
خواجہ غجدوانی، سر طقہ خواجگان خواجہ بہا الدین نقشبند، خواجہ عبید اللہ
آحرار وغیرہ بھی وہاں موجود ہیں، ایسے معلوم ہوتا تھا، کہ یہ لوگ کسی کے
منتظر ہیں، میں نے ایک بزرگ سے پوچھا، کہ یہ کس کا جنازہ ہے، اور یہ
لوگ کس کے منتظر ہیں؟ اُس نے کہا، یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے
اور یہ سب لوگ قطب الاقطاب کے منتظر ہیں، وہ آکر نماز جنازہ پڑھائینگے
اتنے میں ایک بزرگ سر و قد، گندم گوں ماٹل پہ سفیدی، کشادہ چشم،
فراخ پیشانی، بلند بینی، مربع ریش تشریف لائے، سب لوگ دست بستہ
کھڑے ہو گئے، انہوں نے بڑھکراہمت کی، بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا، میں
نے ایک شخص سے پوچھا، کہ اس امام کا کیا نام ہے، اور یہ کہاں رہتا ہے؟
اس نے کہا، ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہے، اور ان کا
وطن ماہوف سرہند شریف ہے،

جب میں خواب سے بیدار ہوا، تو قد سبوسی کا از حد شوق دامنگیر ہوا
صبح بلخ کو خیر باد کہہ کر اچکی جانب روانہ ہوا، جب سرہند پہنچا، تو شرف
زیارت سے مشرف ہوا، جو حلیہ مبارک میں نے خواب میں دیکھا تھا، عینہ
وہی تھا۔

ایک سپیدزادہ | حضرات القدس میں ملا بدر الدین نے لکھا ہے، کہ ایک سپیدزادہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مخلص مرید تھا، اُس نے مجھ سے بیان کیا، کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک منکر نے مجھے کہا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا دعویٰ ہے، کہ اگر خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ اس وقت زندہ ہوتے تو میری خدمت کرتے، میں نے دل میں کہا، کہ آپ نے تو ایسا نہیں کہا ہوگا، اتفاقاً انہی ایام میں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا، ایک رات شدت مرض میں گیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے اُتر رہا ہے، اتنے میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ آ موجود ہوئے ہیں، اور فرشتے کو فرماتے ہیں، کہ سپیدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے، پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ بات جو اُن کے منکر نے بیان کی ہے، نہیں فرمائی، لیکن اُنکی شان اعلیٰ ہے۔

ایک چشتی شیخ | اسی طرح اسی سال سلسلہ چشتیہ کا ایک ستجاہ نشین شیخ رویائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوا۔

تجدید کا چودھواں سال

طاعون | اس سال شہر سرہند میں وبائے طاعون ایسی پھیلی، کہ ہر روز ہزار ہا آدمی اجل کا شکار ہونے لگے۔

شیخ محمد عیسیٰ | چنانچہ اسی مرض سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک گیارہ سالہ فرزند جبکانام شیخ محمد عیسیٰ تھا،

داعی اہل کو تہیک کہ گئے۔

شیخ محمد فرخ شیخ محمد عیسیٰ کے انتقال کے چند ہی یوم بعد آپ کے دوسرے
فرزند شیخ محمد فرخ بھی جن کی عمر دس سال کی تھی فوت ہو گئے

ام کلثوم تھوڑے دنوں بعد آپ کی دختر فرخندہ اختر ام کلثوم اور حضرت خواجہ
محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ دونوں کی دونوں رحلت فرما

گئیں۔

اس کے بعد آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت
خواجہ محمد صادق خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ پر بھی مرض کے

آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے، اور دم بدم مرض غالب آتا گیا، حتیٰ کہ تین
روز کے بعد آپ کا بھی وصال ہو گیا۔

ان سب حضرات کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت مخدوم

عبد الاحد قدس سرہ کے مزار میں دفن کیا۔

دعاء جب لوگ مرض سے بہت تنگ آ گئے، تو حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دعا کیلئے درخواست کی، اپنے

وشو کر کے دو گانہ ادا کیا، اور بارگاہِ الہی میں دعا مانگی، چنانچہ چند ہی دنوں

میں وہ باہر دور ہو گئی۔

اسی سال وہاں کے دور ہونیکے

بعد ایک دن حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمۃ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے، شہر کے باہر جنوب مشرقی

کونے میں ایک بلند ٹیلہ تھا، وہاں پر آپ تشریف لے گئے، اور ظہر کی نماز

وہیں ادا کی، اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا، کہ نظر کشفی سے

ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ اس ٹیلہ پر انبیاء کے مقبرے ہیں، بلکہ ان بزرگوں نے
مجھ سے ملاقات بھی کی ہے، اور مجھے کہا ہے، کہ ہم اس مقام میں آرام کئے
ہوئے ہیں۔

چنانچہ مکتوبات شریف میں اپنے تخریر فرمایا ہے، کہ جو انبیاء علیہم السلام،
ہندوستان میں مبعوث ہوئے، اور اس جگہ آرام کئے ہوئے ہیں، مجھ پر ظاہر
ہوئے ہیں، میں دیکھتا ہوں، کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک
چارے ہیں، ہندوستان کے نبیوں کی پیروی بہت ہی کم لوگوں نے کی،
بلکہ بعض کی ایک شخص نے، بعض کی دو نے، اور بعض کی تین نے، نظر کشفی

لہ چنانچہ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ دنیا میں ایسے نبی بھی مبعوث ہوئے
جن پر ایک بھی ایمان نہ لایا، اور کئی ایسے بھی آئے، جن پر ایک یا دو ایمان لائے، ذیل کی احادیث
اس حقیقت کو انہر من الشمس کئے دیتی ہیں۔

۱۱، لَمْ يُصِدِّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ
مَا صَدَّقَتْ وَإِن مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ
مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا رَجُلٌ
وَاحِدٌ (مجمع مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، کہ جس
قدر لوگوں نے مجھے مانا، کسی نبی کو نہیں مانا، اور
بعض انبیاء ایسے گزرے ہیں، جنہیں ایک ہی
شخص نے مانا۔

۱۲، عَرَضْتُ عَلَى الْأُمَمِ فَرَأَيْتُمُ
النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ
وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ۔
(مسلم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ کشفی
حالت میں میرے سامنے انبیاء علیہم السلام کی امتیں
پیش کی گئیں، میں نے دیکھا، کہ بعض انبیاء کے ہمراہ
چند آدمی ہیں، بعض کے ہمراہ دو ایک ہیں، اور بعض

ایسے ہیں، کہ جنکے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں۔

۱۳، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَشْرِيفًا لِّسَانِهِ

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور

سے معلوم ہوا، کہ انہیں سے کوئی بھی ایسا نہیں، جس کی پیروی چار شخصوں نے کی ہو، اگر میں چاہوں، تو ان کے نام اور انکی قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔

اسی مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیرات

دلیل

اور تمزیبات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں، وہ انہیں انبیاء کے علوم کا سر قہ ہے، ورنہ ان کے نام عقول اقوال اور ہمت پر کیونکر دال ہو سکتے ہیں

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کی

مکتوبات کی پہلی جلد کا اختتام

پہلی جلد ختم ہوئی، اور اس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشان وغیرہ ممالک میں بھی گئیں، اس جلد کے جامع شیخ یار محمد بدخشی ہیں۔

اسی سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل

و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

حروف مقطعات کے اسرار

فرمایا، کہ انبیاء کی امتیں مجھ پریش کی گئیں
میرے سامنے سے ایک بنی گذرے، ان کے
ہمراہ ایک ہی امتی تھا، دوسرے بنی گذرے ان
کے ہمراہ دو امتی تھے، ایک اور گذرے، انکے ہمراہ
چند امتی تھے، اور بعض بنی ایسے گذرے، جنکے
ہمراہ ایک امتی ہی نہیں تھا۔

وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عُرُضْتُ عَلَيْهَا
الْأُمَّمُ فَجَعَلَنِي مَرَّةً نَبِيًّا وَ
مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ
الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ
وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ

(بخاری و مسلم)

لے مصنف روضۃ القیومیہ کی تحقیق ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قبل کوئی شخص
ہی ہندوستان میں انبیاء کے مبعوث ہونیکا قابل نہ تھا، ان انبیاء کے زمانہ بعثت کے متعلق
شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ جو مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، اپنے کشفی زور سے
بتلاتے ہیں، کہ انہیں سے بعض طوفان نوح سے پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ ۱۲ منہ ۷

پر قرآنی حروف مقطعات کے اسرار ظاہر فرمائے، جو اپنے اپنے خلف ارشد
حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو القاء فرمائے، اور ان کے منکشف کرنے
سے سخت منع فرمایا، حضرت خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں، کہ جب حضرت مجدد
الف ثانی علیہ الرحمۃ ان اسرار کا اظہار فرماتے، تو مجھ پر یہوشی طاری ہو
جایا کرتی تھی،

اطراف عالم میں خلفاء کی روانگی | اسی سال حضرت مجدد الف ثانی
علیہ الرحمۃ نے ہدایت خلق کی

خاطر اپنے خلفاء کو اطراف و اکناف عالم میں بھیجا۔

ترکستان | چنانچہ اپنے مخصوص باروں میں سے اپنے ستر آدمی ترکستان
کی طرف روانہ فرمائے، اور ان کا سردار مولانا محمد قدیم
طائفانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔

عرب، یمن، شام اور روم | چالیس آدمی ملک عرب، یمن، شام اور
روم کی طرف مولانا فرخ حسین کی
سرکردگی میں روانہ فرمائے۔

کاشغر | دس معتبر پارمولنا صادق کابلی کی امارت میں کاشغر
بھیجے،

توران، خراسان اور بدخشان | تیس بڑے خلیفوں کو توران
خراسان اور بدخشاں رخصت
کیا، اور ان کا سردار شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔

کامیابی | ان ممالک میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلفاء کو بہت کامیابی
ہوئی، ہزار ہا لوگ آپ کے خلفاء کے مرید ہوئے، اور اکثر

کڑھی منزلیں طے کر کے خود آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے، الغرض ہزار ہا
بندگانِ خدا آپ کے فیضان سے فیضیاب ہوئے،

تجدید کا پندرھواں سال

اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بزرگی اور ارشاد کا غلغلہ
یکلخت تمام عالم میں بلند ہو گیا، ہزار ہا خلقت، ہر وقت و ہر ساعت فیض حاصل
کرنے کے لئے عتبہ عالیہ پر موجود رہتی، حتیٰ کہ اسی سال فرمانروایان،
ایران، توران اور بدخشان نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے
شیخ بدیع الدین | شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو آپ کے
مخصوص اور نامور خلیفہ تھے، سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت
دے کر بھیجا، بہت سے لشکر کے آدمی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے،
اکثر ارکانِ دولت نے بیعت کی، شدہ شدہ یہ خبر آصف خاں وزیر اعظم
کو پہنچی، یہ مذہباً شیعہ تھا، اس کو شیخ بدیع الدین کا لشکر میں سلسلہ کی اثبات
کرنا نہایت ناگوار گذرا، ہر وقت موقعہ کی جستجو اور تلاش میں تھا، کہ کسی طرح
بادشاہ کو ان کے خلاف اکسایا جائے۔

چنانچہ ایک روز بادشاہ کو تنہا پا کر عرض کیا، کہ حضور سر ہند
شکایت | کے ایک مشائخ زادہ نے جو علوم عربیہ میں ماہر ہے، اور
اس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے، مجددویت کا دعویٰ کیا

یہ سلطان جلال الدین اکبر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا، اس نے بھی
ابتداء میں باپ کی طرح اپنے آپ کو خلعت سے سجدہ کرایا، ۱۲۱ھ مندرجہ

ہے، اُس نے اپنے صد ہا خلفاء مختلف دُور دراز ممالک میں بھیج دیئے ہیں لاکھوں آدمی اس کے خلفاء کے مرید ہو گئے ہیں، کئی غیر ممالک کے بادشاہ خود اُس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ہیں، ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ تقیم ہے، اکثر امراء سلطانی مثلاً خانخاناں، سپہ صدر جہاں خانجہاں، خان اعظم، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں، سکندر خاں، دریا خاں، مرتضیٰ خاں وغیرہ سب اس کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔

اب معلوم ہوا ہے، کہ اُس نے ایک لاکھ مسلح سوار اور بے شمار پیادہ تیار کئے ہیں، خوف ہے، کہ غفلت میں کوئی اور شکل ظہور پذیر نہ ہو جائے، بہتر یہ ہے، کہ ارکان سلطنت میں جس قدر اس کے معتقد ہیں، اول اُن کا دُور دراز صوبوں میں تبادلہ کر دیا جائے، اور اس کے بعد شیخ بدیع الدین سے لشکر والوں کو مقاطعہ کُلیبہ کا حکم دے دیا جائے، ان ہردو تجاویز کے پورا ہونے کے بعد باقی کام بالکل آسانی سے سرانجام ہو جائیگا۔

ارکان سلطنت کی تبدیلی چنانچہ بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آئی، اور دوسرے ہی روز

علی الصبیح دربار خاص منعقد کر کے خان خاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری پر، سپہ صدر جہاں کو ملک بنگال کی، مہابت خاں کو کابل کی اور اسی طرح باقی حکام کو جو آپ کے خاص معتقد تھے، دُور دراز صوبوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔

حکم مقاطعہ اس کے بعد لشکر والوں پر شیخ بدیع الدین سے

کلی قطع تعلق کرنے کا حکم صادر کر دیا، مگر اس حکم کے صادر ہونیکے بعد بھی جو
 راسخ الاعتقاد تھے، شیخ صاحب کو علانیہ ملتے رہے، اور شیخ صاحب پانچ ماہ
 کے اس ظلم و ستم اور جو روت شد کو بخوشی برداشت کرتے، اور بزبانِ حال
 پکارتے، کہ

بتنا جی چاہے ستارے ستم ایجاد مجھے
 مثل تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے

تجدید کا سوٹھواں سال

آزمائش کی ساعت

جب جہانگیر بادشاہ کو حکام کے اپنے اپنے تبدیل شدہ مقامات
 پر پہنچنے کی اطلاع موصول ہوئی، تو اس کو اطمینان ہو گیا، کہ اب اگر حضرت
 مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلاف کوئی کاروائی کی جائے، تو یہ لوگ
 بے خبر رہیں گے، اور سلطنت میں ہرگز نقص امن نہیں کر سکیں گے۔

اب بادشاہ نے ایک فرمان حضرت مجدد الف ثانی
نامہ گرفتاری علیہ الرحمۃ کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا
 اشتیاق ظاہر کر کے آپ کو مع جملہ مریدین و معتقدین دعوت دی گئی تھی
 بذریعہ حاکم سرہند روانہ کیا، اور حاکم موصوف کو تاکید کی، کہ جس طرح ہو
 سکے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو یہاں بھجوادو۔

جب یہ حکم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا، تو
روانگی اپنے اپنے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ

محمد معصومؑ کو کوہستان کی طرف رخصت کیا، اور اہل وعیال کو دلاس دے کر خود مع حاضر اوقات مریدین شکرِ سلطانی کی طرف راہی ہوئے، جب بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی

استقبال | تو اپنے امراء کو استقبال کیواسطے بھیجا، جنہوں نے بڑے اعزاز و احترام سے آپ کو ان خیموں میں ٹھہرایا، جو پہلے ہی سے آپ کے لئے استادہ کئے گئے تھے۔

جب آپ کو بادشاہ نے ملاقات کے لئے دربار میں طلب کیا، تو آپ تشریف لے گئے، جب دربار میں پہنچے، تو امین دربار کے بموجب نہ اپنے سجدہ کیا، اور نہ ہی تعظیم کے لئے گردن کو خم کیا، بادشاہ کے نزدیک یہ کیفیت دیکھی، تو آپ کو اشارہ سے سمجھایا کہ سجدہ کرو، آپ نے باواز بلند فرمایا، کہ یہ پیشانی بخیر اللہ کے آگے ہرگز نہیں جھکے گی۔

حقیقت بھی یہ ہے، کہ دنیا میں ہر ایک انسان کے لئے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں، لیکن مومن کے لئے صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں، وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے، اور صرف اسی کو مانتا ہے، اُس کی اطاعت کا حق ایک ہی کو ہے، اُس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے، اور اُس کے دل کی خریداری کے لئے بھی ایک ہی خریدار ہے، وہ جانتا ہے، کہ مخلوق کیلئے جتنی اطاعتیں، جتنی فرمانبرداریاں، جتنی وقاداریاں اور جب قدر بھی تسلیم و اعتراف ہے، صرف اسی وقت تک کے لئے ہے، جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی

۱۲۰ مندرجہ

بات نہ جاتی ہو اور دنیا والوں کے وفادار بننے سے خدا کی حکومت کے آگے
بتاوت نہ ہوتی ہو، لیکن اگر کبھی اللہ اور اس کے بندوں کے احکام میں تقابلاً
آپڑے، تو پھر تمام طاقتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی تسکست، تمام
رشتوں اور ناظروں کا انقطاع اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام ہے، اس
وقت نہ تو حاکم حاکم ہے، اور نہ بادشاہ بادشاہ، لَمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

ثابت قدمی الغرض بادشاہ نے جب آپکا انکار دیکھا، تو غضبناک ہجہ
میں تہدید اور خوف دلاتے ہوئے بولا، کہ خیر چاہتے ہو،

تو سجدہ کر دو، مگر یہ کیونکر ممکن تھا، کہ شداؤد و خطرات کا مہیب دیو آپ کو
خوف زدہ بنا سکتا، جبکہ آپکا سلطان قلب خدا کے ہوا اور کسی سے خوفزدہ
نہیں تھا، اور پھر یہ کس طرح ممکن تھا، کہ خوف و ہراس آپ کے اُس دل پر
قبضہ کر سکتا، جو خدا کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں تھا، اور یہ کیسے ہو سکتا تھا
کہ شکستہ ترین کی ہیبت و عظمت، جبارہ عالم کا قہر و غضب، سپاہیوں کی
یتخ و سنان اور فرعونی جاہ و جلال آپکو مرعوب کر سکتا، الغرض آپنے بادشاہ
کلبے چاکم سنکر بیدھڑک ہو کر جواب دیا، کہ شیخ احمد کی پیشانی غیر اللہ
کے آگے جھکنے کے لئے نہیں بنائی گئی ہے

نہ دے ہیں کبھی باطل سے نہ دب سکتے ہیں
گردن اللہ کے رستے میں کٹانے والے

نظر بندی بادشاہ آپکا جواب سنکر خوفزدہ ہو گیا، فوراً وزیر سے
مشورہ طلب کیا، اُس نے کہا، کہ واقعی یہ شخص بڑا

میاں اور گستاخ ہے، اس کو دربار سے اس طرح نہ جانے دیا جائے،
ورنہ حکومت میں فتنہ و فساد پھیل جائیگا، بہتر یہ ہے، کہ انکو بالفعل قلعہ

گو ایسا میں نظر بند رکھا جائے، بادشاہ نے آپ کو مع مریدین کے قلعہ میں بھیج دیا، آپ اس وقت نہایت خنداں تھے، اور بزبان حال فرما رہے تھے، کہ

کہو کریگا حفاظت مری خدا میرا
رہوں جو حق پہ مخالف کریں گے کیا میرا

ایام حبس کے واقعات

ظہور کرامت جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ گواہی ار کے قلعہ میں پہنچے، تو حاکم قلعہ بادشاہ اور وزیر کے حکم کے مطابق نہایت سختی سے پیش آیا، یہ دیکھ کر آپ کے خلفاء میں جو آپ کے ہمراہ تھے، صبر و تحمل اور برداشت کی تاب نہ رہی، غصہ میں آ کر پاسبانوں کو کہا، کیا تم یہ جیاں کرتے ہو، کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے؟ یاد رکھو! ہم حکم الہی سے یہاں آئے ہیں، اگر ہم چاہیں، تو اپنے اللہ کے حکم سے تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر ایک دم میں باہر جا سکتے ہیں، اتنا کہنا تھا، کہ اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر جا بیٹھے، اور کہا، کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھانڈ جاتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جب یہ دیکھا، تو جھڑک کر فرمایا، کیا مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں جو تم کر رہے ہو؟ حقیقت تو یہ ہے، کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔

تو سمجھتا ہے حوادث ہیں ستانے کیلئے
یہ ہوا کرتے ہیں ظاہر آزمانے کیلئے

تیرٹی باؤ مخالف سے نہ ہو حیران عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

پشیمانی | جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی، تو سب نادم اور پشیمان ہوئے، سختی سے درگزر سے اور خدمت میں حاضر ہو کر معافی

مانگی۔

میر سید احمد | میر سید احمد جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خاص مرید تھے، فرماتے ہیں، کہ جن دنوں بادشاہ

نے آپ کو نظر بند کیا، میں اندنوں دکن میں تھا، میں اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھا، ایک دن اچانک میں نے سنا، کہ بادشاہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے، اس روح فرسا و حسرتناک خبر کے سُننے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن پر لرزہ چھا گیا، فوراً اسی پریشانی کے عالم میں حیران و سرگردان بازار میں نکلا، تاکہ معلوم کروں کہ آیا یہ خبر صحیح ہے، یا غلط۔

مکاشفہ | جب بازار میں آیا، تو دیکھتا کیا ہوں، کہ ایک کونے پر چند سوداگر اترے ہوئے ہیں، میں اُن کے پاس گیا، اور سلام

کر کے بیٹھ گیا، اُن میں سے ایک نے میرا چہرہ نگین دیکھ کر وجہ پوچھی، میں نے وہ وحشتناک خبر سُنائی، اُس نے ایک سرد آہ کھینچی، اُس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، دیر تک حالت مراقبہ میں رہا، بعد ازاں مجھے کہا، کہ خاطر جمع رکھو، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ زندہ ہیں، لیکن میں قید۔

حیرانی | مجھ کو اُس کے اس مکاشفہ سے حیرانی ہوئی، میں نے پوچھا، کہا تم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جانتے ہو؟ اُس نے

کہا کہ میں تو آنجناب کا ادنیٰ مرید ہوں، یہ سن کر میں اُسے بڑی منت و
 سماجت سے گھر لیگیا، اور اس کی مجالست و موانست سے اپنے دل کو
 تسلی دی، میں نے پوچھا کہ تم کیونکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے
 مرید ہوئے؟ کتنا عرصہ اُن کی خدمت میں رہے؟ اور کیا کچھ حاصل کیا؟
 اُس نے کہا، میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں، میرے دل میں حضرت
 غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت بکثرت تھی
 چنانچہ ہر روز نماز کے بعد اُن کی رُوح پُرفتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا، اور
 سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا۔

اسی اثناء میں اچانک ایک رات حضرت غوث الاعظم کو نیند اور بیداری
 کی مابینہی حالت میں دیکھا، میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا، آپ نے فرمایا کہ
 ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا چاہیے، میں نے عرض کیا، حضور! مشائخ زمانہ
 میں سے کسی ایک کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمائیے، اس پر
 آپ نے فرمایا، کہ سرہند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
 کے پاس جاؤ، میں نے حسب الارشاد عملی، صبح سرہند کی راہ لی، اور حضرت
 مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حقیقت واقعہ عرض
 کی، آپ نے میرے مال پر عنایت فرما کر جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔

تجدید کا متر حوال سال

مریدین ہیں اضطراب

مقابلہ کی تیاری | ہندوستان کے اُمراء اور اراکین سلطنت مثلاً خانان

خان اعظم اسید صدر جہاں، اسلام خاں، مہابت خاں، مرتضیٰ خاں، قاسم خاں
 تربیت خاں، خان جہاں لودھی، سکندر لودھی اجیات خاں، اور دریا خاں جو حضرت
 مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، آپکی نظر بندیاں کی خبر سنکر آگ
 بگولا ہو گئے، فوراً جنگ کی تیاری کے لئے باہمی خط و کتابت کی، آخر سب کی
 یہ صلاح ٹھہری، کہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے، اور
 باقی سب حاکم خزانے اور فوج سے اُس کی مدد کریں، علاوہ ازیں خراسان
 اور توران کے سلاطین سے جو آپ کے مرید ہیں، مدد یعنی چاہیئے۔

الغرض مذکورہ بالا سب امر ادا کرنے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل
 بھیج دیں، دوسری ولایتوں کے بادشاہوں نے بھی حتی المقدور مہابت خاں کی
 مدد کی، کابل اور پشاور کے گرد و نواح کے مغل اور پٹھان جو آپ کے مرید
 تھے، وہ بھی مہابت خاں سے آئے۔

حکم کابل سے روانہ ہو کر کئی منزل تک آگیا، مگر اسی اثناء میں حضرت
 مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی جانب سے ایک خط اُس کو بلا، جس میں یہ تحریر
 تھا، کہ میری یہ کیفیت سب میری رضا مندی سے ہے، خردوار آپ لوگ کسی
 قسم کی جنبش اور حرکت نہ کرنا۔

واہ کیا علم ہے ایسا تو جگر ٹکڑے ہو
 پھر بھی ایذا سے شکر کے روادار نہیں
 مہابت خاں کو جب یہ صحیفہ گرامی پہنچا، تو مقابلہ سے درگزر۔

اسی مضمون کے خط آپ نے اپنے دیگر بہت سے مریدین و خلفاء کو بھی قیام
 امن کے لئے لکھے تھے، ۱۲۷ منہ ۱۲۷

رمانی

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا، کہ جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُسے پورا کر دیا ہے، اب بہت جلد یہاں سے روانگی ہوگی، قلعہ کے تمام عمال آپ کے گرویدہ، معتقد اور حلقہ بگوش ہو گئے تھے، سب کو یہ حال معلوم کر کے آپکی مفارقت اور جدائی کا سخت قلق ہوا، ادھر یہ کیفیت تھی، اور ادھر بادشاہ کو ایک روز کسی نے عالم بیداری میں تخت سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا، وہ ہمیشہ زندہ ہو کر بیمار ہو گیا تھا، ہر چند علاج کیا، مگر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

خواب | آخر ایک روز بادشاہ نے خواب میں دیکھا، کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں، کہ اے ظالم! تو نے مجدد و اسلام اور امام وقت کو تکلیف دی ہے، یہ بیماری اسی کا سبب ہے، اگر خیر چاہتا ہے، تو ان سے دعا کر

عرضداشت | بادشاہ نے بیدار ہوتے ہی آپ کی رمانی کا حکم جاری کر دیا، اور ایک عرضداشت جو خطا کی معافی اور ملاقات سے مشرف ہونے کی استدعا پر مشتمل تھی، اپنے ندیموں کے ہاتھ آپ کی خدمت میں پیش کی۔

جب ہوا دیدارِ شانِ مجدد کا ظہور
تہلکہ مچ گیا ایوانِ چہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہِ ہند خطا سے اپنی

مدتوں غرق رہا اور طرہ د لگیری میں

آپنے اس کے جواب میں چند ایک شرطیں پیش کیں، بادشاہ نے بطیب خاطر سب منظور کر لیں، آپ کو ایپار سے رخصت ہوئے اور راستہ میں تین یوم سرہند قیام فرمایا، ہزار ہا لوگ زیارت سے مشرف ہوئے، اس کے بعد آپ عازم شکر بادشاہی ہوئے، ولیمہد شاہ پھان اور وزیر اعظم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے، آپ شاہی محل میں تشریف لے گئے، اور دعا شروع فرمائی، بادشاہ کو حکم دیا کہ اپنی خطا کو یاد کر کے گریہ وزاری اور الجاح و بکا کرتا رہے، چنانچہ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہو گئی، آپ کے قدموں پر گر پڑا، اور حلقہ ارادت میں داخل ہوا جو بکھریا تھا

إِذَا جَاءَ مُوسَىٰ وَاقِفًا

فَقَدْ بَطَلَ الْيَتْمٰنُ وَالسَّاحِرُ

(۱) سجدہ دربار باکل موقوف کر دیا گیا۔

(۲) گاؤں کشی میں آزادی دی گئی، گائے کا گوشت بر سر بازار فروخت ہونا شروع ہوا،

(۳) بادشاہ اور ارکان دولت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازہ

پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی، اور کباب تیار کروا کر کھائے

(۴) ملک کے جس جس حصہ میں مساجد شہید کی گئی تھیں، دوبارہ تعمیر

کی گئیں،

(۵) دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی، تیار ہونے پر

بادشاہ امراء سمیت اس مسجد میں آیا، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

کو امام بنا کر نماز باجماعت ادا کی۔

(۶) ہر شہر اور ہر قصبہ میں دینی تعلیم کے لئے مکتب اور مدرسے قائم کئے گئے۔

(۷) شہر بشہر محتسب، شرعی مفتی اور قاضی مقرر ہوئے۔

(۸) کفار پر جزیہ مقرر ہوا،

(۹) جس قدر قانون خلاف شریعت جاری تھے، سب ایک قلم منسوخ کئے

گئے،

(۱۰) جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت بالکل مٹا دی گئیں۔

دین اسلام میں نئے سرے سے رونق اور تازگی پیدا ہوئی، مسلمانوں کے قلوب مسرت سے لبریز ہو گئے، شبانہ روز کفار اپنی رضا و رغبت سے حلقہ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے، سلسلہ تبلیغ شروع ہو گیا۔

حق باطل سے کہے کان نہ ہوتا پڑھ لے

لا الہ بھی نہ پڑھتا تھا اب آلا پڑھ لے

تجدید کا اٹھارہواں سال

جب وزیر نے اپنی دال گلتی نہ دیکھی، تو فتنہ و فساد برپا کرنے کے

لئے بہت سی تدابیر عمل میں لایا۔

چنانچہ سب سے قبل اس نے بادشاہ کو گمراہ کرنے کے

لئے شیعہ مذہب کے مجتہد نور اللہ شتری کو ایران

سے بلوایا، اور بادشاہ کے آگے اس کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی، لیکن

کوئی بات کارگر نہ ہوئی، سخت ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا، بادشاہ نے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق اس مجتہد کو تیغ کے گھاٹ اتروادیا۔

اس کے بعد اس نے پادریوں کو بلا بھیجا، وہ بھی حضرت **دوسری شہرارت** مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقابلہ سے عاجز رہے

گئے، پھر تو اس کو سخت ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔

الغرض تجدید کے اس سال وزیر بادشاہ کی نظر سے ایسا گرا کہ پھر دوبارہ اس کو وہ عروج، وہ ترقی اور وہ مرتبہ نصیب نہ ہوا۔

تجدید کا اُنیسواں سال

اسی سال جہانگیر کا بیٹا شاہجہان تختہ برپا کر نیا اے آدمیوں کے بہکانے پر باپ کیساتھ آمادہ پیکار ہوا، شاہجہان کے ساتھ جمعیت زیادہ

تھی، بڑے زور سے باپ بیٹے کی فوجوں کا مقابلہ ہوا، عین اُس وقت جبکہ

معرکہ کارزار گرم تھا، باپ کی بہت سی فوج بیٹے سے جا ملی، پھر کیا تھا جہانگیر کی یقیہ فوج کے پاؤں اکھڑ گئے، جہانگیر نے اسی وقت حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دعا کی التجا کی، اپنے دعا فرمائی، فوراً

معاملہ برعکس ہو گیا، شاہجہان کی فوج پسا ہو گئی، اور جہانگیر غالب آیا، یہ واقعہ دیکھ کر شاہجہان حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت

میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، کہ بندہ قدیم الایام سے حضور کا غلام ہے، حضور کے جس پر باپ سے کئی دفعہ لڑا جھگڑا، تعجب ہے، کہ حضور میری سلطنت پر راضی نہیں، اپنے فرمایا، کہ مطمئن رہو، عنقریب ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ آئیگی، اور باطنی میرے بیٹے محمد معصوم کے۔

مکتوبات کی دوسری جلد کا اختتام | اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی، اور تیسری شروع

کی گئی۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزندوں کو سرہند شریف میں طلب فرمایا۔

تجدید کا بیسواں سال

جسٹانگیر کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ اس قدر اُلفت ہو گئی تھی کہ ایک دم اور ایک ساعت کے لئے آپ کو اپنے سے جدا نہ ہونے دیتا تھا، حتیٰ کہ سفر میں بھی آپ کو اپنے ہمراہ رکھتا،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سفر میں بادشاہ کے ہمراہ رہنا اور مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں سے گزرنا حکمت سے خالی نہ تھا، اس میں ستر اور راز یہ پنہاں تھا، کہ جب کسی شہر یا کسی قصبہ یا کسی آبادی کی جگہ میں آپ پہنچتے، تو وہاں کے باشندے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے فیضیاب ہوتے۔

چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سفر میں میں آپ کے ہمراہ تھا، جب شاہی شکر دریائے چناب کے کنارے ایک قصبہ میں پہنچا، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خادموں نے بخمے نصب کر دیئے، اتنے میں میں نے آپ کو دیکھا، کہ تن تہا پیادہ پاؤں گاؤں کے کوچے میں چلے آئے ہیں، میں آپ کے پیچھے دوڑا، جب آپ نے مجھے دیکھا، تو فرمایا، کہ دل

اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اس گاؤں میں ضرور ہا ضرور کوئی نہ کوئی مسجد ہوگی، چلو وہاں چل کر تازہ وضو کر کے نماز ادا کریں، ابھی چند قدم نہ گئے تھے، کہ ایک نہایت عمدہ مسجد نمودار ہوئی، آپ نے اُسیں وضو کر کے دو گانہ ادا کیا، اس گاؤں کے ایک فقیر نے مجھ سے پوچھا، کہ یہ کون بزرگ ہیں جب میں نے بتایا، تو وہ سرپٹ دوڑا ہوا گیا، اور فوراً گاؤں کے ضعیف العمر نمبردار کو بلا لایا، اگرچہ اس میں کثرت ضعف کی وجہ سے چلنے کی تاب و طاقت نہ تھی، تاہم آپ کے اوصاف سن کر انتہائی زیارت سے خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

ہمائے اوج سعادت یدام ما اُفتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما اُفتد

اُس رات اُس نے آپ کی تمام مریدوں سمیت دعوت کی، اور
مع متعلقین حلقہ ارادت میں داخل ہوا،

جب اثنائے سفر میں آپ لاہور پہنچے، تو اُس شہر کی
شخصیت شاہراہ قطبیت شاہراہ رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی،

جب شکر سرہند پہنچا، تو بادشاہ نے دہلی
بادشاہ کا اصرار جانے کا حکم دے دیا، حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کو جب یہ خبر پہنچی، تو بادشاہ کو فرمایا، کہ مجھے اب سرہند
ہی رہنے دو، بادشاہ نے عرض کیا، کہ میں جناب سے جدا نہیں ہو سکتا
لیکن جناب کی خاطر کچھ دیر اور سرہند میں قیام کر لیتا ہوں، چنانچہ چار
مہینے سرہند میں رہا، بعد ازاں آپ کو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہوا، حضرت
مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بادشاہ کے ساتھ شہر بنارس تک

سیر کی، جس گاؤں اور جس قریب میں آپ کا گذر ہوتا، وہاں کے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر فیضیاب ہوتے،

تجدید کا کیسواں سال

طی مسافت | اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے ایک عجیب و غریب کرامت ظہور میں آئی، اس کی تفصیل یہ ہے، کہ آپ کے دونوں صاحبزادے سفر میں آپ کے ہمراہ تھے، اثنائے راہ میں اپنے ان دونوں کو سر ہند شریف رخصت فرمایا، لیکن سفر خرچ دینا بھول گئے، جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اترے تو انہیں معلوم ہوا، کہ زادراہ نہیں لائے، حیران تھے، کہ کیا کریں، اسی آتش میں ایک خادم نے آکر خبر دی، کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر اُترا ہے، دونوں صاحبزادے حیران رہ گئے، بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا، لیکن سمجھ گئے، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا تصرف ہے، فوراً اپنے والد بزرگوار کی قدمبوسی کے لئے گئے، اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے، مخدوم زادوں کو دیکھتے ہی فرمایا، ہم تمہیں زادراہ دینا بھول گئے تھے، لہذا یہ زادراہ لو، اور جاؤ، انہوں نے زادراہ پیا، بس آن کی آن میں آپ اور سب کی سب فوج غائب ہو گئی۔

اسی سال شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح | صاحب محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات

ملاحظہ فرمائے، اور ملاقات کے لئے آپ کے پاس تشریف لے گئے،
 انہی دنوں شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ
 قدس سرہ العزیز کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا، جو اس
 امر پر بڑے زور سے دالت ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تجدید و قیومیت کے معترف
 تھے،

خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ
ایک عالم صاحب ایک دفعہ ایک عالم صاحب نے مجھے کہا، کہ میں
 نے سنا ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات اور رسائل
 لکھے ہیں، لیکن ابھی تک میرے دیکھنے میں نہیں آئے، میں نے انہیں ایک
 مکتوب نکال کر دیا، جس میں لکھا تھا، کہ حقیقت و طریقت دونوں شریعت کی
 نامہ ہیں، جب انہوں نے پڑھا، تو تہایت محکوم ہوئے، اور دونوں
 ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی، کہ اے پروردگار! اس شیخ
 معظم کو سلامت رکھیو۔ پھر مجھے کہنے لگے، کہ اکثر مشائخ کے کلام اور
 رسائل کو پڑھ کر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا، وہ سب دور ہو گیا ہے، واقعی
 آپ مجدد ہیں، اس کے بعد وہ حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

اسی سال شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد
شیخ آدم بنوری الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید ہو کر توجہ سے

مشرف ہوئے، شیخ صاحب نے باطنی کمالات میں بہت جلد ترقی کی، ہزاروں
 لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔

خلافت | جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ صاحب کو

لوگوں کی تربیت کے قابل پایا، تو خلافت سے سرفراز فرما دیا۔

تجدید کا پاپیسواں سال

مکتوبات کا اثر | جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعض مکتوبات کی پہلی اور دوسری جلد بدخشان، خراسان اور ماوراءالنہر میں لے گئے، تو وہاں کے اکثر علماء و مشائخ جو ابھی تک آپ کے مرید نہیں ہوئے تھے، جب انہوں نے مکتوبات کا مطالعہ کیا، تو بہت کچھ دعا کی۔

ان ممالک کے مشائخ اکابر مثلاً حضرت شیخ میرک شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر محمد، حضرت شیخ مومن ملچی، اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قنادانی اور مولانا نوک نے ایک صالح مرد کے ہاتھ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں نیاز مندانه عرضیاں بھیجیں، جو اس صالح مرد نے اجمیر میں آپ کی خدمت میں پیش کیں، اور ان بزرگوں کی طرف سے وفور محبت و عقیدت کا اظہار کیا، ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا، کہ اگر کبر سنی، ضعف جسمانی، بعد مسافت اور صعوبت سفر وغیرہ امور مانع نہ ہوتے، تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زندگی کے باقی لمحات در دولت پر گزارتے، چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سدِ راہ ہیں، اس لئے عرض خدمت ہے، کہ ہم نیاز مندوں کو اپنے مخلصوں اور مریدوں میں شمار کر کے غائبانہ افاضت سے ہمارے احوال پر توجہ فرماویں۔

اس صالح مرد نے عرض کیا، کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے، کہ میں آپکی خدمت میں ان کی طرف سے اظہار ارادت

کروں، چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آپ کی خدمت میں مرید ہوا،
 رخصت ہوتے وقت اس نے رتھاس کی، کہ وہاں کے بزرگوں نے
 مکتوبات کے تیسرے دفتر کی درخواست کی ہے، چونکہ ابھی مکتوبات کی
 تیسری جلد کا آغاز ہی تھا، اس لئے آپ نے تیسری جلد کی ایک جز اس
 مرد صالح کو عنایت فرمائی۔

ان مالک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے، فرماتے
 تھے، کہ جس وقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکاتیب وہاں
 پہنچے، تو اس وقت ہم شیخ مومن علیؒ و شیخ میرک شاہؒ وغیر مشائخ
 کی خدمت میں تھے، ان کے مطالعہ سے یہ حضرات نہایت خوش ہوئے
 اور فرمانے لگے، کہ واللہ! اگر سلطان العارفین پائیزید بسطامی اور
 سید الطائفہ جنید بغدادی اس وقت ہوتے، تو آپ کی غلامی
 اختیار کرتے۔

اسی سال ایک حق پرست خدا طلب، صالح مرد جس
ایک حق پرست نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کر کے ان سے
 فیوض و برکات حاصل کئے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت
 میں حاضر ہو کر حلقہٴ ارادات میں داخل ہوا، اس نے اپنے مرید ہونے کا سبب
 یوں بیان کیا ہے، کہ جب میں اکبر آباد میں تھا، تو بعض عورتوں نے مجھے
 بیان کیا، کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش آیا ہے، جو کبھی غائب
 ہو جاتا ہے، اور کبھی نمودار، اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے، میں نے ارادہ
 کیا، کہ چلو اس بزرگ کی خدمت سے فائدہ اٹھائیں، جب میں نے اپنا یہ
 ارادہ ظاہر کیا تو چند اہل مروت عورتیں میرے ہمراہ ہوئیں، ہم شام

کے وقت اُس باغ میں پہنچے، جہاں وہ درویش رہتا تھا، جب ہم وہاں گئے، تو کیا دیکھتے ہیں، ایک شخص درویش صورت، فرشتہ سیرت، سیاہ لباس زیب تن کئے بیٹھا ہے، اور دو تین خادم اردل میں کھڑے ہیں، ہم سب سلام کر کے بہت دور بیٹھ گئے، میں اُن عورتوں سے بھی فاصلہ پر ہو بیٹھا، اتنے میں وہ ناقص الفہم عورتیں اُس فقیر کی سیاہ پوشش کی طرف اشارہ کر کے سُکرائیں، چونکہ اُس وقت تاریکی زیادہ چھائی ہوئی تھی، اتنے فاصلے پر فقیر صاحب کا ان عورتوں کی سُکراہٹ کو معلوم کرنا بالکل ناممکن تھا، لیکن جو نہی وہ سُکرائیں، فقیر صاحب نے دُور ہی سے سخت ناراض ہو کر کہا، کہ فقیروں سے ہنسی اچھی نہیں، وہ حیران رہ گئیں، کہ اس تاریکی کے عالم میں اس فقیر نے کیونکر معلوم کر لیا، سوائے اس کے اور کچھ نہ معلوم ہوا، کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے، ڈر سے تھر تھر کانپنے لگ گئیں،

جب اُس درویش کا غصہ تھا، تو میں نے اُس سے خدا طلبی کا اظہار کیا، اُس نے کہا، کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ قطب وقت اور اولیاء کے سرتاج ہیں، جب تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس سمندر سے سیراب نہیں ہوا، تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہوگا، میں نے دیدہ و دانستہ کہا، کہ بیشک وہ بزرگ ہیں، میں نے اُن کی بہت سی تعریف بھی سنی ہے، اور زیارت کا ارادہ بھی کیا ہے، لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا، اُس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو، فلاں دن فلاں جگہ دوپہر کے وقت تم انکی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اور یہ باتیں تمہارے اور ان کے درمیان

ہوئی تھیں۔

الغرض جو گفتگو ملاقات کے وقت میرے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے درمیان ہوئی تھی، اُس نے لفظ بلفظ دُہرا دی، اس گفتگو کے وقت کوئی تیسرا شخص پاس نہ تھا، بالآخر میں نے اقرار کیا، کہ میں حاضر خدمت ہوا تھا، اس واقعہ کے بعد سیدھا میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ملحقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

آثارِ رحلت

اتقائے نسبت | سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں جب کہ آپ اجمیر شریف میں تھے ایک دن بیٹھے بیٹھے فرمایا، آثارِ تہلاتے ہیں

کہ اب کوچ کا زمانہ قریب ہے، اس ارشاد کے ایک روز بعد سرہند شریف میں اپنے صاحبزادوں کو کھکھریا، ”ایام انقراضِ عمر نزدیک و فرزندوں دُور“۔

اس نامہ کے پہنچتے ہی بے اختیار دونوں صاحبزادے خدمت اقدس میں شرفِ زیارت کے لئے حاضر ہوئے، صاحبزادوں کو پہنچے ہوئے ایسی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، کہ ایک روز اپنے ان کو خلوت میں طلب فرما کر کہا، کہ مجھے اب اس جہان سے دبستگی نہیں رہی، اب کوچ کی علامات نمایاں ہو رہی ہیں۔

حقیقی جانشین | چنانچہ اس فرمان کے بعد اپنے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو منصبِ قیومیت

سے سرفراز فرما کر نسبتِ خاصہ اتقائے کی، اور اپنا حقیقی جانشین مقرر فرمایا۔

مسند ارشاد | جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سہروردی آپس تشریف لائے، تو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حضور میں مسند ارشاد پر بٹھایا، اور تمام خلفاء اور مریدین کو حکم دیا، کہ ان سے بیعت کریں، سب نے حسب الارشاد بیعت کی، خانقاہ کے تمام معاملات بھی آپ کے سپرد ہوئے، سب یاروں کو حکم کر دیا، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھا کریں، جب کوئی آپ کے پاس مرید ہونے کو آتا، آپ اُسے حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیتے، خود مرید نہ کرتے،

تجدید کاٹیسواں سال

خلوت | اس سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے تمام تعلقات سے کلی انقطاع کر کے خلوت اختیار کر لی، سوائے مخدوم زادوں اور دو تین خاص خادموں کے اور کوئی شخص آپ کے پاس جانے کا مجاز نہ تھا۔

جب آپ خلوت اختیار کرنے کو تھے، تو ایک روز آپ نے فرمایا، کہ شیخ الاسلام بوعلی دقاق کا جب شہرب عالی ہو گیا، تو انکی مجلس خلق سے خالی ہو گئی۔

آٹھ موت | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ انہی خلوت کے ایام میں ایک روز میں نے عرض کیا، کہ حضور! ملک دکن کے امور سلطنت میں آج کل سخت بد نظمی ہے، اگر ارشاد ہو، تو اپنے عیال و اطفال کو سے آؤں، آپنے چار و ناچار اجازت فرمائی، رخصت

ہوتے وقت میں نے عرض کیا، کہ حضور دعا فرمائیں، تاکہ پھر آستانہ بوسی
جلدی نصیب ہو، فرمایا، دعا کرتا ہوں، کہ آخرت میں پھر ہم یکجا جمع
ہو جائیں۔

ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کو رات کے وقت جب آپ عیال و
اطفال کے پاس گھر میں تشریف لے گئے، تو مخدوم زادوں کی والدہ کی
زبان سے نکلا، کہ آج اجل و اُبید کی رات ہے، خدا معلوم کس کا نام
صفحہ ہستی سے محو کیا گیا ہے، اور کس کا قائم رکھا گیا ہے؟ جب آپ
نے سنا، تو فرمایا، کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو، لیکن اُس
شخص کی کیا حالت ہوگی، جو بچشم خود دیکھتا ہو، کہ اس کا نام
صفحہ ہستی سے مٹایا گیا ہے۔

انہی دنوں آپ کے بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس
کی، کہ حضور کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا، چونکہ
میں اپنے آپ کو اُس جہان کے قریب کر رہا ہوں، اس لئے اس
جہان کو اپنے سے دُور کر رہا ہوں،

نیز انہی دنوں آپ حرم سرا کی دہلیز میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ فرمایا
اس سرہ میں جو دو ماہ کے بعد آنے والا ہے، ہم اس گھر میں نہیں
ہونگے۔

خطبہ عید اضحیٰ تجدید کے اس سال کے آخر میں اپنے عید اضحیٰ

۱۴ مصنف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے، کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو پھر اس دنیا
میں آپ کی زیارت نہ ہوئی، کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت ہونے کے سات ماہ بعد حضرت
کا وصال ہو گیا تھا، ۱۴ سنہ ۷۰

کی نماز ادا کر کے بعد لوگوں کو چند آخری الفاظ فرمائے، جنہیں شکر
مجمع پر ایک کیفیت بخود ہی ظاہر ہو گئی، وہ الفاظ درج ذیل ہیں۔

تقریر

لوگو! میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دیدی ہے، کہ میں عنقریب دنیا
سے سفر کرنے والا ہوں، آثار مجھے بتلا رہے ہیں، کہ میری عمر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی، اب تریسٹھواں سال
ختم ہونے کو ہے، میں عنقریب تم لوگوں سے جدا ہو جاؤنگا، اور اپنے
موتی کا ویدار حاصل کرونگا۔

خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے ملا، وہ میں نے تم تک پہنچایا، یہ بھی تم سے مخفی نہیں،
کہ میں نے بت حقہ کے رواج دینے کے لئے کس قدر کوششیں کیں،
کتنے ظلم و ستم سہے، کتنی جفائیں برداشت کیں، کتنی کڑی سے کڑی مصیبتیں
اٹھائیں، حتیٰ کہ قید تک بھی منظور کی، لشکر میں رہنا اختیار کیا، لیکن اپنے
کام میں بالکل کوتاہی نہیں کی،

آہ! آج میں تم سے جدا ہوتا ہوں، اور تمہیں اپنے اللہ کے سپرد کرتا
ہوں، میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی، تم سب اس بات کے شاہد رہنا
کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کوتاہی واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم سے پوچھیں گے، کہ مجد والف ثانی نے بت
حقہ کے رواج دینے کے لئے کیا کچھ کیا تھا؟

یہ سنکر حاضرین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے، سب نے
یکزبان ہو کر عرض کیا، کہ یا امام الاولیاء! یا نایب خاتم الانبیاء! واقعاً آپ
نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غایت کوشش
کی، اور اس دوران میں جو جو مصائب و تکالیف آپ کو پیش آئیں، ان
پر اپنے صبر کیا، اور شکر الہی بجالائے، ہمیں ضلالت و گمراہی سے نکال کر
سیدھی راہ دکھلائی، شریعت و طریقت کو زینت بخشی، اللہ تعالیٰ آپ
کو جزائے خیر عطا کرے، ہم قیامت کے دن انہی الفاظ میں پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے۔
بعد ازاں اپنے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی۔

مرض الموت

جب آپ کے زمانہ تنہائی کو چھ سات ماہ گزر گئے، تو آپ کو
حسب معمول ضیق النفس کا دورہ عارض ہوا، جو ہر سال ہوا کرتا تھا۔
۱۲ محرم ۱۲۳۲ھ ہجری کو والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو
تشریف لے گئے، اور دیر تک حالت مراقبہ میں بیٹھے رہے، اور اہل قبور
کیلئے دعاء مغفرت فرمائی، پھر وہاں سے جد اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین
قدس سرہ العزیز کے مزار پر تشریف لے گئے، اور اسی طرح سے
مراقبہ فرمایا، پھر وہاں کے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرما کر
دولت خانہ پر تشریف لائے،

صعوبت مرض

آپ کا مرض شبانہ روز ترقی کرتا گیا، حتیٰ کہ ۱۳ صفر کو عصر کے وقت شدت کی وجہ سے بخار ہو گیا، درجہ حرارت روز بروز بڑھتا رہا، اس ضعف کی حالت میں بھی آپ نماز باجماعت ادا کرتے رہے، صرف اخیر کے چار پانچ روز تنہا نماز پڑھی، اور ادویات اور ذکر و مراقبہ میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہوئی۔

۲۲ صفر کو پنجشنبہ کے دن کچھ افاقہ ہو گیا، آپ نے درویشوں کو کپڑے تقسیم کئے، چونکہ آپ کے جسم مبارک پر روئی دار کپڑا نہ تھا، اسلئے سرد ہونے لگا، بخار پھر لوٹ آیا، اور آپ صاحبِ فرانس ہو گئے لوگوں نے پوچھا، کیا آپ رفعِ مصیبت کے لئے خیرات و صدقات دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں، بلکہ شوقِ وصال سے۔

کسی کو مرض سے شفا چاہیئے

ہیں تو مرض لا دوا چاہیئے

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ انہی ایام میں میں نے خواب میں دیکھا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا ہے، اور میں روتا چلاتا ادھر ادھر حیران و سرگردان پھر رہا ہوں، بے اختیار میری زبان سے اَبْنُ اَحْمَدُ - اَبْنُ اَحْمَدُ کی صدا میں نکل رہی ہے، اتنے میں ایک شخص نے کہا یہ رہی بڑی مسجد میں ان کی قبر، جب میں مسجد میں آیا، تو دیکھا، کہ قبر کا نشان تو ہے، لیکن زمین کے برابر۔

اسی طرح کا خواب میرے شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیکھا،

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب دیکھا، کہ ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، ایک سارگی وہ درخت زمین پر گر پڑا، اور تمام خلقت چلا اٹھی،

یوم وصال

روزِ وصال یعنی سہ شنبہ ۲۹ رصفر کی شب اپنے وہ تمام دعائیں پڑھیں جنکا ذکر صبح بخاری اور صبحِ مسلم میں ہے، رات کے آخری حصے میں اٹھ کر وضو کیا، اور تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی، اور فرمایا، کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے، جب صبح ہوئی، تو فجر کی نماز ادا کی، اور حسب عادت مراقبہ کیا، بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔

اس کے بعد فرمایا، کہ استنجاء کے لئے طشت لاؤ، خادم نے طشت حاضر کیا، تو فرمایا، اس میں ریت تو ہے نہیں، احتمال ہے، کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں، غرض چونکہ قطرات سے حفاظت کرنا دشوار تھا، اس لئے آپ نے استنجاء نہیں کیا، اور فرمایا، طشت اٹھایجاؤ، جب ریت ڈالکر طشت کو حاضر کیا، تو فرمایا، اتنی فرصت کہاں، کہ بول کر کے تازہ وضو کروں، اس کو لے جاؤ، اور مجھے فرش پر بٹا دو۔

جب آپ کو تکیہ پر بٹا دیا گیا، تو اپنے بطریق مسنون قبلہ رخ ہو کر

لے زبده القامات میں لکھا ہے کہ اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ پر ایک عجیب وجدانہ

کیفیت طاری تھی، بار بار شوق وصال میں یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے، ع

آج بلا وا کے پیاسا بگ دیواں وار

یعنی آج وہ دوست بلا، جس پر سب دنیا کو قربان کر دوں ۱۲ مندر

رخسارے کے پیچھے اپنا داہنا ہاتھ رکھ لیا، اور ذکر میں مشغول ہو گئے،

وصال

جب حضرت مخدوم زاوہ نے دیکھا، کہ سانس جلدی آرہا ہے، تو پوچھا
مزاج مبارک کیسا ہے؟ فرمایا، کہ اچھا ہے، دو رکعت نماز جو ہم نے
پڑھی ہے، وہ کافی ہے، اس کے ایک لمحہ بعد اللہ اللہ کہتے ہوئے
وہ آفتاب حقیقت جس نے اپنے فیضان کی شعاؤں سے ایک عالم کو منور
کر رکھا تھا، غروب ہو گیا، آہ! ہندوستان کے غریب مسلمانوں کے
اندھیرے گھر کا چراغ گل ہو گیا ہے

سیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سبکو

چھپا چاہ لحد میں واسے قسمت ماہ کنعانی

تاریخ وصال و عمر شریف | آپ کا وصال بڑھ کے دن ۲۹ صفر
۳۳۲ھ ہجری کو بوقت اشراق ہوا،

اس وقت آپ کی تریسٹھ سال کی عمر تھی

إِذَا كَانَ مُنْتَهَى الْعُمُرِ مَوْتًا

فَسَوَاءٌ طَوِيلُهُ وَالْقَصِيرُ

غسل اور تجہیز و تکفین

جب غُتال نے آپ کو غسل کے لئے تختہ پر لٹایا، تو حاضرین نے
معاینہ کیا، کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ بطریق نماز باندھے ہوئے

۱۔ ایک روایت میں ۲۸ صفر ۳۳۲ھ ہجری بھی آجاتی ہے واللہ اعلم ۱۲ مندرج

تھے ، بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ کی ایہام و خنصر سے حلقہ کئے ہوئے تھے
 حالانکہ حضرت مخدوم زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد انتقال آپ کے ہاتھ ڈرا کر
 دیئے تھے ، تخت پر لٹاتے وقت حالت تبسم میں تھے ، جب حاضرین نے
 مشاہدہ کیا ، تو بے اختیار یہ قطعہ پڑھنے لگے ۔

یاد داری کہ وقت زادن تو

ہم خنداں بند و تو گریاں

ہمچساں زی کہ وقت رفتن تو

ہم گریاں شو نہ تو خنداں

غسّال نے آپ کے دونوں ہاتھ کشادہ کر کے بائیں کروٹ پر
 لٹایا ، اور داہنی جانب غسل دیا ، اس کے بعد داہنی کروٹ پر لٹا کر
 بائیں جانب غسل دیا ، جب بائیں جانب بھی غسل دے چکا ، تو پھر
 حاضرین نے معائنہ کیا ، آپ کے دونوں دست مبارک بطریق سابق
 حالت نماز کی طرح بندھے ہوئے تھے ، کئی بار کشادہ کئے گئے ، لیکن
 پھر وہ پہلی حالت پر آگئے ،

پھر آپ کو تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا ، لفافہ قمیص ، اور تہ بند

نماز جنازہ | نماز جنازہ آپ کے فرزند بزرگ حضرت
 خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی ۔

اس کے بعد حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر
 تدفین | سے مغرب کی طرف آپ کو دفن کیا گیا

نظر سے ہو کے غائب دل میں لو وہ چھپ کے بیٹھے ہیں

دل و دیدہ کی جنگ باہمی شکل ہے سُبہانی

تاریخ وصال

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں، چنانچہ تاریخ نثر آیتہ کریمہ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

ہے، مولانا محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی ہے، الموت هو جسر يوصل المحييب الى المحييب یعنی موت وہ پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی عمر کے مطابق ترتیباً ۶۳ تاریخیں کہی ہیں، جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں، جان شریعت شہباز طریقت، معرفتِ ظل محمد۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے نظم میں یوں کہی ہے، کہ

آن قطب کہ ہم عاشق و معشوق است

بر جوہر اسرار نبی صندوق است

آں سایہ کہ از احمد مرسل نہفت

ظاہر شدہ کیں احمد فاروق است

لوگوں نے پانسو کے قریب آپ کے وصال کی تاریخیں کہی ہیں، جن میں سے اکثر ملاں بدر الدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں، چنانچہ ان میں سے ایک تاریخ درج ذیل کی جاتی ہے،

فریاد زگر و شش زمانہ

بیداوز دست جو را ایام

قطب ارشاد شیخ احمد
 بخلق بود فیض او عام
 در ماه صفر بہ بست و ہشتم
 بگذشت ز دہر بے سر انجام
 از رفتن او ز بے دلاں رفت
 یکبار قرار و مہر و آرام
 شد روز وصال عاشقان شب
 شد صبح امید طالبان شام
 تار تار وصال او بر آمد
 افسوس فتادہ یُرج اسلام

حضرت مجدد و انفتائی علیہ الرحمۃ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء
 اور مرید حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں از سیر نو
 مرید ہوئے۔

وصال پر ملال

ہے یہ دنیا سر بسر ڈار انجمن
 چھارے ہے ہر طرف حزن و ملال
 مدعا آنے کا ہے جانا یہاں
 اور اقامت کی غرض ہے ارتحال
 جو یہاں آیا ہوا آخر فنا
 اک فقط باقی ہے ذات ذوالجلال
 گل ہوئی بیہات شمع بزم دیں
 حلقہ اہل طلب ہے تیرہ حال
 اہل عالم کی ہے مرگ معنوی
 اَلف ثانی کے مجدد کا وصال
 نیر عرفاں ہوا ہے بے غروب
 آفتابِ رشد کو آیا زواں
 آہ وہ گنج گراں ہے دفن خاک
 آپ تھا عالم میں جو اپنی مثال
 اٹھ گیا وہ رہنمائے راہِ حق
 کر گیا خلد بریں کو انتقال
 وہ طریقت کا امام و پیشوا
 مقتداے زمرہ اہل کماں
 جس کے فیضانِ توجہ سے یہاں

بدرِ کامل بن گئے لاکھوں ہلال
 وہ کہ جس کے معجزِ انفاس سے
 رٹ گئے دنیا سے شرکِ اعتزال
 جس کی تلقین سے ہے وردِ ہر زبان
 ذکرِ توحیدِ خدائے لایزال
 مستفیض اس در سے ہوا بولبیان
 گر تجھے مطلوب ہے حسنِ نال

وصایا

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے وفات سے قبل زندگی کے
 آخری ایام میں صاحبزادوں، خلفاء اور مریدین کو بہت سی وصیتیں کیں،
 جن میں اکثر تحریص و ترغیبِ اتباعِ سنت و اجتنابِ بدعت اور دوام
 ذکر و مراقبہ کے متعلق ہیں، یہاں پر چند ایک ضروری درج کی
 جاتی ہیں۔

صاحبزادوں کو وصیت | اپنے صاحبزادوں کو وصیت کی تھی، کہ

(۱) میری تجہیز و تکفین میں اتباعِ سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

کی پوری پوری رعایت ملحوظ خاطر رکھنا۔

(۲) میری قبر کسی گننام جگہ بنانا۔

(۳) میری قبر کو خام رکھنا۔

مخدوم زادوں کی والدہ کو یہ وصیت کی تھی، کہ

مخدوم زادوں کی والدہ کو وصیت | میری تجہیز و تکفین اپنے مہر میں سے کرنا

مقدمہ

اویسا اللہ اور کرامات

میرا بلکہ کافہ المسلمین کا یہ اعتقاد ہے، اور ہونا بھی چاہیے، کہ اویسا اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، آجکل اس کے برخلاف رہ رہ کر غل مچایا جاتا ہے، کہ موجودہ سائنس معجزات و کرامات کی بیچکنی کے ڈالتی ہے، لیکن میرا تو اعتقاد ہے، کہ موجودہ حالت میں سائنس کرامات کے ابطال کے عوض انکی تصدیق و تائید کر رہی ہے۔

گذشتہ زمانہ میں فلسفی اپنی سمجھ سے بالا اور عقل سے مستبعد باتوں کو محال کہہ دیا کرتے تھے، لیکن اب تو انسانی دقیقہ رسی نے ایسے ایسے کرشمے کر دکھائے ہیں، اور ان کی بدولت ایسی ایسی عجیب و غریب خاصیتوں کا پتہ لگنا جاتا ہے، کہ موجودہ علمائے سائنس نے ان کو ممکن تسلیم کر لیا ہے۔

اب سب سے قبل غور طلب امر یہ ہے، کہ کرامات کس شے کا نام ہے؟ ہم کرامات کسی متمتع عقلی چیز کے ظہور پذیر ہونے کو نہیں کہتے، یہ تسلیم کرتے ہیں، کہ دو اور دو ہلکر چار ہی ہونگے، پانچ نہیں ہو سکتے، شریک باری نہیں ہو سکتا، ہمارے ماں جتنی کرامتیں مانی جاتی ہیں، اور جن کا ظہور اکثر اویسا اللہ سے ہوتا رہا ہے، وہ صرف دو قسم کی ہیں۔

۱۱) وہ جن کو سکا شفق اور دل کے حالات معلوم کر لینے سے تعلق ہے
 (۲) وہ جنکو روحانی تصرف اور باطنی قوت کا اثر ڈالنے سے علاقہ ہے،
 بزرگوں کے حالات میں غور کرنے سے صرف یہی دو قسم کی کڑتیں
 نظر آتی ہیں، مطالعہ سے یہ حقیقت خوب اظہر من الشمس ہو جاتی ہے
 آپ دیکھیں گے، کہ کبھی انہوں نے کسی کے دل کا حال بیان کر دیا یا
 کسی غیر مقام یا کسی غیر شہر کے بعض واقعات بتا دیئے یا زیادہ سے
 زیادہ کسی ہوئیوں سے واقعہ کی خبر دیدی، اور یہ بھی دیکھیں گے، کہ
 انہوں نے کسی کا دل کسی کام یا کسی شخص کی طرف یا طرف سے پھیر
 دیا، یا کسی کو کسی کام میں کامیاب یا کسی شخص یا کسی جماعت پر غالب
 کر دیا، کسی مریض کو اچھا کر دیا، یا کسی روح سے ملاقات کرا دی وغیرہ
 وغیرہ -

ان میں سے کوئی چیز غیر ممکن نہیں ہے، اور نہ ہی ان کو کوئی صاحب
 عقل محال اور متمنع کہہ سکتا ہے، رہی صرف اتنی بات کہ ان کاموں کے
 ظاہری اسباب نظر نہیں آتے، اور علت و معلول کا سلسلہ قائم نہیں کیا جا
 سکتا -

بجوبنی ظاہر ہے، کہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ ایسے کاموں کو
 ظاہری تدابیر سے کرتے بھی نہیں، وہ صرف اپنی روحانی قوت اور
 باطنی تصرف سے ان کاموں کو کرتے ہیں، لہذا تعجب نہ کرو، اگر
 ان کے اسباب و علل تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہیں -
 جس کسی نے علمِ نفس پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہے، اور انسان میں
 جیسے عجیب و غریب قوی و وایت رکھے گئے ہیں، ان کا مطالعہ

کیا ہے، اُس کو اس بات کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی انکار نہیں ہو سکتا، کہ قوائے باطنی کے ذریعہ سے مذکورہ بالا کمالات انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

کرامات و معجزات کے منکرین نیچر نیچر کی بہت کچھ پکار کیا کرتے ہیں، ان کو اتنا علم نہیں، کہ حقیقت میں نیچر ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو ہر دنیاوی معاملے میں اچھی طرح سمجھنا نہایت دشوار ہے، کسی معاملہ کو چند روز یا فرض کیجئے، چند سو برس تک ایک حالت پر دیکھنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ اس کی دائمی وضع ہے، اور اس کی فطرت ہی وہی ہے، دنیا میں بہت سے ایسے واقعات ہیں، جو ہزار ہا سال کے بعد بدل جایا کرتے ہیں، ایک پہاڑ ہزار ہا برس تک کھڑا رہتا ہے، اور کبھی اتفاق سے پھٹ پڑا کرتا ہے، ایک زلزلہ کبھی ایک چشم زدن میں بڑے بڑے شہروں کو الٹ کر کسی اور طرف پھینک دیتا ہے، آسمان پر بعض کواکب ہزار ہا سال کے بعد نمودار ہوتے ہیں، ایک طبیب ہزار کا مر بیضون میں ایک دوا کے کسی خاص اثر کا تجربہ کرتا ہے، اور پھر کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیش آجاتی ہے، کہ ویسا ہی مرض ہے، اور ویسی ہی تمام باتیں ہیں، مگر اُس دوا کا اثر اُٹا نمودار ہوتا ہے،

ایسی صورت میں اب یہ کہہ دینا، کہ جس شے کو ہم نے ایک طویل مدت تک ایک حالت پر دیکھا، وہ ہمیشہ اسی پر رہے گی، اس کی فطرت ہی وہی ہے، یہ کس قدر نا تجربہ کاری اور کم فہمی کی دلیل ہے۔

چاند کو آپ ہمیشہ ایک سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ بڑھتے گھٹتے اور
غائب ہو جاتے دیکھتے ہیں، لیکن اس کو یہ سمجھ لینا کہ اس کی اصل فطرت
یہی ہے، بالکل بے عقلی ہے، ممکن ہے، کہ دو چار ہزار برس کے بعد
یا فرض کیجئے، کہ عالم کی زندگی میں ایک ہی بار کوئی ایسا دورہ آئے، کہ
چاند بیچ سے کٹا، اور دو پھانکوں میں بٹا ہوا نظر آئے، ممکن ہے، کہ ایک
سنگلاخ زمین جو صدیوں سے خشک چلی آتی تھی، کسی کے عصا
کی، ہلکی چوٹ پڑنے سے پھٹ جائے، اور اس سے آب شیریں
کا ایک چشمہ جاری ہو جائے۔

یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں، کہ کارخانہ قدرت کسی وضع کا پابند
نہیں، نہ اس نے اپنا کوئی دستور العمل اور قانون بنا کے ہمارے
ہاتھ میں دیا ہے، اور نہ ہم اس کے قوانین کا صحیح طور پر پتہ لگا
سکتے ہیں، ہم کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے، اور جو کچھ ہم دریافت کر سکے
ہیں، وہ ایک محدود زمانہ کا تجربہ ہے، اور اس کا بھی دار و مدار محض ظنیات
پر ہے۔

بہر حال اولیاء اللہ کی جملہ کرامات کو یا تو صفائی باطن سے علاقہ
ہے، یا باطنی تصرف سے، اولیاء اللہ ریاضت کی مشقت صرف اس
لئے برداشت کرتے ہیں، کہ خدا کی طرف سچی توجہ پیدا ہو، نور وحدت
کا اپنے اوپر انعکاس ہو، خلاصہ یہ کہ ان کا مقصود بالذات یہ ہوتا ہے،
کہ خدا پرستی و خدا شناسی کے جذبات بڑھانے کے لئے دل و دماغ
اور اپنے تمام قوائے نفسانیہ کو اپنا تابع فرمان نہالیں، انکی کوشش
جب اس جانب متوجہ ہو جاتی ہیں، تو محض تزکیہ نفس اور قوت نظر

پر حکومت حاصل ہونے کے ضمن میں تبعاً ان میں تصرف کی قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے، انکا اصلی مقصود ہرگز یہ نہیں ہوتا۔

ہذا ہمارے عارفانِ بابصیرت اور صاحبِ دلانِ پاک باطن سے اگر ضمنی اور اتفاقی طور پر ایسی کرامات ظاہر ہو جائیں، تو کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے، اور نہ ان کو خلافِ نیچر کہا جاسکتا ہے، ہاں! آخر میں اس غلطی کا بھی ازالہ کئے دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ کسی شخص کی ولایت کو ثابت کرنے کے لئے یہ لازمی نہیں، کہ اس سے خارقِ عادت کا ظہور ہو۔

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بزرگِ صوفی اور تین لاکھ حدیث کے حافظ تھے، فرماتے ہیں کہ اگر تو دریا پر بغیر کشتی کے چل سکتا ہے، تو تیری وقعت ایک خس سے بڑھ کر نہیں، اگر تو ہوا میں بھی پرواز کر سکتا ہے، تو تو ایک مکھی سے زیادہ عظمت نہیں حاصل کر سکا، دل کو قابو میں لانا، تاکہ تو آدمی بن جائے خود امام ربانی مجددِ الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات شریف میں تصریح فرمائی ہے، کہ خارقِ عادت کا معرضِ ظہور میں آنا کرامت اور ولایت کی دلیل نہیں، چنانچہ ایک موقع پر لکھتے ہیں، کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالاجماع انبیاء کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں، اور ایسے امت سے کہیں بڑھ کر مرتبہ رکھتے ہیں، ان سے بہت کم خارقِ عادت منقول ہیں، تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے، کہ جن اولیاء سے بکثرت خارقِ عادت کا سرزد ہونا منقول ہے، وہ صدیق اکبر سے افضل ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، اصل

بات یہ ہے، کہ خارق عادت کا ظہور ثبوت ولایت یا افضلیت کا معیار نہیں۔

اسی طرح حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی مذکورہ بالا حقیقت کی بڑے زور سے تائید و تصدیق کرتے ہیں، ان مباحث کے بعد اب میں مناسب سمجھتا ہوں، کہ اصل مقصود کی طرف رجوع کروں، اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے جو جو کرامتیں اور خارق عادت امور ظہور میں آئے، ان کو تفصیل وار بیان کروں۔

کرامات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے بہت کم کرامات منقول ہیں، آپ کے حالات کھنے والوں نے آپ کی جو کرامات قلبیہ کی ہیں، وہ درج ذیل کے دیتا ہوں۔

(۱) دعاء کا اثر اثنائے سفر میں ایک دفعہ آپ ایک سرے میں اترے، اسی اترے ہی دوستوں کے

فرمایا، معلوم ہوتا ہے، کہ اس سرے میں آج بلائے عظیم نازل ہوگی جس سے تمام اہل سر کو بہت نقصان پہنچے گا، پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا، کہ ہر ایک دوست کو اطلاع دیدو، کہ دعائے ماثورہ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السماء اور اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا ورد کرتے رہیں، کیونکہ جو اس دعا کا ورد کرتا رہے گا، وہ اثنائے اس بلا سے محفوظ و مامون رہے گا۔

آپ کے فرمانے کے قریباً دو گھنٹہ بعد اس سمرائے کے ایک طرف یک لخت آگ بھڑک اٹھی، چن رفتوں میں سب طرف پھیل گئی، لوگ اُسے بچھانے بچھانے عاجز آ کر رہ گئے، بہت سے لوگوں کے مکانات مع اسبابِ جل کر خاک بھستم ہو گئے، جو آگ سے بچا، وہ چھوری ہو گیا، آپ کے مخلص مولانا عبدالمومن لاہوری کا اسباب بھی جل گیا، وہ جلا ہوا اسباب آپ کے پاس اٹھا کر لائے، اپنے فرمایا، تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہ پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا، کہ حضور مجھے کسی نے اطلاع نہیں کی، اپنے یاروں کو عتاب کیا، عرض جس جس نے دعا پڑھی، اس کا تمام اسباب جلنے سے محفوظ رہا۔

(۲) حضرت غوث الاعظم کی زیارت

ایک دفعہ آپ کے قادیہ طریقہ کے ایک مرید کو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا، آپ نے اُس کو قطب تارہ کی طرف دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا، کچھ عرصہ کے بعد اس میں سے حضرت غوث الاعظم ظاہر ہوئے، اس نے اچھی طرح سے ان کی زیارت کرنی پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ غائب ہو گئے،

(۳) اعداء سے نجات

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے میں، کہ ایک دفعہ میں نے ملک وکن میں ایک تھانہ دیکھا، اس کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ میں نے ملک وکن میں ایک تھانہ دیکھا، میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زبان مبارک سے

سنا ہوا تھا، کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے، بتوں کی توہین کرے، کیونکہ
ایسا کرنے سے اُسے راہِ خدا میں غازیوں کا ساتھ اب ملتا ہے، چنانچہ
میں اسی نیت سے تخانہ کے اندر چلا گیا، اور یکے بعد دیگرے سب
بتوں کو توڑنا شروع کر دیا، جب آخری بت پر پہنچا، تو اچانک ایک
ہندو جاٹ نے دیکھ لیا، اس نے فوراً بت خانہ کے عابدوں کو جا کر
اطلاع دی، اطلاع کا دینا ہی تھا، کہ ایک ہزار آدمی حربے ماتھوں میں
اٹھائے میرے قتل کرنے کے لئے نکل آئے، میں چار موجد چیرت
میں پڑ گیا، پیرے اوسان خطا ہو گئے، اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار
تھا، میں نے شہید ہونے کی ٹھان لی، اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کی طرف متوجہ ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں اچانک میرے کان میں یہ آواز پڑی
کہ خاطر جمع رکھو! لوگ ابھی تمہاری حمایت کیلئے آئے ہیں، جب کافر
نزدیک پہنچے، تو ایک میلہ بسے چالیس سوار نمودار ہوئے جو ایک آن کی آن میں
کافروں کے پاس آن پہنچے، کافران سواروں کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گئے

ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ
(۴) ادا وغیبی | الرحمۃ بیابان کی سیر کے لئے تشریف لیگئے

اتنا سنے راہ میں گرمی کی شدت، ٹو کی تیزی، گرد و غبار کی کثرت، اور
پیساس کی شدت کی وجہ سے آپ کے ہمراہیوں کو بہت تکلیف ہوئی
لیکن پیاس ادب کوئی یا عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خود ہی ٹوسنا
محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا، کہ دہوپ کی شدت اور غبار کی
کثرت یاروں کو تکلیف دے رہی ہے، ٹوسنا نے عرض کیا، کہ

جب حضور پر بخوبی روشن ہے، تو پھر کسی کے عرض کر نیکی کیا ضرورت ہے؟
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان
کی طرف دیکھا، اور بوں پر کچھ پڑھا، ابھی چند ہی قدم گئے تھے
کہ ایر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا، اور صرف اس قدر بارش ہوئی جس
سے گرد و غبار مٹنے لگا، پھر شمال سے معتدل ہوا چلنی شروع
ہوئی، یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

(۵) سلب جذام | ایک بار حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کے ایک مخلص بیمار کو مرض جذام کا اس قدر
غلبہ ہو گیا، کہ لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا، ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا
بالکل ترک کر دیا، اس نے تنگ آ کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کی خدمت میں الحاج و بکا اور گریہ وزاری کے ساتھ التجار کی، آپ
نے ازراہ کرم توجہ فرمائی، وہ بیماری اس سے بالکل زائل ہو گئی،
اور تا عمر اس کو دوبارہ عارض نہ ہوئی۔

(۶) شیر کا مقابلہ | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں
کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے

خاص مرید سید جمال نے مجھ سے بیان کیا، کہ ایک بیابان میں
ناگاہ ایک شیر میرے روبرو آکھڑا ہوا، میں اپنی تنہائی اور درندہ
کی ہیبت سے سخت ہراساں ہوا، فرار تو ناممکن تھا، مجبوراً اپنے
شیخ طریقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی طرف توجہ کی، بچرہ
اس کے آپ ایک طرف سے عصا ہاتھ میں لے دوڑتے ہوئے دکھائی
دیئے، اور آکر وہی عصا شیر کے منہ پر زور سے مارا، اس کے بعد

جب میں نے اس معاملہ کو بغور حتم دیکھا، تو نہ آپ وہاں موجود تھے، اور نہ ہی شیر۔

(۷) روحانی قوت | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک مرتبہ میں چند اجباب کے اصرار سے ایک ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا، جس سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ناراض تھے، کیونکہ اس سے بعض خلاف شرع امور ظہور میں آئے تھے جب میں اس شیخ کی قبر پر مراقب ہوا، تو فی الفور ایک شیر خشم آلودہ مجھے دکھلائی دیا، میں نے نہایت دہشت کے ساتھ اس شیر کی طرف نظر کی، تو اس کی آنکھیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی آنکھوں کی طرح نظر آنے لگیں، پھر اس شیر کا چہرہ انسانی صورت سے بدل گیا، اس کی ہیبت مجھ پر ایسی طاری ہوئی، کہ میں مراقبہ سے سر اٹھا کر بھاگ گیا، اور توبہ کی۔

(۸) مکان کا گرنا | جن دنوں آپ لاہور شریف رکھتے تھے، ایک روز نماز عشاء کے بعد اپنے مکان کی ایک

دیوار کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا، کہ اس دالان میں ہرگز کوئی نہ سوئے یہ سن کر ایک اجنبی نے جو پاس کھڑا تھا، کہا، کہ بعض کھرتو اس سے بھی زیادہ شکستہ اور کہنہ ہیں، یہ کس طرح آج گر سکتا ہے، ابھی دوپہاں رات بھی نہ گزرنے پائی تھی، کہ ناگہاں وہ مکان گر پڑا، ایک خادمہ جو اس دالان میں سو رہی تھی، نیچے دب گئی، ایک اور کینیز بھی اس کے قریب ہی سو رہی تھی، اس کے پاؤں پر کئی ڈھیلے آکر گرے

آپنے غصے ہو کر فرمایا، کہ میں نے نہیں کہہ دیا تھا، کہ اس مکان کے نیچے کوئی نہ سوئے، لیکن جب اُس خادمہ کو زمین کے نیچے سے نکالا، تو اُسے کوئی گزند نہ پہنچی تھی۔

(۹) دیوار کا قائم رہنا | جب آپ اجمیر شریف میں تشریف فرما تھے اور اکیس کرتے تھے، اُس کی ایک دیوار بنیاد سے ہی ٹوٹی تھی، اُسے جانے والوں کو ہر وقت اُس کے گر جانے کا خدشہ رہتا تھا، آپ نے ایک روز فرمایا، جب تک ہم فقراء اس جگہ میں یہ دیوار نہیں گریگی چنانچہ جس روز آپ وہاں سے تشریف لے گئے، اسی روز آپ کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد وہ دیوار یکبارگی گر گئی۔

ایک عالم صاحب کا حلقہ (۱۰) | شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں علماء کی ایک مجلس میں موجود تھا، اس

میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا بھی ذکر ہوا، ایک عالم صاحب نے آپ کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں، میں نے اُسے کہا، کہ میں اُن سے ملاقات کر چکا ہوں، میں نے بہت سے اویس اور عارفوں کو دیکھا ہے، اور کتابوں میں اُن کے حالات پڑھے ہیں، لیکن جو صفائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ میں دیکھی ہے وہ مطلقاً کسی اور میں نہیں دیکھی، میرے خیال کے مطابق تو یہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہے، یہ سنکر اُس عالم نے بڑے طویل طویل مقدمات بیان کئے، بہت قبیل و قال کے بعد میں نے کہا، کہ یہ راقی قرآن شریف

اؤ، ہم تم وضوء کے بعد دوگانہ ادا کر کے قرآن شریف کھویں، جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے، وہی آپ کے حال کی گواہی ہوگی، اس نے بھی مان لیا، چنانچہ ہم دونوں نے وضوء کر کے دوگانہ ادا کیا، اور قرآن شریف کھولا، صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلِٰٓٔيْهِمْ مَّرۡجَاۤتٌ
وَلَا يَبِيْعُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی
ہیں، جنکو تجارت اور خرید و فروخت
یا دہلی سے باز نہیں رکھ سکتی۔

یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا، اور صدقِ دل سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا معتقد ہو گیا۔

(۱۱) قتل سے نجات

ایک دفعہ بادشاہ ایک امیر پر اس قدر غصے ہوا، کہ ماتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مروا ڈالنے کے لئے اسے لاہور سے واپس طلب کیا، اثنائے راہ میں جب وہ سرہند شریف پہنچا، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے خوامان امداد ہوا، اپنے دعا فرمائی، جب وہ دربار شاہی میں حاضر ہوا، تو بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت سے اسے سرفراز فرمایا۔

(۱۲) فقراء سے فوقیت

جہانگیر بادشاہ اور شہزادہ شاہجہان کے درمیان ایسی نزاع واقع ہوئی کہ مقابلہ تک نوبت پہنچ گئی، فقراء نے وقت نے بالاتفاق شہزادہ کو فتح کی مبارکباد دی، مگر اپنے فرمایا، کہ معاملہ برعکس نظر آتا ہے، بالآخر وہی نتیجہ ہوا، جو اپنے فرمایا تھا۔

(۱۳) سلب مرض | مونسنا محمد امین سالہا سال سے بیمار تھے، نہ کوئی
 دوا اور نہ کوئی دوا، انہوں نے
 آپ کا نام نامی سُن کر آپ کو ایک عرضداشت لکھی، اُس کے جواب
 میں آپ نے ایک تسلی آمیز خط لکھ کر اپنا پیرا بن ببارک ان کے پاس
 ارسال فرمایا، انہوں نے آپ کا پیرا بن ببارک پہنا، فوراً ہی تندرست
 ہو گئے۔

(۱۴) سلب قونج | اتفاقاً ایک دن آپ کے مریدوں میں سے ایک
 شخص کو درو قونج ہوا، آپ نے بوقت سحر اُس کے
 حال پر توجہ فرمائی، اُسی وقت سے اُس کو آرام آنا شروع ہو گیا، حتیٰ
 کہ صبح تک بالکل تندرست ہو گیا۔

(۱۵) کشفی نظر | آپ کی خدمت میں ایک شخص نے تحفہ پیش کیا، اور
 کسی مریض کی دعائے صحت کے لئے درخواست
 کی، آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا، اور تھوڑی دیر مراقبہ کر کے فرمایا
 اچھا! ہم اُس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں، بعدہ معلوم ہوا، کہ
 اُس کا اُسی وقت انتقال ہو چکا تھا۔

(۱۶) باطنی نظر | ایک بزرگ خواجہ جمال الدین حیدر آپ کی خدمت
 میں استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے، آپ نے
 فرمایا، تیرا دل عورت میں منہمک ہے، جب تک تو اُس سے پاک
 نہ ہو جائے، کچھ حاصل نہیں ہو سکتا، انہوں نے اس کی تصدیق
 کر کے توبہ کی، فوراً برکات ظاہر ہونی شروع ہو گئیں۔

(۱۷) حج نہ کر سکا | آپ کی خدمت میں ایک درویش نے عرض کیا،

کہ اس سال میرا بیت اللہ کے حج کا مصمم ارادہ ہے، اپنے کچھ دیر مراقبہ فرما کر کہا، کہ تو عرفات میں نظر نہیں آتا، اس کے بعد اُس نے ہرچند کوشش کی، مگر جانہ سکا، حتیٰ کہ کئی سال تک ارادہ بھی کرتا رہا، مگر بالکل ناکام رہا۔

(۱۸) ایک شخص کی درخواست | ایک شخص نے آپ کی خدمت میں لڑکا تولد ہونے کے لئے

دعا کے واسطے استدعا کی، آپ نے فرمایا، تیری عورت باہجہ ہے، اگر تو دوسری شادی کریگا، تو لڑکا پیدا ہوگا، جب اُس نے دوسری شادی کی، تو لڑکا تولد ہوا۔

(۱۹) خبر انتقال | آپ کے ایک عزیز تجارت کی غرض سے قافلہ کے ساتھ قندھار گئے ہوئے تھے، ایک دن

آپ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا، کہ آج میں نے قندھار والے عزیز کے احوال کی ہرچند چشم مکاشفہ سے جستجو کی، لیکن زمین پر انکو کہیں نہیں پایا، اس کے بعد پھر ان کی طرف توجہ کی، تو انکی قبر نظر آئی، معلوم ہوا، کہ حال ہی میں فوت ہوئے ہیں، سامعین سنکر حیران ہوئے، چنانچہ چند روز بعد قافلہ آیا، اور رفیقوں نے انکی وفات کی خبر پہنچائی۔

(۲۰) ایک سجادہ نشین | ایک سجادہ نشین شیخ دور و دراز مقامات طے کر کے حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کا طریقہ تھا، کہ ہر ایک شریف پر آپ مہربانی کرتے، لیکن اس سجادہ نشین پر بالکل توجہ نہ کی، لوگوں نے عرض کیا، کہ حضور وہ تو بڑے مشائخ سے ہے

اور حضور کی نظر عنایت کا امیدوار ہے، آپ نے فرمایا، کہ واقعی ایسا ہی ہے، لیکن کیا کروں، اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار رکھا ہے، تمام یار حیران رہ گئے، کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا، بعد ازاں منکر ہو گیا، اور آپ کا سر بد نہ ہوا، اور آپ کا کشف حرف بحرف صحیح نکلا۔

(۲۱) احوال میں بستگی | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں، کہ میر محمد نعمان کے بڑے بھائی

شیخ سعد الدین مجھ سے بیان کرتے تھے، کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں رہا، آپ کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال منکشف ہوئے،

اسی اثناء میں اتفاقاً ایک دن خیال آیا، کہ بڑے تعجب کی بات ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اتنے بڑے بزرگ ہیں، لیکن آپ سے بہت کم کرامات ظاہر ہوئی ہیں، یہ خیال آئے ہی میرے احوال میں قبض اور بستگی سی آگئی، جب میں قبض سے عاجز آ گیا، تو سمجھا، کہ یہ اس خیال فاسد کی نشامت ہے، اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ تم طلب کرامت کرتے ہو، اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

(۲۲) توجہ | ایک سوداگر پر اپنے توجہ فرمائی، پہلی ہی مرتبہ وہ مدہوش و مجذوب ہو کر گھر بار سے بالکل دست

بردار ہو گیا، دوسری دفعہ جب آپ نے توجہ دی، تو ہوش میں آکر سالک ہو گیا۔

(۲۲۳) ایک مخلص دفعہ آپ کے ایک مخلص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک کام کے لئے لاہور سے برمان پور جانے لگا، تو راستہ میں سرہند ہوتا ہوا آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، یہاں پہنچ کر مجھے اس قدر ضعف لاحق ہوا، کہ برمان پور جانے میں تڑو د کرنے لگا، آپ نے فرمایا، کام چونکہ ضروری ہے، اسلئے ضرور چلے جاؤ، انشاء اللہ خیریت رہیگی، میں حسب الامر روانہ ہوا، دو تین منزل کے بعد ضعف نے بہت غلبہ کیا، میں نے دل میں کہا، آپ نے فرمایا تھا، کہ خیریت رہیگی، چلے جاؤ، لیکن حالت تو اس کے بالکل برعکس ہے، میں اسی اضطراب اور پریشانی میں تھا، کہ آپ مجھے نظر آئے، اور فرمایا، خاطر جمع رکھو، تمہارا ضعف رفع ہو گیا ہے، چنانچہ صبح میں نے دیکھا، تو کوئی ضعف کے آثار باقی نہ تھے۔

لیکن جب میں دہلی پہنچا، تو مجھ پر پھر وہی ضعف طاری ہو گیا، جس نے مجھے صاحب فرانس کر دیا، ابھی دو روز نہ گزرے تھے، کہ میرے پاس ایک شخص آیا، اور اس نے کہا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ مصری تمہارے ضعف کے رفع کرنے کے لئے بھیجا ہے، مجھے اس وقت تپ کا بہت غلبہ تھا، طبیب نے ٹھنڈا شربت پینے سے سخت منع کیا تھا، میں نے کہا، کہ طبیبوں کے کہنے کو رہنے دو، یہ دوا میرے لئے طبیب الہی نے بھیجا ہے، چنانچہ میں نے اس شیرینی کا شربت کروا کر پی لیا، تپ اور ضعف کا بالکل نام و نشان تک باقی نہ رہا، جن لوگوں نے یہ مشاہدہ کیا، وہ سب آپ کے نہایت معتقد ہو گئے،

(۲۴) ولایت ابراہیمی کی تصدیق | ایک دفعہ آپ نے ایک مرید کو بشارت دی، کہ سبھی

ولایت ابراہیمی عطا ہوئی ہے، اس کو پورا یقین نہ ہوا، آپ نے شب کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس امر کی تصدیق کرا دی، جب وہ صبح حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے اس سے گزشتہ شب کی سب کیفیت بیان فرمادی، وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکاشفات بہت کثرت سے مکتوبات شریف میں درج ہیں، یہاں تیر کا چند ایک درج کئے جاتے ہیں۔

شاہ کمال | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے، کہ جب طریقہ قادریہ میں کشفی نظر کی جاتی ہے، تو غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شاہ کمال قدس سرہ جیسا اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

شاہ سکندر | نیز فرمایا، کہ سورج کی طرف بلا تکلف نظر کر سکتے ہیں لیکن شاہ کمال کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھیرتی، کیونکہ اس میں سے نور کی شعائیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

نور ولایت | آپ فرماتے ہیں، کہ کشفی نظر سے ایسا معلوم ہوا، کہ بدعت تمام جہاں کو تاریک بھنور کی طرح گھیرے

ہوئے ہے، اور اس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی
دیتا ہے۔

تشریح ایک روز آپ نے فرمایا، کہ میں حالت مراقبہ میں کیا دیکھتا
ہوں، کہ ہمارے گھر اور خاتقاہ کے گرد و نواح میں بادشاہ
کا بڑا بھاری شکر پڑا ہے، اور عین خاتقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے،
اس وقت اتفاق ہوا، کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح ہے
جس کو اس جگہ سے عروج ہوگا۔

رفع عذاب ایک مرتبہ آپ ایک قبرستان میں تشریف لے گئے
اور کچھ دیر وہاں مراقب رہے، پھر اہل قبور کے لئے
دعاے مغفرت کی، اسی وقت اتفاق ہوا، کہ کچھ مدت کے لئے اس قبرستان
سے عذاب اٹھایا گیا ہے۔

بشارت ایک دفعہ اتفاق ہوا، کہ آپ کے بیان کردہ علوم بالکل صحیح
ہیں، چنانچہ جن علوم میں آپ کو ایک گونہ تردید تھا، انکی
حقیقت بھی آپ پر منکشف ہو گئی۔

اجتہاد ایک دفعہ اپنے کشفی حالت میں دیکھا، کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، کہ آپ علم کلام کے مجتہد ہیں
ابتداءً سے سلوک میں ایک دن حضرت خضر علیہ السلام
علم لدنی نے آپ کو علم لدنی سکھلایا۔

عبادات

اتباع سنت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے ہر عمل اور

فعل بلکہ ہر حرکت و سکون میں سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ملحوظ رکھا کرتے تھے،

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے، کہ کام اور عمل کیا حقیقت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے، وہ اس کا محض فضل و کرم ہے، اگر کوئی کام اس کے فضل و کرم کے لئے بہانہ ہو سکتا ہے، تو وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے، ہمیں جو کچھ عطا ہوا ہے، وہ اسی اتباع کی بدولت ہوا ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے، کہ آپ تحریر معارف میں مشغول رہا۔ رعایت ادب تھے، ناگاہ بتقاضائے بول اٹھ کھڑے ہوئے، اور بیت الخلاء میں داخل ہو گئے، اور جلدی سے باہر نکل آئے، نکلتے ہی پانی طلب کیا، اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن دہو کر پھر بیت الخلاء میں داخل ہو گئے۔

جب وہاں سے نکلے، تو فرمایا، کہ میں پیشاب کے لئے گیا تھا، جب میں پیشاب کے لئے بیٹھنے لگا، تو میری نظر ناخن پر پڑی، کہ اُس پر اُس سیاہی کا نقطہ لگا ہوا ہے، جس سے میں آیات قرآنیہ بکھ رہا تھا، یہ امر رعایت ادب کے خلاف تھا، کہ میں ناخن کو دہونے بغیر استنجا کرنے بیٹھ جاتا، گو مجھے ناخن کے دھونے میں تھوڑی تکلیف برداشت کرنی پڑی، لیکن ترک ادب اس سے کہیں گہراں تھا۔

ایک دن اپنے سوسنا صالح ملتانی سے فرمایا، کہ رعایت مستحب تھیلے سے چند ٹونگ نکال لاؤ، وہ جا کر چھ ٹونگ نکال

لائے، آپ نے حفا ہو کر فرمایا، کہ بھجوا اے حدیث شریف
 اللہ و تر یحب انوتر اللہ و تر ہے، اور وتر کو پسند کرتا ہے
 رعایت و ترکیوں نہ کی، اگرچہ رعایت و تراستجاب سے ہے، لیکن لوگ
 مستحب کو کیا جانتے ہیں؟ مستحب پسندیدہ حق سبحانہ اقدس ہے
 میں تو استجاب کی اس قدر رعایت کرتا ہوں، کہ وضو میں قصد کرتا
 ہوں، کہ منہ دہوتے وقت پہلے داہنے رخسارہ پر پانی پڑے،
 کیونکہ تہا من بھی استجاب سے ہے،

لکھے ہوئے کاغذ کا ادب | ایک روز آپ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے
 ہوئے تھے، کہ جلدی سے نیچے اتر

آئے، اور فرمایا، کہ مجھے تخت سے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے، معلوم نہیں
 اس میں کچھ لکھا ہوا ہے، یا نہیں، میں نے مناسب نہیں سمجھا، کہ میں
 خادم کو کاغذ اٹھانے کے لئے کہوں، اور جنتک وہ کاغذ اٹھائے
 اتنی دیر میں اوپر بیٹھا رہوں،

حفاظ کا ادب | ایک دفعہ ایک حافظ نے جس کے تھے فرس تھا،
 آپ کے پاس قرآن شریف پڑھنا شروع کیا جب
 اپنے نگاہ کی، تو دیکھا، کہ جہاں پر خود شریف رکھتے ہیں، وہاں فرس زیادہ
 جھٹ اپنے تھے سے نکال دیا، تاکہ اس حافظ سے اُچھے نہ بیٹھیں۔

شبانہ روز کے اعمال

شب بیداری | آپ ہمیشہ صفر ہو یا حضر، گرمی ہو یا سردی، نصف

کہ و تر طاق کو کہتے ہیں۔ ۱۲ مندرجہ

شب کے بعد بیدار ہوتے، اور کمال خشوع و خضوع کے ساتھ
ادعیہ مانورہ پڑھتے،

بیت الحلاء بعد ازاں بیت الحلاء کو تشریف لے جاتے، پہلے بائیں
پاؤں رکھتے، اور پھر دایاں، اور باہر نکلتے وقت پہلے
دایاں پیر نکالتے۔

اس کے بعد وضو کرنے کے لئے رو قبیلہ ہو بیٹھتے، اور بلا
وضو کسی کی مدد کے وضو کرتے، پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے
بعد ازاں بائیں پر، پھر دونوں ہاتھ جمع کر کے دہوتے، ہر وضو میں مسواک
کا استعمال ضرور کرتے، فراغت کے بعد مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کر
دیتے، وہ اسکو اپنی پگڑی میں رکھ پیتا،

ہر وضو کے دہوتے وقت کلمہ شہادت مع ان تمام ادعیہ کے
پڑھتے، جو کتب احادیث میں درج ہیں، وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی
طرف گوشہ چشم سے دیکھتے، اور اس وقت کی دعائے مانورہ پڑھتے،
ناز تہجد اس کے بعد بھنور تمام ناز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے
ناز کو بطول قرأت ادا کرتے، غائبانہ دو تین پیپارے ہٹھتے

سورہ یسین بھی اکثر طور پر ایک ہی رکعت میں کئی کئی بار تلاوت کرتے،
مراقبہ اور ناز فجر پھر ناز تہجد کے بعد مراقبہ کرتے، بعد صبح
صادق ہونے تک بطریق مسنون تھوڑی دیر
آرام کرتے، اور صبح صادق ہوتے ہی ناز فجر میں مصروف ہو جاتے،
تنت فجر مکان سے ہی پڑھ کر جاتے، سنت و فرض کے درمیانی وقت میں تسبیح
و تہلیل میں مشغول رہتے، اس کے بعد بطول قرأت فرض ادا کرتے۔

مراقبہ | پھر اسے فرض کے بعد سے اشراق تک مریدوں کے ساتھ حلقہ باندھ کر مراقبہ کرتے ،

اشراق | جب سورج اچھی طرح سے نکل آتا ، تو چار رکعت نماز اشراق پڑھتے ، پھر تسبیحات و ادعیہ ماثورہ میں مشغول ہو جاتے ،

تلاوت قرآن مجید | بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے ، اور قرآن مجید تلاوت کرتے ، پھر بمقتضائے حال

کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے ، کبھی طالبانِ خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے ، اور کبھی خاص خاص اصحاب کو بلا کر اسرارِ خاصہ و معارفِ مشکوفہ بیان کرتے ۔

طعام | پھر مکان میں تشریف لے جاتے ، اور کھانا وغیرہ تناول کر کے تمام فرزندوں اور درویشوں کو بہ نفس نفیس جو کچھ گھر میں پکا ہوتا ، پہنچاتے ، اگر خادموں یا فرزندوں سے اس وقت کوئی حاضر نہ ہوتا تو اس کا حصہ رکھوا دیتے ۔

آپ دن میں صرف ایک بار کھانا کھایا کرتے تھے ، اور وہ بھی بہت ہی کم مقدار میں ۔

قبلولہ | بعدہ قزوئی دیر سنت نبوی کے مطابق قبولولہ فرماتے ، اور اذان ہوتے ہی بجز استماع اللہ اکبر بے اختیار عجلت اٹھ بیٹھتے ، اور تخت سے زمین پر اتر آتے ،

نماز ظہر | پھر نماز ظہر ادا کرتے ،

حلقہ ذکر و توجہ | اس کے بعد لوگوں کی جانب متوجہ ہو بیٹھتے ، اور اصحاب کے ساتھ حلقہ کرتے ، اور حافظ صاحب

سے قرآن شریف سُنتے۔

تدریس | حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد دینی کتب کے دو ایک سبق درس فرماتے،

نماز عصر | جب بعد شلین وقت عصر ہو جاتا، تو تجدید وضوء کے واسطے اُٹھتے، اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے پھر نماز خود پڑھاتے،

ختم خواجگان | نماز سے فارغ ہونے کے بعد اصحاب کے ساتھ ملکر ختم خواجگان پڑھتے، پھر مغرب تک دوستوں کے ساتھ خاموش مراقبہ میں بیٹھتے، اس حلقہ میں بطریق باطن طالبوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے،

نماز مغرب | نماز مغرب اگر بادل نہ ہو، تو اول وقت میں ادا اور کرتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اوعیبہ ماثورہ کا ورد کرتے،

نماز عشاء | بیاضِ افق کے زائل ہونے کے بعد نماز عشاء ادا کرتے،

آپ وتر کبھی شب کے اول حصہ میں ادا کرتے، اور کبھی بعد تہجد، جب اول حصہ شب میں ادا کرتے، تو نماز تہجد کے بعد ان کا اعادہ نہ کرتے،

استراحت | نماز عشاء کے بعد فوراً ہی آپ بستر استراحت پر لیٹ جاتے، اور اوعیبہ ماثورہ پڑھ کر سوتے،

تاکہ آخر شب کی بیداری میں سُستی نہ واقع ہو۔

نماز جمعہ نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء نے مفید سے فرمایا، اسی طرح ادا کرتے۔

نماز تراویح نماز تراویح سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے، ماہ رمضان میں صرف تراویح کی نماز میں تین سے کم مرتبہ قرآن شریف ختم نہ کرتے، نماز تراویح کے درمیان کئی بار مراقبہ کرتے، اور ادویہ ماثورہ اور درود شریف پڑھتے، نماز تراویح میں رکعت ادا کرتے،

انکشاف السرائر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے، تو آپ کی پیشانی مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا، کہ آپ پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔

اعتکاف رمضان شریف کے آخری دس ایام میں آپ معتکف ہوتے اور یاروں کو بلا کر فرماتے، کہ سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے کسی کام کی نیت نہ کرو،

نماز عیدین عیدین کے موقع پر عید گاہ میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتے۔

صلوٰۃ کسوف خسوف صلوٰۃ کسوف خسوف میں آپ پڑھا کرتے تھے۔

حالت سفر سفر میں سواری پر بیٹھ کر چادر منہ پر ڈالے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے، کپڑا منہ پر اس لئے ڈالتے تاکہ ادھر ادھر نظر نہ پڑے، جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے، تو نیچے اتر کر سجدہ کرتے،

تہہا وادائیگی نماز جب کبھی نماز تہستانی میں پڑھتے، تو رکوع
 وسجود میں سات سات اور نو نو دفعہ
 تسبیحات پڑھتے، اور فرماتے، کہ مجھے شرم آتی ہے، کہ تہہا و
 نماز پڑھوں اور پھر بھی تسبیحیں زیادہ نہ پڑھوں

نماز تہیۃ الوضو اور تہیۃ المسجد نماز تہیۃ الوضو اور تہیۃ المسجد
 بھی کبھی آپ ترک نہیں کرتے
 تھے۔

نماز نوافل نماز نوافل میں سے بجز نماز تراویح کے اور کوئی
 نماز نفل باجماعت نہیں پڑھا کرتے تھے، جو لوگ
 ماثورہ اور شب قدر کو نوافل باجماعت پڑھنا چاہتے، انہیں آپ منع
 کرتے۔

عیادت آپ مریضوں کی عیادت کو بھی جایا کرتے تھے، اور بر
 وقت عیادت ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے تھے،

زیارت قبور زیارت قبور کے لئے بھی آپ جایا کرتے تھے جب
 جاتے، تو مڑوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے
استعانت موتے استعانت موتے کو جائز سمجھتے تھے،

عقائد

آپ علمائے ماثریدیہ کی رائے کو علمائے اشعریدیہ کی رائے پر
 مقدم رکھتے تھے، اور فرماتے تھے، کہ یہ بزرگ مدانلت فلسفیہ سے
 دور اور اقتباس انوار نبوت سے نزدیک ہیں۔

آپ ہمیشہ حنفی مذہب کو دیگر مذاہب پر ترجیح اور طریقہ و نقش بند یہ کو
دیگر طرق پر فوقیت دیا کرتے تھے،
بسا اوقات آپ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے محامدیان
فرمایا کرتے تھے، لیکن ساتھ ہی ان کے بعض خلاف شرع
مکاشفات کی تردید بھی کیا کرتے تھے۔

آپ نے مکتوبات شریف کے ایک مکتوب میں اپنے عقائد تشریح
کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں یہاں پر اجمالاً درج کئے جاتے ہیں،
اللہ تعالیٰ بذات مقدس خود موجود ہے
پہلا عقیدہ اور تمام اشیا اسی کی ایجاد سے موجود ہیں، اور
حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں مفرد و یگانہ ہے، اور
فی الحقیقت کوئی بھی کسی امر اور کسی صفت میں اس کے ساتھ ہرگز شریک
نہیں، خواہ وہ صفت صفت وجود ہو یا غیر وجود، مناسبت لفظی و شاکت
اسی بحث سے خارج ہے، اللہ تعالیٰ کے صفات اور افعال اس کی
ذات کی طرح بیچون و بیچگون اور بے مثل و بے کیف ہیں۔

۱۔ یہ مکتوب مکتوبات شریف کے پہلے دفتر کا دوسرا چھٹا نمبر (۱۷۶۶) مکتوب ہے
جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کے صاحبزادوں حضرت خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عیسیٰ اللہ کو لکھا تھا، ۱۷۱۱ سنہ ۲
تہ یعنی علم، قدرت، ارادہ، سمیع، بصیر، کلام ۱۳ سنہ ۲

تہ یعنی اگرچہ اللہ تعالیٰ کو موجود سمیع، بصیر، قدیر، عظیم، مرید، متکلم کہتے ہیں، اور ممکنات کو بھی انہی
صفات سے یاد کرتے ہیں، لیکن یہ شرکت صرف نام ہی نام میں ہے، اسنی اور معنی میں ہرگز نہیں، ۱۵ سنہ ۲

دوسرا عقیدہ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا، اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ

تمام اشیاء کو محیط ہے، اور ان کے ساتھ قریب و معیت رکھتا ہے اس احاطہ اور قرب و معیت سے وہ مراد نہیں، جو ہمارے فہم میں آسکے،

تیسرا عقیدہ حق تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا، اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہو سکتی ہے،

چوتھا عقیدہ حق تعالیٰ کی ذات اور اس کے صفات و افعال کی طرف تغیر تبدیل کو راہ نہیں،

پانچواں عقیدہ حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں غنی مطلق ہے، اور کسی امر میں کسی چیز

کا محتاج نہیں۔

چھٹا عقیدہ حق تعالیٰ نقصان کی تمام صفتوں اور حدوث کے نشانوں سے منزہ اور مبرا ہے، نہ جسم

لہٰذا قال اللہ تعالیٰ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۱۲ منہ ۷

۱۱) اِنَّمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِ اَنْفُسًا فَسَمِعِ اللّٰهُ اَصْوَابَكُمْ ۱۲) وَهُوَ مَعَكُمْ اِيْمًا كُنْتُمْ ۱۳) وَاللّٰهُ مَعَنَا ۱۴) منہ ۷ ۱۵) صَوْبًا ۱۶) اِذَا سَمِعْتُمْ اِلٰهًا فَهُوَ اللّٰهُ

سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے، کہ صوفیاء اتحاد کے قائل ہیں، لیکن یہ وہم صرف عدم واقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، ان کے نزدیک اس کا یہ معنی نہیں، کہ فقر جب کمال کو پہنچ جائے، تو فقیر خدا کیساتھ متحد ہو کر خدا

بنجاتا ہے، بلکہ اس کا یہ معنی ہے، کہ جب فقر تمام ہو جائے، اور محض نسبتی حاصل ہو جائے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا، اسی طرح انا الحق کے یہ معنی نہیں، کہ یہ حق ہوں بلکہ یہ ہیں، کہ میں نہیں ہوں اور حق موجود ہے ۱۷)

و جسمانی ہے، اور نہ مکانی و زمانی۔

ساتواں عقیدہ | حق تعالیٰ قدیم و ازلی ہے، اور اس کے سوا
کسی کے لئے قدم اور ازلیت ثابت نہیں ہے

آٹھواں عقیدہ | حق تعالیٰ قادر مختار ہے، اور ایجاب کی آمیزش
اور اضطرار کے گمان سے منزہ و بہتر ہے،

نواں عقیدہ | تمام کے تمام ممکنات کیا جو اہر اور کیا اعراض، کیا
اجسام اور کیا عقول، کیا نفوس اور کیا افلاک

اور کیا عناصر سب کے سب اس قادر مختار کی ایجاب و کی طرف منسوب
ہیں، جو ان کو عدم سے وجود میں لایا ہے۔

دسواں عقیدہ | حق تعالیٰ خیر و شر اور نیکی و بدی کا ارادہ کر نیوالا
اور ان دونوں کا پیدا کر نیوالا ہے، لیکن خیر

سے راضی ہے، اور شر سے نہیں۔

گیارہواں عقیدہ | آخرت میں مومن لوگ اللہ تعالیٰ کو بے جہت
و بے کیف اور بے شبہ و بے مثال

جنت میں دیکھیں گے

يَرَاءُ الْمُؤْمِنُونَ بِغَيْرِ كَيْفٍ

وَادِّتَابِكِ وَضَرْبٍ مِّنْ مِّثَالٍ

یہ یعنی جن چیزوں سے جسم ترکیب پاتا ہے، جیسے اربعہ عناصر وغیرہ ۱۲ منہ؟ لہٰذا یعنی اس کے
وجود کی نہ ابتداء ہے، اور نہ انتہا ۱۲ منہ؟ لہٰذا خیر و شر ۱۲ منہ؟ لہٰذا کسی نے اسکا اردو شعر
میں خوب ترجمہ کیا ہے

مومن خدا کو دیکھیں گے جنت میں خوشحال سب کیف بے جہت بے شبہ و بے مثال

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اہل جہان کے لئے سراسر رحمت ہے، اگر ان بزرگواروں کا واسطہ اور ذریعہ نہ ہوتا، تو ہم گمراہوں کو اس واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی ذات و صفات کی معرفت کی طرف کون ہدایت فرماتا؟ اور ہمارے مولیٰ جل شانہ کی مرضیات اور نا مرضیات میں کون تمیز کرتا؟ ہماری ناقص عقلیں ان بزرگواروں کے نوری دعوت کی ٹائپر کے بغیر معزول و بیکار ہیں، اور ہمارے ناتمام اور ادھورے فہم ان کی تقلید کے بغیر اس معاملہ میں مخذول و خوار ہیں،

نیر سوال عقیدہ | قبر کا عذاب کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لئے حق ہے، مخبر صادق علیہ و علیٰ

اہل الصلوٰۃ و التسلیمات نے اس کی نسبت خبر دی ہے۔

چودھواں عقیدہ | قبر میں مومنوں اور کافروں سے منکر و تکبر کا سوال بھی حق ہے۔

پندرہواں عقیدہ | روز قیامت حق ہے، اور اُس دن آسمان اور زمین استارے اور پہاڑ، سمندر

اور حیوان، نباتات، اور معاون سب کے سب معدوم اور ناچیز ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جاویں گے، استارے پراگندہ ہو کر گر جاویں گے، اور زمین و پہاڑ ذرات ہو کر اڑ جائیں گے،

یہ اعدام و اینس نفخہ اولیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور نفخہ ثانیہ پر قبروں سے اٹھیں گے، اور محشر میں جائیں گے۔

سولھواں عقیدہ | حساب میزان اور صراط حق ہے۔

مترھواں عقیدہ | بہشت اور دوزخ موجود ہیں، قیامت کے دن حساب لینے کے بعد ایک گروہ کو بہشت

میں اور ایک کو دوزخ میں بھیج دیں گے، اور ان کا ثواب و عذاب ابدی ہے، جو کبھی ختم نہ ہوگا،

اٹھارھواں عقیدہ | فرشتے اللہ جل شانہ کے بندے ہیں، جو گناہوں سے معصوم اور خطا و نسیان سے

محفوظ ہیں، کھانے پینے اور زن و مرد ہونے سے پاک اور منترہ میں ایمان سے مراد ان تمام دینی امور کے ساتھ تصدیق قلبی ہے، جو یقین اور تواتر کے

طریقہ پر ہم تک پہنچے ہیں، علماء نے اقرار کیا ہے کہ ایمان کا رکن کہا ہے،

بیسواں عقیدہ | اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں۔

اکیسواں عقیدہ | افضلیت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان انکی خلافت کی ترتیب کے موافق

ہے، لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوئی ہے،

پوشش

آپ کا لباس بھی شرع شریف کے مطابق تھا، سر پہ عمامہ اُس

لہ یعنی افضل البشر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ
ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ منہ ۱۲ یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ ۱۲

کے سرے پر سواک آویزاں، کرتے کی آستین چاک، پاجامہ ٹخنوں سے اونچا، جوتا معمولی، ماتھے میں عصا، کاندھے پر جانماز، جمعہ اور عیدین میں لباس فاخرہ زیب تن فرمایا کرتے تھے

حلیہ

آپ کا قدموزوں اور کارل تھا، جسم کے نازک اور رنگ کے گندم گوں مائل بہ سفیدی تھے، ابرو آپ کے سیاہ باریک آنکھیں آپ کی کشادہ سرخی مائل، بینی بلند، لب سرخ، دہن متوسط، دندان متصل اور درخشاں، ریش مبارک مزاج، ماتھے کھلے، انگلیاں باریک، کمر پتلی، اور پاؤں نہایت لطیف تھے، سینہ پر بالوں کا صرف ایک باریک خط تھا، پیشانی پر بھوؤں کے پنج سے لے کر بجدہ کی جگہ تک ایک سرخ پیکر تھی

مخصوص کمالات

یوں تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بہت سے مخصوص کمالات ہیں، اور کتب میں لکھے ہوئے بھی بہت سے ہیں، مگر حقیقت میں صرف دو ہی ایسے ہیں، جو آپ کے لئے مخصوص ہیں، اور یہی دو ہیں، جو باقی کمالات کے پیدا ہونے کا باعث اور سبب ہوئے ہیں۔

۱۔ کبھی نصف ساق تک ہوتا تھا، ۱۲ مندرجہ

۲۔ یہ آپ کی تجدید کی علامت تھی، ۱۲ مندرجہ

پہلا کمال پہلا کمال تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الف
 ثانی کا مجدد بنایا، اور آپ کے ذریعہ سے دین کو
 نئے سرے سے رونق اور تازگی بخشی،
دوسرا کمال دوسرا کمال یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ
 کو منصب قیومیت سے سرفراز فرمایا۔

شیوخ و سلاسل

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے پانچ مرشدوں سے
 فیض پایا، اور خلافت حاصل کی۔

۱، شیخ یعقوب کشمیری حضرت شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ
 علیہ سے اپنے علاوہ تحصیل علوم

ظاہری کے طریقہ کبریہ ہرور دیہ میں بھی خلافت پائی، شجرہ حسب
 ذیل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ، شیخ یعقوب کشمیری
 شیخ کمال الدین حسین خوارزمی، شیخ حاجی محمد خلیو
 ثانی، شیخ شاہ بندواری، شیخ رشید الدین
 شیخ امیر عبداللہ، شیخ خواجہ اسحاق جیلانی، شیخ
 سید علی ہمدانی، شیخ محمود مراد قانی، شیخ علاؤ الدولہ
 سمٹانی، شیخ عبداللہ مغربی، شیخ احمد جورقانی
 شیخ علی الا علی، شیخ مجدد الدین بغدادی، شیخ
 نجم الدین کبریٰ

(۲) حاجی عبدالرحمن بدخشی کا بی رحمتہ اللہ علیہ

سے اپنے مصافحہ کیا، جسکی سند حسب ذیل ہے
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حاجی عبدالرحمن
بدخشی سے مصافحہ کیا، انہوں نے حافظ سلطان ادہمی سے
رجسکی عمر ایک سو دس سال کی تھی، انہوں نے شیخ محمود
سے، انہوں نے شیخ سعید سے، اور انہوں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۳) شاہ سکندر نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر
جیلانی علیہ الرحمۃ کا خرقہ خاص حاصل کیا، اور طریقہ قادریہ میں خلافت
پائی، شجرہ حسب ذیل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شاہ سکندر
سے خرقہ حاصل کیا، اور خلافت پائی، انہوں نے سید
شاہ کمال سے، انہوں نے سید شاہ فضیل سے، انہوں
نے سید گدار حمن ثانی سے، انہوں نے سید شمس الدین
عارف سے، انہوں نے سید ابوالفضل سے، انہوں نے
سید گدار حمن اول سے، انہوں نے سید شمس الدین صحرائی
سے، انہوں نے سید شاہ عقیل سے، انہوں نے سید
شاہ بہار الدین سے، انہوں نے سید شاہ عبدالوہاب

سے سند مصافحہ میں جو چار اشخاص ہیں، ان میں سے ایک صاحب جن میں، کماثر ۱۰ مزار

سے، انہوں نے سپدشاہ شرف الدینؒ سے، انہوں نے سید
شاہ عبدالرزاقؒ سے، اور انہوں نے حضرت غوث پاک
محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے

(۴) حضرت مخدوم عبدالاحدؒ اپنے اپنے والد ماجد حضرت
مخدوم عبدالاحد سے پندرہ

طریقوں میں خلافت پائی، شجرات حسب ذیل ہیں،

(۱) سلسلہ فاروقیہ آپ کا وہی نسبی شجرہ ہے، جو کتاب کے
ابتدائی اوراق میں درج ہے،

(۲) سلسلہ چشتیہ صابریہ یہ سلسلیوں شروع ہوتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ چشتیہ اپنے

والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے بلا

انہیں شیخ رکن الدینؒ سے، انہیں شیخ عبدالقدوس

گنگوہیؒ سے، انہیں شیخ محمد عارفؒ سے، انہیں اپنے والد

شیخ احمد عبدالحقؒ سے، انہیں شیخ جلال الدین پانی پتیؒ

سے، انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ سے، انہیں شیخ

علاؤ الدین علی احمد صابریؒ سے، انہیں شیخ فرید الدین مسعود

اجودھنی معروف بہ گنج شکرؒ سے، انہیں خواجہ قطب الدین

کاکلی دہلویؒ سے، انہیں خواجہ معین الدین بخاری اجمیریؒ سے

انہیں شیخ عثمان مارونیؒ سے، انہیں شیخ حاجی شریف رندانیؒ سے

انہیں شیخ یوسف چشتیؒ سے، انہیں شیخ مودود چشتیؒ سے

انہیں شیخ ابو محمد ابدال ہشتی سے ، انہیں شیخ ابو اسحاق شامی سے ، انہیں شیخ علی دینوری سے ، انہیں شیخ زبیرہ بصری سے ، انہیں شیخ حذیفہ مرعشی سے ، انہیں سلطان ابراہیم ادرم سے ، انہیں فضیل عیاض سے ، انہیں عبدالاحد زید سے ، انہیں حسن بصری سے ، انہیں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ شہیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ، اور انہیں حضرت رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

(۳) سلسلہ سری سقطیہ | یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جد یہ

پشت کے دادا خواجہ سلمان بن مسعود نے حضرت سری سقطی خلیفہ حضرت معروف کرخی سے خلافت پائی ہے ، اور انکا شجرہ مشہور ہے ،

(۴) سلسلہ ہروردیہ شہاب پیہ | یہ بھی معمولی تفاوت سے

اس میں آپ کی بارہویں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین ہروردی سے خلافت پائی ہے ، اور ان کا شجرہ مشہور ہے ،

(۵) سلسلہ ہروردیہ بہا پیہ | یہ بھی کسی قدر تفاوت سے

اس میں آپ کی گیارہویں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سے خلافت پائی ہے ، اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے ،

(۴) سلسلہ سہروردیہ چشتیہ جلالیہ

یہ بھی معمولی تفاوت ہے اس میں آپ کی پانچویں پشت کے دادا حضرت امام رفیع الدین بانی قلعہ سہرورد نے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے خلافت پائی ہے، اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین نمبرہ حضرت زکریا ملتانی کے اور خاندان چشتیہ میں حضرت چراغ و ہوی کے خلیفہ تھے۔

(۵) سلسلہ قادریہ چشتیہ

اس کا شجرہ حسب ذیل ہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ، حضرت مخدوم عبدالاحد
 شیخ رکن الدین، امیر سید ابراہیم، سید شاہ احمد
 قادری، سید شاہ موسیٰ قادری، سید شاہ عبدالقادر
 سید شاہ محمد حسن، سید شاہ ابو نصر، سید شاہ ابو صالح
 سید عبدالرزاق تاج الدین، حضرت غوث پاک، سید
 ابو صالح، سید عبداللہ جلی، سید یحییٰ زاہد، سید محمد
 سید داؤد، سید موسیٰ ثانی، سید عبداللہ، سید
 موسیٰ الجون، سید عبدالمحض، سید حسن شتی، حضرت
 امام حسین، حضرت امام حسن، حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸) سلسلہ رکنیہ

یہ سلسلہ شیخ رکن الدین کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے،

شیخ عبدالقدوسؒ، شیخ عبدالسلام جو پوری، شاہ محمدؒ
 شیخ قطب الدینؒ، سید نجم الدین قلندرؒ، سید خضر
 رومیؒ، عبدالعزیز مکی صحابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ سلسلہ شیخ
 (۹) سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسو دراز یہ عبدالقدوس

رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یوں شروع ہوتا ہے،
 شیخ درویش محمد بن قاسم اودھیؒ، شیخ ابن حکم اودھیؒ، سید صدر الدینؒ
 سید محمد گیسو درازؒ، خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ،
 شیخ نظام الدین محبوب الہیؒ، بابا فرید شکر گنج رح، الخ
 یہ سلسلہ شیخ درویش محمدؒ
 (۱۰) سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ کے نام کے بعد یوں

شروع ہوتا ہے۔

شیخ عبداللہؒ، شیخ فتح اللہؒ، شیخ صدر الدین طیب
 چراغ دہلوی الخ

شیخ درویش محمدؒ
 (۱۱) سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ کے نام کے بعد یوں

شروع ہوتا ہے۔

سید بڑھنؒ، سید اجمل بھڑاچیؒ، سید جلال الدین
 مخدوم جہانیاں اور چراغ دہلویؒ۔

مخدوم جہانیاں کے نام کے
 (۱۲) سلسلہ قاوریہ جلالیہ بعد یہ سلسلہ یوں شروع

ہوتا ہے،

شیخ عبید غیبیؒ، شیخ ابوالقاسم فاضلؒ، شیخ ابوالکارم محمد
 فاضلؒ، شیخ محمد قطب الدینؒ، شیخ شمس الدینؒ، شیخ
 شمس الدین حادوؒ، حضرت غوث پاکؒ، شیخ ابوسعیدؒ،
 شیخ ابوالحسنؒ، شیخ ابوالفرحؒ، شیخ ابوالفضل عبدالواحدؒ
 شیخ ابوبکر شبلیؒ، شیخ ابوالقاسمؒ، جنیدؒ، سری سقطیؒ
 معروف کرخیؒ، امام رضاؒ، امام کاظمؒ، امام صادقؒ، امام محمد
 باقرؒ، امام تجادؒ، امام حسینؒ، امام حسنؒ، حضرت امیر المومنین
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۳۱) سلسلہ کبرویہ جلالیہ | مخدوم جہسائیاں کے بعد
 یوں شروع ہوتا ہے،

سید حمید الدین سمرقندیؒ، شیخ شمس الدینؒ، شیخ عطا پا
 نالہ دیؒ، شیخ احمد بابا کماں خندیؒ، شیخ نجم الدین کبریؒ

(۱۳۲) سلسلہ سہروردیہ جلالیہ | مخدوم جہسائیاں کے
 بعد یوں ہے۔

شیخ رکن الدینؒ، شیخ صدر الدینؒ، شیخ بہاء الدین زکریاؒ،
 شیخ الشیوخ شہاب الدینؒ، شیخ ابوالنجیبؒ، حضرت غوث
 پاکؒ، شیخ ابوسعیدؒ الخ

(۱۳۳) سلسلہ مدار پہ | سید اجل رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے بعد
 یوں ہے۔

شاہ بدیع الدین قطب مدارؒ، شیخ طیفور شامیؒ، شاہ

عین الدین شامی، شام بین المدین شامی، شیخ عبد اللہ علمبردار
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵) حضرت خواجہ باقی باللہ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے طریقہ نقشبندیہ
میں خلافت پائی، شجرہ یہ ہے۔

شجرہ نقشبندیہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ نقشبندیہ اپنے
پیر طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا
انہیں خواجہ اسکنگئی سے، انہیں خواجہ درویش محمد سے،
انہیں خواجہ محمد زاہد سے، انہیں خواجہ یعقوب چرخئی سے
انہیں خواجہ علاؤ الدین عطار سے، انہیں خواجہ بہاؤ الدین
محمد نقشبند سے، انہیں خواجہ سید امیر کلال سے، انہیں
خواجہ بابا ساس سے، انہیں خواجہ علی عزیزاں استغنی سے،
انہیں خواجہ محمود سے، انہیں خواجہ عارف ریوگری سے، انہیں
خواجہ عبد الحائق غجدوانی سے، انہیں خواجہ ابو یوسف
ہمدانی سے، انہیں خواجہ ابو علی فارمدی سے، انہیں
خواجہ ابو الحسن خرقانی سے، انہیں خواجہ بایزید بھٹامی سے،
انہیں حضرت امام جعفر صادق سے، انہیں حضرت قاسم بن محمد

سے، انہیں حضرت سلمان فارسی سے، انہیں حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے،

تصانیف

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے متعدد تصنیفیں یادگار
چھوڑی ہیں، جن میں سے بعض مشہور کتب و رسائل یہ ہیں۔

(۱) رسالہ روشیعیہ | علمائے ماوراء النہر کی درخواست پر
روافض کے رد میں لکھرا ایران بھیجا تھا۔

(۲) اثبات النبوة | اس رسالہ میں اپنے ابو الفضل و دیگر
دیر پر اور محدثین کے اقوال کا رد کر کے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہایت شرح و بسط
سے ثابت کیا ہے،

(۳) رسالہ معارف لدنیہ | اس میں اپنے اپنے مخصوص احوال
و مقامات کا ذکر فرمایا ہے،

(۴) تعلیقات عوارف | اس میں اپنے امام الطریقیت شیخ
شہاب الدین سہروردی کی مشہور و
معروف مقبول عالم کتاب عوارف المعارف کے غوامض کی تشریح کی ہے

(۵) رسالہ مبدو معاوی | اس میں اپنے اپنے مکاشفات و مقامات
خاصہ بیان فرمائے ہیں۔

(۶) رسالہ تہذیبیہ | یہ رسالہ کلمہ طیبہ کی شرح میں ہے ،
 (۷) شرح رباعیات | اس میں حضرت خواجہ پانی پانڈروہوی
 رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیات کی
 شرح لکھی ہے ۔

(۸) رسالہ آداب مریدین | اس میں مریدین کو پیر کے آداب
 بتلائے گئے ہیں ۔

(۹) رسالہ مکاشفات غیبیہ | اس میں مکاشفات غیبیہ کا
 تذکرہ ہے ۔

(۱۰) رسالہ حالات خواجگان نقشبند | اس میں مشائخ
 نقشبندیہ کے

حالات درج ہیں ، اس کے ضمن میں بہت سے مسائل تصوف کا حل کر دیا
 گیا ہے ۔

(۱۱) رسالہ علم حدیث | اس میں علم حدیث کے متعلق عجیب و غریب
 عقودوں کو حل کیا گیا ہے ،

(۱۲) مکتوبات شریف

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مشہور اور ممتاز تصانیف آپ
 کے مکتوبات ہیں ، جو تین جلدوں میں ختم ہوئے ہیں ، ان میں سے ہر
 ایک مکتوب اس قابل ہے ، کہ اس کو ایک مستقل رسالہ تصور کیا جائے

نہ مکتوبات کی پہلی جلد ۱۲۵۵ھ ہجری میں جمع ہوئی ، دوسری ۱۲۵۸ھ ہجری میں اور
 اور تیسری ۱۲۶۱ھ ہجری میں ۱۲۵۸ھ ہجری میں

پہلی جلد پہلی جلد کا تاریخی اسم اور المعرفت ہے، اور اسی نام سے یہ موسوم ہے، اس میں مرسلین یا اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوب ہیں، جنکو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمد الجدید ابوسعید خضریٰ الطائقی نے جمع کیا ہے۔

دوسری جلد دوسری جلد کا تاریخی اسم نور الخلائق ہے، اور اسی نام سے یہ موسوم ہے، اس میں اسمائے حسنیٰ کے شمار کے موافق ستانوہ مکتوب ہیں، جن کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی حصاری نے جمع کیا ہے۔

تیسری جلد تیسری جلد کا تاریخی اسم معرفت الحقائق ہے اور اسی نام سے یہ موسوم ہے، اس میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر دو سو بائیس مکتوب ہیں، جن کے جامع آپ کے خلیفہ حضرت مولانا خواجہ ماتم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مکتوبات شریف پر ایک نظر

تجدید تصوف آپ کے مکتوبات شریف تصوف اور علم حقیقت کے اسرار و معارف سے لبریز ہیں، آپ نے ان میں تصوف اور معرفت کے عظیم الشان اور معرکہ آرا مسائل کو نہایت خوبی اور شرح و بسط کے ساتھ حل کر دیا ہے

۱۔ اشارت الی ما رواہ الامام احمد عن ابی ذر ۱۲ مندرج

۲۔ بدخشی بدخشان کا مخفف ہے۔ ۱۲ مندرج

۳۔ طائقیان ملک فارس کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲ مندرج

مرور زمانہ سے اس فن شریف میں بہت سے نقائص پیدا ہو گئے تھے
 جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد پھیرا کر احکام
 قرآن و حدیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا، صوفیائے
 متقدمین کے شطحیات کی بالکل غلط توجیہات کر کے ان کو قابل عمل قرار
 دیدیا تھا، اپنے اپنے مکتوبات شریف میں ان سب کی اصلاح فرما
 کر از سر نو حقیقی تصوف کی تجدید فرمائی،
 طرز تخریر پر آپ کا طرز تخریر مجتہدانہ ہے، اہم مسائل میں نہایت
 تحقیق و تدقیق سے کام لیا گیا ہے،

ترویذات

مکتوبات شریف کی تردید کرنا تو ایک الگ بات ہے، ان کے اسرار
 و معارف، حکم و دقائق اور بصائر و مواضع کا سمجھنا ہی ہر ذی علم کو
 یباقت کا نڈ اور عنایت الہی کے بغیر بالکل دشوار ہے، پھر تردید کرنا
 خواہ وہ غلط ہو، یا صحیح بدرجہا مشکل ہے، تاہم بعض بعض مکتوبات
 کی ضرورت تردید کی گئی، اس کے دو باعث ہوئے،

پہلا باعث | ایک تو یہ کہ آپ کا ایک مرید حسن خاں افغانی
 آپ سے منحرف ہو کر مکتوبات شریف کے
 کچھ سو دات آپ سے چرا کرے بھاگتا تھا، اس نے ان میں ترمیم و
 تحریف کر کے ان کی متعبدانہ نقول بغرض اغواء عمائد وقت کے پاس
 بھیج دیں، جس نے انکو پڑھا، آپ کا غیر معتقد ہو گیا، بعض بعض نے
 تردید بھی لکھی، مگر حسن خاں کے واقعہ کا لوگوں کو علم ہو گیا، جس جس

نے تردید کھی تھی، آخر میں معذرت طلب کی۔

چنانچہ شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین میں لکھتے ہیں، کہ حضرت شیخ عبدالحقؒ کے صاحبزادہ مولانا نورالحق سے معلوم ہوا، کہ شیخ صاحب نے آپ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا، جب ان کو حسن خاں کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا، تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔

دوسرا باعث یہ ہوا، کہ جب آپ کا شہرہ **دوسرا باعث** عالمگیر ہو گیا، تو حاسدین جل گئے، ان کی آتش سد بھڑک اٹھی، چنانچہ آپ کے مکتوبات شریف کی تردید میں کوشاں ہوئے، محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام اثنتیہاہ لکھا، پھر اس نے محمد عارف اور عبد اللہ سورتی کو اغواء کر کے ان سے کچھ روپیہ فراہم کیا، اور سید محمد برزنجی کے پاس پہنچ کر اس سے بھی آپ کے مکتوبات کا رد لکھوایا، اور اس کا ایراد البرزنجی نام رکھا، قشاشی نے بھی بعد اوت آپ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا، اور اس کا نام اسرار المناسک رکھا

جوابات

ان تردیدات کے جواب بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے گئے، اگرچہ شیخ کے معذرت کرینے کے بعد ان کے رسالہ کی تردید کی ضرورت باقی نہ تھی، لیکن حضرت مولانا وکیل احمد

سکندر پوری نے اس کا جواب ثانی ہدیہ مجددیہ اور اشتباہ محمد صالح
کا دندان شکن جواب انوار احمدیہ تخریر کیا، اور اس میں ضمناً قشاشی
کے رسالہ اسرار لئنا سک کا بھی جواب دیدیا،

ایرا دالبرزنجی اگرچہ ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل ہی بے حقیقت
رسالہ تھا، حرمین شریفین کے سب علماء نے اسکی صحت کی تصدیق پر مہر
کرنے سے کلیتہً انکار کر دیا تھا، تاہم حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹیؒ
نے اسکا مفصل جواب الکلام المنجی فی رد ایراد البرزنجی لکھا، علاوہ ازیں
علامہ وقت شیخ نور الدین محمد بیگؒ نے بھی رد برزنجی میں ایک رسالہ لکھا،
اس رسالہ کی صحت پر علمائے حرمین شریفین مثل عبدالقادر افندیؒ
شیخ احمد الشہشی، سید سعد المفتی المدنی الحنفی، امام العلی
الطبری المفتی الشافعی، عبدالرحمن بن محمد صالح امام المالکی، محمد
بن القاضی الحنفی، شیخ حسن الحنفی، مرشد الدین بن احمد المرشدی
نے دستخط کئے، اور مہر میں ثبت کیں۔

علاوہ ازیں شیخ المعظم سید محمد آفندیؒ، شیخ الاسلام مفتی
مکہ معظمہ، شیخ عبدالقادر افندی نے تقریظیں لکھیں، جنکا خلاصہ
یہ ہے، کہ محمد صالح نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے
مکتوبات شریف میں بہت کچھ تحریف اور کمی بیشی کرنے کے بعد ان
کا عربی میں ترجمہ کرا کے زر کثیر کے ساتھ سید محمد برزنجی مدنی
کے پاس رد دیکھنے کی غرض سے بھیجے، برزنجی نے بطبع نفسانی رد لکھ دیا
فوراً ہی فاضل اجل شیخ نور الدین محمد بیگ نے آپ کے اصل مکتوبات
ہندوستان سے منگوا کر مقابلہ کیا، معلوم ہوا، کہ محمد صالح نے مکتوبات

میں تحریف کی ہے، فی الحقیقت حضرت مجدد و الف ثانی علیہ الرحمۃ کے
مکتوبات اسرار و معارف کا مخزن ہیں، ان پر عمل کرنا چاہیے،

اولاد

حضرت مجدد و الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سات صاحبزادے اور
بچے صاحبزادیاں تھیں،

صاحبزادے | صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

- ۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت خواجہ
- محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
- (۴) حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ
- اللہ علیہ (۶) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت خواجہ
- محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ،

ان حضرات میں سے صرف چار صاحب اولاد تھے اور باقی تین یعنی حضرت
خواجہ محمد عیسیٰ، حضرت خواجہ محمد فرخ، اور حضرت خواجہ محمد اشرف، طفولیت
کے زمانہ میں ہی اس جہاں سے رحلت فرما گئے تھے،

صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے، (۱) بی بی رقیہ بانو (۲)
صاحبزادیاں بی بی خدیجہ بانو (۳) بی بی ام کلثوم، بی بی خدیجہ بانو
صاحب اولاد تھیں، اور باقی دو تو بچپن کے زمانہ میں ہی انتقال کر گئی تھیں۔

تفصیلی حالات

گو آپ کے صاحبزادوں کے حالات تو اس امر کے مقتضی ہیں، کہ انکو

علیحدہ علیحدہ کتاب کی صورت میں لکھا جائے، تاہم اس جگہ ان کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے،

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پہلے فرزند میں، آپکی ولادت سنہ ہجری میں ہوئی، زمانہ طفولیت سے ولایت و قطبیت کے آثار آپکی پیشانی سے نمایاں تھے، آیام طفولیت میں آپ اپنے جدا مجد کی تربیت میں رہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ میرے والد مجھ سے فرمایا کرتے تھے، کہ تمہارا یہ بیٹا، ہم سے عجیب عجیب باتیں پوچھتا ہے، جن کے جواب بدشواری دیئے جاتے ہیں۔

طریقیت

فنا وبقا | جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے، تو حضرت خواجہ محمد صادقؒ بھی آپ کے ہمراہ تھے، آپنے کہاں شفقت سے اپنے فرزند کو فنا و بقا سے مشرف فرمایا،

ان آیام میں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا کثرت جذبات و غلبات کی وجہ سے یہ حال ہو گیا تھا، کہ برہنہ پاؤں اور ننگے سر پھرتے رہتے،

ایک روز بارش میں برہنہ سر آشفقتہ حال کھڑے تھے، کہ اتفاقاً حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا اس طرف سے گذر ہوا، تو آپ نے

تہنم کر کے فرمایا، دیکھو! ہمارا مجذوب کیا کر رہا ہے،
مرتب ایک دفعہ گرد و نواح سے ایک درویش حضرت مجذوب
 الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ درویش
 ایک بزرگ سے تمام سلوک طے کر کے اس سے خلافت و اجازت بھی
 حاصل کر چکا تھا، اس نے آتے ہی آپ سے اپنے احوال بیان کئے
 اور عرض کیا، کہ اگر آپ کے پاس بھی یہی ہے، جو کچھ کہ میں حاصل کر چکا
 ہوں، تو آپ کو کیوں تکلیف دوں، اور اگر کچھ زیادہ ہے، تو پھر استفاضہ
 کروں۔

آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرما کر
 کہا، کہ بیٹا! اپنے بہان درویش کے سامنے اپنے احوال بیان کرو،
 جب آپ نے اپنے احوال بیان کئے، تو اس درویش کے
 احوال سے زیادہ نکلے، وہ درویش فوراً ہی قدموں پر گر پڑا،
کشف آپ بن صبی سے ہی کشف کون و کشف قبور میں نظر مبارک
 و بصیرت صادق رکھتے تھے، چنانچہ حضرت مجذوب الف
 ثانی علیہ الرحمۃ آپ کے کشف و فراست پر اعتماد کرتے تھے، اور
 آپ کو بلا کرا مور کوئیہ و غیبیہ پوچھا کرتے تھے، اور آپ فی الفور بمقتضائے
 کشف اس کا جواب دیدیا کرتے تھے،

کہتے ہیں، کہ آپ کے علم بزرگ شیخ مسعود
شیخ مسعود کا واقعہ رحمۃ اللہ علیہ تجارت کی غرض سے
 عازم خراسان وقت دھار ہوئے، تو حضرت مخدوم زادہ نے

۱۰ اس وقت آپ کی عمر دس سال کی تھی، ۱۲ مندرجہ

اپنے جدا مجد حضرت خواجہ عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مزار پر مراقبہ کیا، اس کے بعد اٹھ کر کہنے لگے، کہ جدا مجد انہیں اس سفر سے منع کرتے ہیں، چونکہ مخدوم زادہ کم عمر تھے، اس لئے انہوں نے ایک پچھنچال کر کے آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا، آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہی ملک عدم ہوئے،

شریعت

علم شریعت اپنے تھوڑے ہی عرصہ میں حاصل کر لیا تھا، ظاہری علم میں آپ کی قوت تحضر اور قوت تدبیر کہ یہاں تک زبردست تھی، کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم آپ کے پاس آیا، جو معقولات میں بے نظیر تھا اپنے اس سے علوم ہدیت و حکمت کے متعلق چند طبع زاد دقائق بیان کئے، جب آپ بیان کر چکے، تو فاضل موصوف نے کہا، کہ ممکن تھا، کہ اگر میں اس نوجوان کو نہ دیکھتا، تو شاید یقین کر لیتا، کہ طلیم ہندوستان کے کسی طالب علم میں عقلی علوم کے دقیق مسائل کے سمجھنے کے لئے قوت تدبیر کہہ ہی نہیں۔

الغرض اوائل ریجان میں ہی اپنے علمی و عملی وہ ترقی حاصل کی، جو شاذ و نادر ہی کسی کو حاصل ہوتی ہے،

وفات

۱۲۵۰ھ ہجری میں جب شہر سرہند میں مرض طاعون کا زور ہوا، تو اپنے فرمایا، کہ و با کوئی تر لقمہ چاہتی ہے، جب تک یہ مجھے نہ

بچائیگی، فرو نہ ہوگی، چنانچہ آپ کو بخار چڑھ گیا، اور روز و شب نہ ہم زینع الاول ۲۵ نہ بھری کو آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

ایک درویش کا خواب | آپ کے انتقال کے بعد ایک درویش نے خواب میں کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ جو کوئی آپ کا نام بکھرا اپنے پاس رکھیگا، وہ اس مرض سے نجات پائے گا، چنانچہ تجربہ کے بعد ایسا ہی ثابت ہوا،

اولاد

شیخ محمد | آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند شیخ محمد تھے، جو بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے، ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہتے، اور کھانا وغیرہ بہت کم کھاتے تھے، بسا اوقات تو آپ کی والدہ کھانا بجا کر خود ان کے منہ میں تقییں دیتی تھیں،

آپ کے تین فرزند تھے (۱) شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، (۲) شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ، (۳) شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے تھے، نہایت صالح، متقی، متدین اور پرہیزگار تھے،

شیخ محمد ابراہیم | آپ کے تین بیٹے (۱) شیخ محمد اسحق رحمۃ اللہ علیہ (۲) شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (۳) شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، اور ایک بیٹی زینت النساء تھی۔

(۲) شیخ محمد عابدؒ آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے
فرزند تھے اور ع و تقویٰ سے آراستہ

تھے، آپ کا صرف ایک بڑا شیخ بہاؤ الدین عرف شیخ کلاں تھا،
(۳) شیخ محمد زاہدؒ آپ شیخ محمد کے تیسرے فرزند تھے، نہایت

مشتقی اور پرہیزگار تھے، اپنے آباؤ اجداد کے
طریقہ پر کار بند تھے، آپ کی ایک بیٹی تھی، جو شیخ ابراہیمؒ کے بیٹے
شیخ شمس الدینؒ سے منسوب تھی۔

(۲) حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند
تھے، آپ مکارم، خلاق، و نور احوال، نرمی گفتار اور کثرت فضائل سے
آراستہ تھے۔

سعید از ازل آمدہ نام او

سعادت بود اولین کارم او

آپ کی ولادت ماہ شعبان ۸۵۰ ہجری میں ہوئی۔

شہریت

جب آپ سن تین کو پہنچے، تو تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے
کچھ حصہ علوم کا آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے تحصیل کیا
اور کچھ اپنے برادر بزرگ کی خدمت میں، باقی علوم کی تحصیل شیخ طاہر
لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کی، الغرض سترہ سال کی عمر میں

آپ بالکل فارغ التحصیل ہو گئے ،

اس کے بعد آپ بہارتِ تمام کتب معقول و منقول کا درس دینے لگے ، اور بعض کتابوں پر حواشی بھی لکھے ۔

سجدہ تہجیت | ایک دفعہ لاہور کے ایک بزرگ نے مجلس منقذ کی ، اور علماء و مشائخ بلدہ کو جمع کیا ، حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بھی مع برادر عزیز کے اس مجلس میں موجود تھے اتفاق سے علماء کے درمیان سجدہ تہجیت و سجدہ عبادت کے متعلق گفتگو ہونے لگی ،

حضرت مخدوم زاودہ مع برادر عزیز ایک جانب تھے ، اور جماعت علماء ایک جانب ، تمام علماء آپ کی قوتِ علیہ کو دیکھ کر انگشت بندھا رہ گئے ، دریافت کرنے لگے ، کہ یہ دونوں کون صاحب ہیں ؟ جب ان کو معلوم ہوا ، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے ہیں ، تو کہنے لگے ، ایسے صدق ولایت سے ایسے ہی دُرِ ہدایت نکلا کرتے ہیں ۔

طریقیت

غائبانہ نسبت | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے ، کہ محمد سعید چار پانچ برس کا تھا ، کہ بیمار ہو گیا ، غلبہٴ ضعف میں اس سے پوچھا گیا ، کہ کیا چاہتے ہو ، بے اختیاراً کہا ، کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو چاہتا ہوں ۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ باقی باللہ

رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا، تو خواجہ صاحب نے فرمایا، کہ محمد سعید
بڑا رند ہے، اس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لی ہے،
اخذ طریقہ اپنے اخذ طریقہ و مراقبہ اپنے والد بزرگوار
سے کیا، اور نسبتہائے علیہ کو پہنچے،

کرامات

آپ سے بہت سے خارق عادت امور بھی ظاہر ہوئے، تبرکاً
دو ایک درج کئے جاتے ہیں،

باغ کی سیر سلطان الاولیاء، حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک بار حضرت خواجہ
محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دو لہنتہ نوجوان مخلص نے
آپ سے ایک روز عرض کیا، کہ حضور! اجازت ہو، تو باغ کی سیر کراؤں
آپ نے فرمایا، لو! تمہیں یہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں یہ کہتے
ہی آپ نے اُس کے چہرہ پر اپنی آستین ڈالی، اور فرمایا، غور سے
دیکھو، دیکھتے ہی اس نے اپنے آپ کو ایک ایسے باغ میں پایا،
جو اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا، اس نے اپنے زعم میں قریباً
نصف دن اس باغ کی سیر کی، لیکن جب آستین اٹھائی، تو صرف ایک
گھڑی گزری تھی۔

باطنی قوت حضرت شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں، کہ ایک دفعہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر
تھا، جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھسٹتا، اور کوئی شخص اُسے

آتے جاتے نہ دیکھ سکتا، اور اگر وہ کبھی ظاہری شکل و صورت میں بھی
 کسی کے گھر میں چلا جاتا، تو کسی کو اتنی جرأت نہ پڑتی، کہ اُسے باہر نکال
 دے، لشکر میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک
 مخلص بھی تھا، اس کے گھر میں وہ فقیر گھس آیا، اُس مخلص نے اُس
 فقیر کو روکا، جس پر اُس فقیر نے اُس مخلص کو اٹھا کر زمین پر دے مارا
 اور اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا، اُس نے مجبوراً حضرت خواجہ محمد سعید
 رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی، توجہ کرتے ہی ایسا معلوم
 ہوا، کہ آپ آئے ہیں، اور آتے ہی اپنے اُس فقیر کو جھٹک کر باہر
 نکال دیا ہے، اس کے بعد پھر وہ فقیر اس مخلص کے گھر میں کبھی نہ آیا

وفات

جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر
 سفر شاہجہان آباد | تخت نشین ہوا، تو اس نے بڑے

اخلاص اور بڑی سفت و سماجت سے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ
 علیہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا، آپ بھی اس کے
 اخلاص کو مد نظر رکھ کر تشریف لے گئے، ابھی شاہجہان آباد ہی
 میں تھے، کہ بیماری نے اُن دبا دیا، شبانہ روز ترقی کرتی گئی، بہت
 علاج معالجہ کرایا، مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جب اپنے معلوم کیا، کہ ایام وصال نزدیک ہیں، تو
 مراجعت | بادشاہ سے رخصت لے کر سرسند کی طرف

روانہ ہوئے، ابھی شاہجہاں آباد سے چھتیس^{۳۶} میل مسافت طے کر کے ایک گاؤں میں پہنچے تھے، کہ عمر نے وفات کی، اور آپ داعی اجل کو بیگ کہ کر رخصت ہو گئے،

پھر خدام آپ کو تھمبیر و تکفین کے بعد پاکی میں **تکفین و تدفین** ڈاکر سمرند لائے، اور حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کے قبہ میں دفن کیا۔

آپ کی تاریخ وفات ۲۷ جمادی الثانی **تاریخ وفات** ۱۰۰۰ھ ہے۔

وفات کے بعد کے واقعات

آپ کی وفات کے بعد کئی ایک عجیب و غریب واقعات ظہور پذیر ہوئے، جنکا تذکرہ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے،

پہلا واقعہ **پہلا واقعہ** شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا، اور ہر گھڑی بسبب بقیاری آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھتا تھا، ایک دفعہ جو چہرہ مبارک سے چادر کا کونا اٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ چادر خانی پڑی ہے، اور آپ اس میں نہیں، میں نہایت پریشان ہوا، لیکن جو نہی میں نے دوبارہ چادر کا کونا اٹھایا، تو آپ برستور پاکی میں موجود تھے،

وفات کے کچھ عرصہ بعد آپ کی قبر کی لحد بارش کے پانی کے سبب سے تنگی ہو گئی تھی، جب **دوسرا واقعہ**

دوبارہ درست کرنے لگے، تو دیکھا کہ آپکا بدن مبارک بدستور قائم
 تھا، بلکہ کفن تک میلا نہیں ہوا تھا۔
 عمر اوقات کے وقت آپ کی عمر پورے پینسٹھ سال کی تھی،

اولاد

آپ کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں،
 صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں

صاحبزادے (۱) شاہ عبداللہ (۲) شاہ لطف اللہ (۳) مولوی فرخ شاہ (۴) شیخ سعد الدین (۵) شیخ عبدالاحد (۶) شیخ خلیل اللہ (۷) شیخ محمد یعقوب (۸) شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہم
 اجمین -

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں -

صاحبزادیاں (۱) بی بی صالحہ (۲) بی بی فاطمہ (۳) بی بی شاکرہ (۴) بی بی شرف النساء (۵) بی بی زینب -

تفصیلی حالات

(۱) شاہ عبداللہ آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ
 علیہ کے سب سے بڑے فرزند
 ہیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی حیات میں ہی پیدا ہوئے
 تھے، اپنے سلوک باطنی اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا تھا، آپ کا
 ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں، بیٹے کا نام شیخ عبداللہ الحق تھا۔

(۲) شاہ لطف اللہ آپ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے دوسرے بیٹے ہیں، آپ اپنے زمانہ

کے صالح اور عارف تھے، باطنی سلوک اپنے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں، آپ کا کوئی بیٹا نہ تھا،

(۳) مولوی فرخ شاہ آپ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے پندرہویں بیٹے ہیں، آپ ظاہری

و باطنی علوم کے جامع تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد ہے، مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتب پر حواشی لکھے، مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کلام مبارک پر جو اعتراضات کئے تھے، ان کے جواب میں کشف العطاء نام ایک کتاب لکھی، آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا۔

حضرت شیخ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جب مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے، لیکن زبان بدستور ذکر الہی میں متحرک تھی، میں حیران رہ گیا، کہ یہ کس قسم کی نیند ہے، ہر چند میں نے آپ کو جگانے کی کوشش کی، لیکن آپ بدستور سوئے رہے۔

۴، سوال اللہ بھجری کو آپ کا انتقال ہوا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ مبارک میں قبہ شریف سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے، آپ کے مرقد شریف پر قبہ نہایا گیا۔

آپکی اولاد کی تعداد سات ہے ، چار لڑکے اور تین لڑکیاں ، بیٹوں کے نام یہ ہیں ،

(۱) علی رضاؒ (۲) مولوی محمد ارشدؒ (۳) شیخ نصیر اللہؒ (۴) شیخ محمد سعیدؒ ،

ان میں سے علی رضا باپ سے منحرف ہو کر جزائر وغیرہ میں چلے گئے تھے ، وہاں انہوں نے سخت مشقت و ریاضت اٹھانے کے بعد علم تکمیل ، تفسیر ، کیمیا اور سیمیا وغیرہ حاصل کر کے جنات کو اپنے قابو میں کیا ، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان سب باتوں سے تائب ہو گئے تھے ، اور اپنے والد بزرگوار سے معافی بھی مانگ لی تھی ۔

(۴) شیخ سعد الدینؒ آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے فرزند ہیں ، آپ

نے سلوک باطنی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا ، صلاحیت و پرہیزگاری ، ورع و تقوا اور شریعت و طریقت پر ثبات قدمی میں بے نظیر تھے ۔

آپ کے ماں صرف ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ، بیٹے کا نام شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ علیہ تھا ۔

(۵) شیخ عبد الاحدؒ آپ حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں ، آپ پہلے

اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے ، بعد ازاں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا ، اور خلافت پائی آپ اپنے زمانہ کے قطب تھے ، ظاہری علم بھی آپ نے انتہائی درجہ

تک حاصل کیا تھا،

جس سال کفار سرہند پر حملہ آور ہوئے، آپ نے انکی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پیشتر دیدی تھی، آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شاہ جہان آباد چلے آئے تھے، اور وہیں جمعہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے، پھر آپ کو سرہند شریف میں لاکر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔

آپکی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں،

۱۔ شیخ ابو حنیفہؒ (۲) شیخ محمد تقیؒ (۳) شیخ محمد جوادؒ (۴) شیخ

نور الحقؒ۔

آپ کے خلفاء بھی بہت سے تھے، چند ایک مشہور خلفاء کے نام درج کئے جاتے ہیں،

۱۱۔ شیخ محمد عابدؒ۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی

استفادہ کیا۔

(۲) سید جیونؒ؟۔ آپ کے اہمالہ میں بکثرت مرید تھے۔

(۳) حاجی محمد امینؒ۔ لاہور میں آپ کے بہت سے لوگ مرید تھے

(۴) شاہ گلشنؒ؟۔ آپ شعر بہت عمدہ کہا کرتے تھے، اکثر

شعرا آپ کے ہی شاگرد ہیں، باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے

(۵) شیخ مرادؒ؟۔ آپ اپنے وقت کے مشہور مشائخ

میں سے تھے۔

(۶) شیخ خلیل اللہ | آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

کے چھٹے فرزند ہیں، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، علم و حلم، ورع اور تقویٰ سے بدرجہ کمال آراستہ تھے، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے، ۳۱ سال ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرمائے گئے، آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ شریف میں قبۃ کے برابر مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔
آپ کی ایک بیٹی اور تین بیٹے تھے۔

(۷) شیخ محمد یعقوب | آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتویں فرزند ہیں، آپ بھی حضرت

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، سلوک باطنی آپ نے حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی، بیٹے کا نام شیخ محمد عصمت اللہ تھا
شیخ محمد تقی | آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھویں فرزند تھے، آپ بھی خواجہ

محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے، آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی، چنانچہ اُس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، آپ کی شجاعت بہادری اور قوت کی یہ کیفیت تھی، کہ ایک دو شاخوں والا درخت تھا، جس کی شاخیں ہاتھی کے پاؤں سے بھی سوٹی تھیں، اپنے دونوں شاخوں کو پکڑ کر دھکے مار کر دیا تھا۔

آپ کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں، لڑکے کا نام میر
نجیب اللہ تھا۔

(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں
آپ کی ولادت گیارہ ماہ شوال المکرم سنہ ہجری کو
ولادت ہوئی، ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی علیہ
الرحمۃ نے خواب میں دیکھا تھا، کہ تمام اویسا اللہ ایک جگہ جمع ہیں،
اور آپ کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں، کہ مبارک ہو! آپ کے
گھر میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، جو آپ کے تمام
کمالات کا وارث کابل ہوگا،

آپ کی شیرخوارگی کے ایام کا ایک یہ واقعہ مشہور ہے، کہ آپ
ماہ رمضان میں بالکل دودھ نہ پیا کرتے تھے، ایک دفعہ ماہ رمضان
میں لوگوں کو شبہ ہوا، کہ شاید چاند نکلا ہے، یا نہیں، اگلے دن
تک بھی کوئی شہادت نہ آئی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
نے فرمایا، اچھا! دریافت کرو، کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا
ہے، یا نہیں، معلوم ہوا، کہ نہیں پیا، آپ نے فرمایا، معلوم ہوتا
ہے، کہ آج سے ماہ رمضان شروع ہے، چنانچہ اس امر
کی دو تین روز کے بعد شہادتیں بھی آگئیں،

شہادت

حفظ قرآن شریف آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف

تجوید و قرأت کے ساتھ حفظ کر لیا تھا ،

علم معقول و منقول | پھر ایک قلیل ہی عرصہ میں معقول و منقول

کی تمام کتب سے بالکل فارغ ہو گئے

تھے ، آپ کی یادداشت اس قدر تیز تھی ، کہ اگر ایک دفعہ کوئی بات

آپ کے مطالعہ سے گذر جاتی ، تو پھر تھوڑے کئے کبھی فراموش

ہونے نہ پاتی ،

طریقت

حقیقتِ تجلی ذات | ابھی آپ کا زمانہ لطفولیت ہی تھا ، کہ آپ

نے حقیقتِ تجلی ذات اور توحید میں

نبُ کثانی کی ، اور کہنے لگے ، کہ میں زمین ہوں ، میں آسمان ہوں میں

فلاں ہوں ، میں فلاں ہوں ۔

امینار قطبیت | جب آپکی عمر چودہ سال کی ہوئی ، تو ایک دن آپ

نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت

میں عرض کیا ، کہ میں اپنے آپ سے ایک ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں

جس سے تمام عالم منور ہے ، اور وہ تمام موجودات کے ذرے ذرے

میں سرایت کئے ہوئے ہے ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے

فرمایا ، کہ میری بات کو یاد رکھنا ، تم اپنے وقت کے قطب

ہو گے ۔

تو آخر چو من قطب دوران شوی

زمن این حکایت بیاد آوری

۳۳۲ھ ہجری میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر منصب قیومیت

خلعت قیومیت

سے سرفراز فرمایا،

یکم ربیع الاول ۳۳۲ھ ہجری پنجشنبہ کے روز

سندارشاہ

اشراق کے وقت آپ سندارشاہ پر جلوہ افروز ہوئے، اُس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ ان میں سے دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بڑے بڑے خلفائے تھے،

آپ کی شادی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے

تزوج

خلیفہ خاص میر صفیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیٹی بی بی رقیہ سے ہوئی، آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے،

۳۳۲ھ ہجری میں ہی آپ کے ماں ایک فرزند

ولادت فرزند

ارجمند پیدا ہوئے، جبکہ نام آپ نے محمد نقشبند کنیت ابو القاسم اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا۔

ہجوم خلق

جب آپ کا شہرہ عام ہو گیا، تو کثرت کے ساتھ علماء و مشائخ اقطاب و اطراف سے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لئے آنے شروع ہوئے،

خواجہ محمد حنیف کابلی

خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ جو کابل کے بڑے مشائخ سے تھے

آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا، کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا تھا، کہ اولیائے اُمت شہر سمرہند میں جمع ہیں، اور ان کے درمیان ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے، خواجہ صاحب نے دریافت کیا، کہ یہ کون صاحب ہیں، جو تخت نشین ہیں؟ جواب ملا، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ اس سے قبل میر محمد نعمان کے آشنا تھے، صبح اٹھ کر یہ خواب ان سے بیان کیا، میر صاحب نے خواجہ صاحب کو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لا کر مرید کرایا، اپنے کچھ عرصہ کے بعد خواجہ صاحب کو خلافت دیکر کابل روانہ کر دیا، وہاں خواجہ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے، آپ کی خدمت میں

حاضر ہو کر مرید ہوئے، آپ اپنے مرید ہونے کا یہ سبب بیان فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بلخ سے سمرقند آ رہا تھا، کہ میں نے ہر منزل پر گروہ درگروہ ہزار ہا آدمی ہندوستان کو جاتے ہوئے دیکھے، میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا، کہ تم کدھر جا رہے ہو انہوں نے کہا، کہ ہم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سمرہند تشریف جا رہے ہیں، میں حیران رہ گیا، کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے جس کے پاس

اس قدر بڑی دل لوگ جا رہے ہیں یہ دیکھ کر میرے دل میں
 آپ کی محبت پیدا ہو گئی، بے اختیار آپ کی زیارت کو
 دل چاہتا ہوں، بالآخر میں نے استخارہ کیا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں، کہ
 اللہ کی مخلوق کثرت کے ساتھ آپ کی زیارت کو جا رہی ہے، اور یہ
 آواز آرہی ہے، کہ محمد صدیق! تم بھی چلو، تم بھی چلو، جب میں صبح
 اٹھا، تو اپنے کام کو خیر باد کہہ دوں دراز سفر طے کر کے خدمت اقدس
 میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا،

سید اخون ننگر پار کے بڑے شیخ سید اخون آپ کے
 حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، آپ کے مرید

ہونے کا یہ سبب ہوا، کہ اخون صاحب ایک ایسی مجلس میں گئے،
 جہاں آپ کے مخالفین بھی موجود تھے، جب اتفاقاً آپ کا ذکر
 خیر ہوا، تو مخالفین نے آپ کے برخلاف مخالفانہ و معاندانہ باتیں
 شروع کیں، اس مجلس میں آپ کا ایک مرید بھی موجود تھا، اس نے
 لٹکار کر کہا، کہ او ظالمو! تم ایسے شخص کے حق میں برا بھلا کہتے ہو
 جو ایک ادب کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے، جس کے تمام
 افعال و اقوال کتاب و سنت کے موافق ہیں، جس کے ذریعہ سے
 شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو رواج ہو رہا ہے،

بعد ازاں اس نے ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف منہ کر کے دعا
 مانگی، کہ اے پروردگار! اگر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
 حق پر ہیں، تو ان لوگوں کو کوئی نشان دکھا، ابھی وہ شخص دعا مانگ
 ہی رہا تھا، کہ اس زور سے آندھی اور جھکڑ آیا، کہ چاروں طرف تاریکی

چھاگئی، اس کے بعد سخت زلزلہ آیا، جس سے مکانوں کی بنیادیں
ہل گئیں، درخت جڑ سے اکھڑ کر زمین پر گر گئے، کئی گھنٹے یہی
کیفیت رہی،

یہ دیکھ کر سب مخالفین اپنی مخالفت سے باز آئے، اور مع انون
صاحب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں
داخل ہوئے،

خواجہ عبد الصمد کاہلی ^{رح} | خواجہ عبد الصمد کاہلی رحمۃ اللہ علیہ
جو کاہل کے بڑے خواجہ زادوں

میں سے تھے، اپنا خواب بیان کرتے ہیں، کہ ایک رات میں نے
خواب میں دیکھا، کہ ایک جگہ اویسا دانش جمع میں، میں ان میں جا
گھسا ہوں، ان سے میں نے کہا، کہ مجھے حضرت خواجہ محمد معصوم
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا دو، دو شخصوں نے پکڑ کر مجھے
آپ کے پاس پہنچا دیا، صبح اٹھا، تو حاضر خدمت ہو کر حلقہ ارادت
میں داخل ہو گیا۔

شیخ بدر الدین ^{رح} | یہ دونوں حضرات بھی رویائے صادقہ
کی بنا پر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل
ہوئے، اور خلافت حاصل کی،
اور شیخ انور ^{رح}

شیخ عبد اللہ دمشقی ^{رح} | شیخ عبد اللہ دمشقی جو مشائخ شام
کے سردار تھے، ایک رات مسجد اقصیٰ

میں گئے، نماز عشاء کے بعد جب لوگ چلے گئے، تو شیخ صاحب
ایک کونے میں بیٹھ گئے، ابھی ایک ساعت نہ گزری تھی، کہ کیا

دیکھتے ہیں، کہ نورانی چہروں والے لوگ کثرت کے ساتھ گروہ در
گروہ مسجد میں آکر وضو کر کے بیٹھ گئے ہیں، ایسے معلوم ہوتا ہے
کہ کسی شخص کا انتظار کر رہے ہیں، اتنے میں ایک بزرگ تخت پر
بیٹھا ہوا نمودار ہوا، سب نے اس کا استقبال کیا، پھر ایک جوان کو
لا کر اس بزرگ مرد کے فرمان سے خلعت پہنائی گئی، اس کے
بعد خود اس بزرگ نے اپنے ہاتھ سے اس جوان کے سر پر دستار
رکھی، شیخ عبد اللہ نے پوچھا، کہ یہ تخت نشین بزرگ کون ہیں؟
اور جس جوان کی دستار بندی کی گئی ہے، وہ کون ہے؟ حاضرین
نے کہا، کہ تخت پر کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے
صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آج اس ملک
کا قطب فوت ہو گیا تھا، تمام اولیاء اللہ اس لئے جمع ہوئے ہیں،
کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر
فرماویں، سو اس نوجوان کو اس علاقہ کی خلعت قطیبت پہنائی گئی ہے
علی الصبح شیخ عبد اللہ ملک شام کے ایک ہزار بڑے
بڑے مشائخ اور علماء سمیت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
کی زیارت کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے،

شیخ عبد السلام | شیخ عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو
علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس

میں مسجد اقصیٰ کے متواتر تھے، جب صبح تمام قصہ سنا، تو بے اختیار
قدم بوسی کے لئے سات سو علماء کی میت میں ہندوستان
کی طرف روانہ ہوئے،

الغرض شیخ عبد اللہ اور شیخ عبد السلام اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کے حال پر نہایت شفقت فرمائی، اور ان سب کو حلقہ ارادت میں داخل فرمایا۔

حاکم روم | حاکم روم شیخ عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت معتقد تھا، اس نے جب شیخ صاحب سے یہ واقعہ

سنا، تو اپنے وکیل کے ہاتھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عرضی مع تحائف و ہدایا بھیجی، اس عرضی میں اس نے ارادت کی خواہش ظاہر کی ہوئی تھی۔

شیخ حبیب اللہ | شیخ حبیب اللہ اپنے مرید ہونے کا

سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

روز میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا، اور رات کو وہیں سو رہا، جب آدھی رات ہوئی، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے، اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے، اس فوج کے درمیان ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہے، جب یہ فوج میرے قریب پہنچی، تو میں نے دریافت کیا، معلوم ہوا، کہ تخت نشین بزرگ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، صبح میں آپ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا، اور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کچھ عرصہ بعد

منصب خلافت کے سرفراز فرما کر بخارا بھیج دیا تھا۔
شاہ سلیمان | آپکی خدمت میں بھیجی، اس میں حلقہ ارادت میں
 داخل ہونے کے لئے درخواست کی گئی تھی،

کاشغر کا بادشاہ | کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا غائبانہ
 مرید ہوا،

بین کا بادشاہ | شاہ بین بھی آپ کا مرید ہوا، اس کے مرید
 ہونے کا باعث یہ ہوا، کہ حضرت خواجہ

محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے چند خاص مرید حج کے لئے گئے
 تو اثنائے راہ میں علاقہ بین کے ایک شہر سے ان کا گذر ہوا، وہاں
 کا حاکم شاہ بین کے رشتہ داروں میں سے تھا، جب اُس نے آپ
 کے مریدوں کو شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا، اور
 ہر طرح سے صالح دیکھا، تو ان کا نہایت ہی معتقد ہو گیا، اتفاقاً
 ان دنوں شاہ بین کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہو گئی، کہ زندگی کی کچھ
 امید باقی نہ رہی، اطباء نے لا علاج کر دیا، ایک روز تو ایسی
 غشی طاری ہوئی، کہ قریب المرگ ہو گئی، شاہ بین نے ان سے
 دعاؤں و توجہ کی درخواست کی، انہوں نے تھوڑا سا پانی دم کر کے
 دیا، کہ مریضہ پر چھڑک دو، بادشاہ نے ایسا ہی کیا، مگر چھڑکتے
 ہی آرام ہو گیا، وہ ان کا اور بھی معتقد ہو گیا، آخر جب اس کو
 معلوم ہوا، کہ یہ لوگ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
 کے مرید ہیں، تو آپ کا نہایت ہی معتقد ہو گیا، ایک دن آپ

کے متعلق ایک عجیب و غریب خواب بھی دیکھا، پھر توبے اختیار
 آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لئے اس نے
 آپکی خدمت میں ایک عریضہ لکھا، اور آپ کا غائبانہ مرید ہوا،
شیخ مراد ہندوستان کے بڑے بزرگ شیخ مراد بھی روپائے
 صادق کی بنا پر آپ کے مرید ہوئے، آپ نے شیخ
 مراد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا، اور خلافت دے کر
 ملک شام میں روانہ فرما دیا۔

شیخ میر شیخ میر رحمۃ اللہ علیہ جو ارکان سلطنت میں سے
 تھے، آپ کے مرید ہوئے۔

حج بیت اللہ

جب ۶۶ھ ہجری میں آپ کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا
 اشتیاق لاحق ہوا، تو آپ حج کا عزم مصمم کر کے رخصت ہونے
 کے لئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے روضہ شریف پر
 گئے، کچھ دیر مراقب رہنے کے بعد تشریف لے آئے، پھر
 اپنے دونوں بھائیوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ
 محمد یحییٰ اور سات ہزار خاص مریدین کی معیت میں حرمین الشریفین
 کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے، جب اکبر آباد پہنچے، تو بادشاہ
 نے استقبال کیا، اور بہت کچھ تحائف و ہدایا آپ کے پیش کئے،
 لیکن آپ نے تھوڑے سے رکھے، اور باقی سب واپس
 کر دیئے۔

پھر آپ اکبر آباد سے ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوئے اٹھائے
راہ میں چالیس ہزار آدمی حج کے ارادہ سے آپ کے ساتھ ہو
گئے، ساحل پر پہنچ کر آپ جہاز پر سوار ہوئے۔

یمن | جب جہاز یمن کی بندرگاہ پر پہنچا، تو والے یمن نے
ارکان سلطنت کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا، پھر
وہاں سے آپ اونٹوں پر سوار ہو کر حرم شریف کی طرف روانہ
ہوئے،

مکہ معظمہ | مکہ معظمہ میں عرب، روم، شام، یمن کے ہزار ٹالوگ
ہر وقت آپ کی خدمت میں موجود رہتے، اور
کثرت سے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے،

مدینہ منورہ | پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف
کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے، روضہ شریف
ہر روز کئی کئی گھنٹے متواتر حالت مراقبہ میں بیٹھے رہتے۔

مراجعت | پھر کچھ مدت قیام کرنے کے بعد اپنے عرب
یمن، روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت
کیا، اور خود اپنے اصحاب سمیت ہندوستان آنے کے لئے
جہاز پر سوار ہوئے،

استقبال | جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو اس کی خبر
ہوئی، تو اس نے حکم دیا، کہ ہندوستان کے
تمام علماء و مشائخ اور اُمراء وغیرہ آپ کے استقبال کے لئے

جائیں، چنانچہ ہزار ہا لوگ کیا امیر اور کیا فقیر، کیا علما اور کیا شائخ
سب آپ کے استقبال کے لئے گئے، کچھ روز بادشاہ کے
قلعہ میں قیام کرنے کے بعد آپ سیدھے سرہند تشریف لے
آئے۔

کرامات

آپکی بہت سی کرامتیں بھی مشہور ہیں، یہاں صرف چند ایک
درج ذیل کی جاتی ہیں۔

حضرت شیخ محمد مادی رحمۃ اللہ علیہ
(۱) جنات سے ملاقات سے مروی ہے، کہ حضرت خواجہ

محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو مالوہ کے جنگل میں رات
آگئی، جہاں کو سوں تک آبادی کا نام و نشان نہ تھا، آپ کا وہ
مرید بہت گھبراہٹا، اور آپ کی طرف متوجہ ہوا، اتنے میں ایک
بڑا بھاری شکر دکھائی دیا، شکر کے دیکھنے سے اُسے قدمے
تستی ہوئی، جب شکر اس کے پاس پہنچا، تو لوگوں نے اس کی
پٹری آؤ بہکت کی، اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے، بادشاہ
اٹھکر بنگلگیر ہوا،

اتنے میں انہیں سے کسی شخص نے کام کے لئے ہاتھ بڑھایا
تو اس کا ہاتھ کٹی گزلبا ہو گیا، جسے دیکھکر اس شخص کے اوسان
خطا ہو گئے، بادشاہ نے جب اس کی یہ کیفیت دیکھی، تو کہنے لگا،

لہ انہوں نے یہ واقعہ اپنی کتاب کو اکب دریہ میں تحریر فرمایا ہے ۱۲۱ مزہ

ڈروست، یہ سب لوگ جن ہیں، اور میں ان کا بادشاہ ہوں، اس ملک میں رہتا ہوں، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں، آپ نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے، کہ میرا ایک مرید فلاں جنگل میں ہے، اس کی خبر گیری کرو، تم میرے پیر بھائی ہو آج رات میرے پاس رہو، کل جہاں چاہو گے، وہاں نہیں پہنچا دیا جائیگا، رات بھر وہ آرام میں رہنا، صبح انہیں کہا، کہ میں نے فلاں شہر جانا ہے، وہاں پہنچا دو، جنوں کے بادشاہ نے کہا، تمہاری مہمانداری میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے، یہ روپیہ بیلاؤ تمہارے کام آئیگا، اور آنکھیں بند کرو، اس نے روپیہ سنبھال لیا، اور آنکھیں بند کیں، ایک گھڑی کے بعد جب کھولیں، تو اس شہر کے پاس تھا، جب تھیلی کھولی، تو اُس میں پانچ ہزار اشرفیاں نکلیں۔

(۳) طبری مسافت | ایک روز حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں بیٹھے تھے

کہ اچانک آپ کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے، لوگ حیران رہ گئے، جب وہ پوچھی، تو فرمایا، کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا، اُس نے میری طرف توجہ کی، میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو غرق ہونے سے بچا دیا۔

دست بعد وہ سوداگر نذرے کر حاضر خدمت ہوا، تو اس غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا۔

۱۲ یہ واقعہ طبقات معصومی میں لکھا ہے، و اللہ اعلم ۱۲ سنہ ۱۲

(۳) سلام مرض ایک دفعہ آپ کا ایک مرید سخت بیمار ہو گیا،

ہر چند علاج کیا گیا، مگر مرض شبانہ روز ترقی کرتا گیا، زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی، آخر ایک دن اُس نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعاء اور توجہ کے لئے درخواست کی، آپ نے اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا، جس کا پینا ہی تھا، کہ مرض بالکل کا فور ہو گیا،

(۴) پینائی کا لوٹ آنا آپ کے ایک مخلص کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ میری آنکھ

میں درد ہوا، بہتیرا علاج کیا، لیکن بے سود، ایک شخص دوائی لایا جس کی اُس نے بہت تعریف کی، جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی، تو میں اندھا ہو گیا، کچھ عرصہ اسی حالت میں رہا، جب آپ سفر حج سے واپس تشریف لائے، تو ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آپ کی خدمت میں لے گیا، اور میرا سب حال کہ سنایا، آپ نے افسوس کیا، اور اپنا نقاب دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا، کہ آنکھیں بند کرو، گھر جا کر کھولنا، میں نے حسب الحکم آنکھیں گھر جا کر جب کھولیں، تو دونوں بالکل روشن تھیں،

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
(۵) باطنی بصیرت کے خاص مرید حافظ حامد بیان کرتے

ہیں، کہ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا، تو مجھے بھی شوق دانس گیا ہوا میں نے تیساری کی، اور ضروریات سفر ہم پہنچائیں، اسی اثناء میں ایک روز آپ نے فرمایا، حامد! تمہارا جانا کچھ مشکل سا معلوم ہوتا

ہے، اچھا! ہمارے حج سے واپس آنے تک تم قرآن شریف حفظ کر لینا، میں حیران رہ گیا، کہ باوجود سامان مہیا کرنے کے میرا جاتا کیونکر نہ ہوگا، چنانچہ اللہ کا کرنا چند روز بعد میں ایسا بیمار ہو گیا، کہ بستر سے اٹھنے تک کی طاقت نہ رہی، آپ حج کے لئے روانہ ہو گئے، اور میں حسرت و یاس سے کفِ انسوس ملتا پیچھے رہ گیا، جب مجھے بیماری سے افاقم ہوا، تو آپ سمندر پار تھے، میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا، اور آپ کی واپسی تک حفظ کر لیا،

(۶) لڑکے کا پیدا ہونا | آپ کے ایک مرید کے ماں اولاد نہ ہوتی تھی، اُس نے

آپ سے اس بارہ میں التماس کی، آپ نے فرمایا، جاؤ! اس سال تمہارے ماں لڑکا پیدا ہوگا، چنانچہ اسی سال اس کے ماں لڑکا پیدا ہوا، جو بن تیمر کو پہنچ کر آپ کے حلقہٴ ارادت میں داخل ہوا،

(۷) برکت | آپ کے ایک مرید کا بیان ہے، کہ جب میں غربت و افلاس سے تنگ آ گیا، تو میں نے

گھبرا کر آپ کی خدمت میں اپنی تنگ حالی کا شکوہ کیا، آپ نے مجھے اشرفیوں کی ایک تھیلی دی، اور فرمایا، اسے شمارت کرنا جس قدر چاہے، خرچ کئے جانا، چنانچہ میں اس میں سے حسب ضرورت و وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا، حتیٰ کہ ایک لاکھ روپیہ کے قریب میں نے اس میں سے صرف کیا، لیکن وہ اتنے کا اتنا

ہی رہا، ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا، تو سات سو
 نکلا، اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا، تو ختم ہو گیا۔

(۸) باطن بینی | ایک دفعہ سلطان اوزنگ زیب عالمگیر
 اپنے ماتھے سے پھل صفا کر کے آپ کو کھانے

کے لئے دے رہا تھا، کہ آپ کے ایک مرید کے دل میں خیال
 گذرا، کہ اگر آپ یہ صفا شدہ پھل مجھے دیدیں، تو بادشاہ کے
 ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی، ابھی میرے دل میں یہ خیال
 پیدا ہی ہوا تھا، کہ اپنے مجھے بادشاہ کے ماتھے کا صفا شدہ
 پھل دیکر فرمایا، کہ ونیساوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی
 کیا خواہش کرتے ہو، کوشش یہ کرو، کہ اللہ تعالیٰ
 کے ہاں عزت پاؤ۔

وفات

مرض | حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو قدیم سے
 وجع المفاصل کا عارضہ تھا، ۱۷۹۱ء ہجری میں اس مرض
 کا بہت غلبہ ہو گیا، بہت علاج معالجہ کیا، لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا
 بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا، لوگ جب اس مرض کا علاج کرتے،
 تو آپ فرماتے، کہ بے فائدہ تکلیف نہ اٹھاؤ، اب میرے آخری
 ایام ہیں۔

تقسیم کتب | انہی ایام میں اپنے اپنا تمام کتب خانہ چھوڑ
 فرزندوں کو بانٹ دیا۔

شدت مرض | جب آپ کے مفاصل کے درد نے زور پکڑا تو آپ کو تپ بھی ساتھ ہی ہو گیا، آخر روز شنبہ نہم ربیع الاول کو اس دینا سے رحلت فرما گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

کواکب دُریہ میں لکھا ہے، کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی، جب آپ کے ایک خاص مرید نے کان لگا کر سنا، تو آپ سورہ یسین پڑھ رہے تھے،

تاریخ وفات

بہت سے لوگوں نے آپ کی وفات کی تاریخیں لکھی ہیں جنہیں سے چند ایک درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) صبح دینار حلت نمود۔

(۲) بخدا پیوست۔

(۳) نورِ عالم برفت۔

(۴) رفت ز جہاں امام معصوم۔

(۵) آہ بکہ شد مقام قیومیت۔

تجزیہ و تکفین

آپ کے ارتحال کے بعد بہت عیشہ برسا، آپ کو اسی محل میں غسل دیا گیا، جس کے اندر آپ کا وصال ہوا تھا، پھر ایک

بڑی جمعیت کے ساتھ قصر معصومی کے شمال کی طرف کے میدان
میں نماز جنازہ ادا کی گئی، پھر آپ کے قصر کے جنوب کی طرف
کی زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولاد

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے چھ صاحبزادے
اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

صاحبزادے | (۱) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ (۲) حضرت

خواجہ محمد نقشبند ثانی (۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ (۴) حضرت
خواجہ محمد اشرف (۵) حضرت خواجہ سیف الدین (۶) حضرت
شیخ محمد صدیق۔

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔

صاحبزادیاں | (۱) بی بی امت اللہ (۲) بی بی عائشہ (۳) بی بی

عارفہ (۴) بی بی یاقولہ (۵) بی بی صفیہ۔

تفصیلی حالات

صاحبزادوں میں سے صرف تین حضرات یعنی حضرت خواجہ
محمد صبغۃ اللہ، حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی، اور حضرت
خواجہ محمد عبید اللہ کے حالات شہور میں، لہذا انہی
کے تفصیلاً قلبند کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ | آپ حضرت خواجہ
محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

کے بڑے فرزند ہیں، آپ کی ولادت ۱۲۳۲ھ ہجری میں ہوئی،
ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ
علیہ بہت بیمار ہو گئے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس
وقت زندہ تھے، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے
آپ سے اپنے فرزند کے لئے دعا کی درخواست کی، آپ نے
فرمایا، کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو، میں دیکھتا ہوں
کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے، اور ہزار ہا مرید
اس کے گرد کھڑے ہیں، واقعی آپ کے فرمانے کے مطابق
حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر قریباً سو سال
کی ہوئی،

حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے
قبل علم معقول و منقول انتہائی درجہ تک حاصل کیا، پھر باطنی
سلوک اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کیا۔

حضرت خواجہ حسن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے
کہ ایک دفعہ ایک فقیر نے حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ علیہ
الرحمۃ سے سوال کیا، آپ نے اس فقیر کو اپنے استنجا کا ڈھیلا
دے دیا، جب فقیر نے ہاتھ میں پکڑا، تو وہ سونا تھا،

آپ کا وصال ۹ ربیع الثانی ۱۲۳۱ھ ہجری جمعہ کے روز
عصر کے وقت ہوا، آپ کے وصال کے وقت باوجودیکہ سر ہند

میں کفار کا غلبہ تھا، تاہم آپ کو بڑی دیہوم و نام سے ہزار ہا مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں دفن کیا گیا، آپ کے چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں، لڑکوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت شیخ ابوالقاسم (۲۱) حضرت شیخ محمد اسمعیل (۳۱) حضرت شیخ اہل اللہ (۴۱) حضرت شیخ پیر (۴۱) لڑکیوں کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) بی بی صائمہ (۲) بی بی راضیہ (۳) بی بی عالیہ (۴) بی بی ماریہ (۵) بی بی رافضہ (۶) بی بی یاقینہ (۷) بی بی روشن آرا،

(۲) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ ^{طرح} آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

اللہ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں، آپ کی ولادت ۲۱ شعبان ۷۳۷ھ ہجری کو ہوئی،

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا اسم محمد عبید اللہ، لقب بہاء الدین اور کنیت ابوالعباس مقرر فرمائی۔

آپ نے بہت ہی جلدی ظاہری و باطنی علوم و معارف حاصل کر لئے تھے، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بروز سوموار ۱۱ ربیع الاول ۷۹۹ھ ہجری کو آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے، ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل

ہوئے ،
 آپ نے چوالیس سال کی عمر میں وفات پائی ، آپ کے پانچ
 لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں ، بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں -
 ۱۱) حضرت شیخ عبدالرحمنؒ ۱۲) حضرت شیخ عبدالرحیمؒ ۱۳)
 حضرت شیخ محمد نادیؒ ۱۴) حضرت خواجہ محمد یار ساؒ ۱۵) حضرت شیخ
 محمد سالمؒ -
 بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں -

۱۱) بی بی فضل النساء ۱۲) شائستہ بیگم ۱۳) حسن النساء
 ۱۴) حضرت خواجہ محمد تقی ثانیؒ | آپ حضرت خواجہ
 محمد مصوم رحمۃ

اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں ، آپکی ولادت بروز جمعہ ۱۰
 رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ ہجری میں ہوئی ، آپ نے زمانہ طفولیت
 ہی میں سلوک کے مقامات طے کر لئے تھے ، ظاہری علوم سے
 بھی بہت بلد فراغت حاصل کر لی تھی ، آپ اپنے زمانہ کے قطب
 تھے ، اقبولیت کا منصب آپ کو بھی عطا ہوا تھا ، آپ سے بہت
 سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں -

ایک دفعہ ایک شخص کو بچھوٹے کاٹ کھایا تھا ، آپ نے
 لعاب دہن لگا دیا ، مطلقاً کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی ، اسی طرح
 سلب امراض و طبی مسافت کے متعلق آپ کی بہت سی کرامتیں

نہ آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ عبدالرحمن اور شیخ عبدالرحیم زمانہ
 طفولیت ہی میں فوت ہو گئے تھے ۱۲ مندرج

آپنے باطنی احوال کے بارہ میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔

(۹) صوفی پائندہ طلاح | آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بڑے خلیفہ ہیں، آپ نے مدت تک

خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی انتہائی درجہ تک حاصل کیا، اور پھر خلافت حاصل کی، آپ سے خواریق عادات بکثرت ظہور میں آئے، ان میں ایک یہ تھا، کہ آپ زرد کا عذمنہ میں ڈالتے جب نکالتے تو روپیہ نکلتا، جو مستحقین پر صرف ہوتا۔

(۱۰) شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی | آپ کو ملتان کی خلافت حاصل تھی، اس علاقہ

کے گرد و نواح میں آپ نے نقش بند یہ طریقہ کو بہت رواج دیا، آپ عارف کامل تھے،

(۱۱) خواجہ ارغون خطائی | آپ کو ملک خطا کی خلافت حاصل تھی، آپ کے ذریعہ سے وہاں

دین اسلام کو بہت تقویت پہنچی تھی، حتیٰ کہ بہت سے سرکش امرا مسلمان ہو کر آپ کے مرید بن گئے تھے۔

(۱۲) شیخ عطاء اللہ سورتی | آپ خلافت حاصل کر کے بندر سورت میں چلے گئے تھے، جہاں آپ کو

خلافت عامہ نصیب ہوئی، آپ کے ماتھے کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف جو طول میں دو گز اور عرض میں سوا گز تھا، خانقاہ شریف میں پڑا ہے۔

(۱۳) خواجہ کلاں سمرقندی | آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے قریبی خلیفہ ہیں، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ

نے آپ کو خلافت دیکر سمرقند بھیجا دیا تھا، وہاں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کو بہت رواج دیا تھا۔

(۱۴) خواجہ عبدالرحمن فراسمانی | آپ کا نام ہے، آپ

کو وہاں کی خلافت حاصل تھی، بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے، آپ سے بہت سے کرامات و خوارق ظہور میں آئے تھے،
(۱۵) شیخ علی مینی | آپ کو یمن کی خلافت حاصل تھی، شاہ یمن آپ کا مرید تھا، بڑے بڑے علماء و مشائخ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔

(۱۶) خواجہ معین الدین بدخشی | آپ کو بدخشاں کی خلافت حاصل تھی، اکثر اہل بدخشاں

آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے، آپ اس ملک کے بڑے بڑے شیخ شمار ہوتے تھے،

(۱۷) خواجہ محمد کاشف کاشغری | آپ کو کاشغری کی خلافت حاصل تھی، شاہ کاشغری بھی آپ کا

مرید تھا، اس ملک میں آپ نے طریقہ نقشبندیہ کو بہت رواج دیا۔

(۱۸) شیخ عمر و شافعی مینی | آپ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بڑے خلیفہ ہیں، ملک یمن کے جید

علماء سے تھے، یمن میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا۔

(۱۹) خواجہ محمد صادق بخاری | آپ کو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے خلافت دے کر

عرب میں بھیجا تھا، جہاں کثرت کے ساتھ اہل عرب آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے،

(۲۰) حاجی مصطفیٰ جلال آبادی رح آپ کا ارشاد جلال آباد میں بکثرت تھا،

(۲۱) حاجی ابوتراب رح حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت دیکر ماوراء النہر بھیجا تھا، جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے،

(۲۲) حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ساتویں فرزند میں، آپ کی ولادت ۱۰۲۳ھ ہجری میں ہوئی،

وجہ تسمیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کے زمانہ ولادت سے قبل ایک خواب دیکھا تھا، کہ نائفِ غیبی نے آواز دی ہے، کہ آپ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جس سے آپ کا نام روشن ہوگا، جب وہ لڑکا پیدا ہو جائے، تو اس کا نام محمد یحییٰ رکھنا۔

چنانچہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے گھر لڑکا پیدا ہوا، تو آپ نے اس کا نام رویائے صادقہ کی بنا پر محمد یحییٰ رکھا، آپ شاہ جیو کے نام سے مشہور تھے، اس کی وجہ یہ تھی، کہ ایک روز شاہ کماں کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے درخواست کی، کہ اپنا ایک بیٹا مجھے
 عنایت فرماویں، اتفاقاً اس وقت حضرت شیخ محمد بیچے موجود تھے، آپ
 نے فرمایا، اسی کو لے لو، شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر
 اپنی نسبت کا اتفاق کیا، اور فرمایا، کہ آج سے انہیں شاہ جیو کے نام
 سے پکارا کرو۔

تحصیل علم

حفظ قرآن مجید آپ استعداد عالی رکھتے تھے، آپ کی قوت
 حافظہ اس قدر تیز تھی، کہ آٹھ سال کی عمر میں
 اپنے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا،

علم شریعت اسی طفولیت کے زمانہ میں آپ علم معقول و منقول
 سے بالکل فارغ ہو گئے تھے، حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمۃ آپ پر بہت ہی مہربان تھے، اور فرمایا کرتے تھے،
 کہ میرے اس فرزند کی استعداد بہت ہی بلند ہے،

ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سفر اجمیر
 سے مراجعت کی، اور بعض خادم دو تین منزل آپ کے استقبال کے

لئے گئے، تو حضرت خواجہ محمد بیچے رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ہمراہ لینگے
 جب آپ کو معلوم ہوا، کہ والد بزرگوار تو کسی سبب سے تین چار روز

بعد سر ہند جائیں گے، تو آپ نے ان سے رخصت ہونے کی اجازت
 لی، آپ نے فرمایا، بیٹا! اتنی جلدی کیوں واپس جاتے ہو؟ عرض کیا

کہ اگر یہ چند دن میں سبق نہیں پڑھوں گا، تو میرا فلاں ہم سبق مجھ سے

آگے بڑھ جائیگا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ یہ گفتگو سن کر بہت خوش ہوئے، اور فرمایا، کیوں نہیں، یہ طبقہ علمائے ہے،
 حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ، قد و قامت
حلیہ رفتار گفتار، چشم و ابرو سب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
 سے مشابہت تام رکھتے تھے،

آپ نے حضرت خواجہ پیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز
تزوج کے فرزند حضرت خواجہ علیہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ عرف
 خواجہ کلاں کی دختر فرخندہ اختر سے شادی کی تھی، آپ کی تمام
 اولاد اسی خاتون کے بطن سے ہے،

وفات آپ کی وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو ہوئی،
مدفن آپ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقبرہ کے برابر
 مغرب کی جانب دفن کیا گیا۔

اولاد

آپ کی ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے تھے، صاحبزادوں
 کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ ضیاء الدین (۲) شیخ زین العابدین (۳) شیخ محمد امام۔

تفصیلی حالات

(۱) شیخ ضیاء الدین آپ حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ
 کے بڑے فرزند ہیں، حضرت خواجہ

محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، باطنی سلوک اپنے حضرت خواجہ
محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پورا کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پوتوں میں اپنے سب سے
اخیر دنیا سے رحلت فرمائی، آپ کا وصال ۱۲۶۶ھ ہجری میں ہوا، وصال کے
بعد آپ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔

آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں، لڑکوں کے نام یہ ہیں۔
(۱) شیخ حسن علی معروف بہ شاہ چراغؒ (۲) شیخ شاہ احمدؒ۔

(۲) شیخ زین العابدینؒ | آپ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ
کے دوسرے فرزند ہیں، شیخ فقیر اللہ

کے نام سے مشہور تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے، اپنے
وقت کے عالم تھے، ۱۱۲۰ھ ہجری کو رحلت فرمائے۔

آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں
کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ نور الاحدؒ (۲) شیخ رضوان اللہؒ (۳) شیخ محمد روشن ضمیرؒ (۴)
شیخ محمد درویشؒ (۵) شیخ شاہ گداؒ (۶) شیخ ضیاء احمدؒ (۷) شیخ رضی الدینؒ،
(۳) شیخ محمد امامؒ | آپ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ
کے تیسرے فرزند ہیں، آپ کے ماں کوئی

لڑکی لڑکا نہیں ہوا۔

(۵) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چوتھے فرزند ہیں، آپ

گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے تھے، اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب خوارق ظہور میں آئے۔

(۶) حضرت خواجہ محمد عبسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پانچویں فرزند ہیں، آٹھ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس جہان سے رخصت ہو گئے تھے،

آپ کا نام محمد عبسی رکھنے کی وجہ یہ تھی، کہ جس وقت آپ شکم ماور میں تھے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کشفی حالت میں دیکھا، کہ حضرت عبسی علیہ السلام تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں، کہ آپ کے گھر میں ایک فرزند تولد ہوگا، اسکا نام ہمارے نام پر رکھنا۔

(۷) حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چھٹے فرزند ہیں، دو سال کی عمر میں وفات پانگے تھے،

صاحبزادیوں کے تفصیلی حالات

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادیاں جیسا کہ بیان ہو

چکا ہے، تبین تھیں۔

(۱) بی بی رقیہؑ | آپ حالت شیرخوارگی میں فوت ہو گئی تھیں۔

(۲) اُم کلثوم آپ چودہ سال کی عمر میں اس جہان سے رخصت ہو گئی تھیں۔

(۳) خدیجہ بانو آپ صاحب اولاد تھیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ

الرحمۃ کے بیٹے شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی منسوبہ تھیں، آپ کے تین بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔

اولاد

(۱) شیخ غلام محمد آپ خدیجہ بانو کے بڑے بیٹے ہیں، نہایت صالح، متقی، پرہیزگار اور متدین تھے، باطنی

سلوک اپنے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل کیا، آپ کا صرف ایک ہی بیٹا تھا، جو زمانہ طفولیت ہی میں فوت ہو گیا تھا،

(۲) شیخ عبداللطیف آپ بی بی خدیجہ بانو کے دوسرے فرزند ہیں، آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ

اللہ علیہ سے سلوک باطنی حاصل کرنے کے علاوہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا تھا، آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں،

۱۱ شیخ محمد موسیٰ (۲) شیخ عبدالحق (۳) شیخ زین العابدین۔

(۳) شیخ حاجی فضل اللہ آپ بی بی خدیجہ کے تیسرے فرزند ہیں، اپنے باطنی سلوک حضرت خواجہ محمد تقی شہید

ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا، آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے منسوب تھے، جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

مشاہیر خلفاء

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء تو بہت سے ہیں، لیکن
یہاں صرف مشاہیر کا تذکرہ کیا جائیگا۔

تعداد و خلفاء کہتے ہیں، کہ آپ کے تمام خلفاء پانچ ہزار تھے،

اور سوائے خلفاء اور صاحبزادوں کے مریدین
تعداد مریدین کی تعداد نو لاکھ تھی۔

تفصیلی حالات

مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ مشاہیر خلفاء کے حالات ذرا تفصیل کے
ساتھ قلمبند کئے جائیں۔

(۱) حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد حضرت سید شمس الدین
آپ کے والد ماجد یعنی المعروف بہ میر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ ہیں
جو تقویٰ، طہارت، نسبت، حضور اور صفایں مشاہیر وقت سے تھے
میر بزرگ کو لوگ میر بلیغ بھی کہا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی، کہ
آپ تلاوت قرآن مجید کرتے تھے، تو بلیغ آپ کے گرد جمع ہو جایا
کرتی تھیں۔

لہ بعض نے انکی تعداد کم بتائی ہے، اور بعض نے زیادہ، واللہ اعلم بالصواب ۱۲

میر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت ارادت ایک موزہ دوز درویش سے حاصل کی تھی، جو سلسلہ عشق میں صاحب حالات و کرامات تھا یہ درویش سمرقند کی ایک خانقاہ میں رہتا تھا۔

اس درویش کے علاوہ میر بزرگ نے حضرت شیخ قاسم کرمنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا، اور ان کے نام سے ایک رسالہ بھی تالیف کیا۔

مولد و مسکن | میر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا مولد و مسکن بدخشان تھا، آخر عمر میں آپ وطن کو خیر باد کہہ کر کابل چلے آئے تھے، اور وہیں ۹۹۷ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

ولادت | آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ ۹۷۷ھ ہجری میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔

وجہ تسمیہ | آپ کا نام محمد نعمان رکھنے کی وجہ یہ ہوئی، کہ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد نے ایک خواب دیکھا تھا،

کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں، کہ تمہارے گھر میں ایک سعادت مندلڑ کا تولد ہوگا، اس کا نام ہمارے نام پر رکھنا۔

سن صلی | زمانہ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار تقدس نمایاں تھے، چنانچہ بچپن ہی سے

آپ اکثر فقراء کی صحبت کو پسند کرتے تھے،

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں، کہ طفولیت کے زمانہ میں مجھے غور و فکر

اور حیرت و استعجاب لاحق ہوا کرتا تھا، جب مجھے فقراء کی خدمت میں رہنے

کا موقع بلا، اور مراقبہ وغیرہ کی حقیقت سے آگاہی ہوئی، تو میں اس نتیجہ پر پہنچا، کہ وہ فکر اور وہ حیرتیں اس راہ کے شعبے ہیں۔

آپ ابدائے شباب میں بلخ پہنچ کر حضرت امیر عبد اللہ
اوائل ربیعان بلخی عشقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور ان سے استفادہ کیا، پھر واپس رخصت ہو کر ہندوستان پہنچے یہاں
 آکر فقرا اور شائخ کی جستجو اور تلاش شروع کی، آخر آپ کے طالع ہمایوں
 نے آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچایا
حلقہ ارادت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا
 مہربانی سے آپ کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے

ذکر و مراقبہ طریقہ نقشبندیہ سے مشرف کیا،

اس کے بعد اپنے مع عیال و اطفال کے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ
 کے پاس ہی استقامت اختیار کرنی، اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت
 خواجہ علیہ الرحمۃ کے منظور نظر ہو گئے،

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بعض مخلص امراء نے آپ سے
 التماس کی، کہ چونکہ خانقاہ کے بعض فقراء کو فقر و فاقہ کی بہت تکلیف
 پہنچتی ہے، اس لئے اگر ارشاد ہو، تو ہر ایک کا وظیفہ مقرر کر کے ہم
 سعادت دارین حاصل کریں، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے چند
 افراد کے لئے یہ رائے تجویز کی، اسی وقت کسی نے آپ سے میر
 محمد نعمان رحمۃ اللہ کا ذکر کر کے عرض کیا، کہ میر صاحب کو کثرت عیال و
 عیال کے باعث بہت تکلیف رہتی ہے، ان کے لئے بھی اگر کچھ
 وظیفہ مقرر ہو جائے، تو بہت ہی بہتر ہوگا۔

خواجہ علیہ الرحمۃ نے جب یہ سنا، تو فرمایا، کہ میرا صاحب ہمارے جزو بدن میں، ہم انکو ان امور کے نزدیک تک نہیں جانے دینگے۔

حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب میں نے یہ سنا، کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے میرے متعلق یہ الفاظ فرمائے ہیں تو میری امیدیں بندھ گئیں۔

سکریات نیز آپ فرماتے ہیں، کہ اس فرمان کے چند روز بعد مجھ پر بعض خلاف شرع حالات سکریہ غالب

آگئے، میں نے ہرچند کوشش کی، کہ دفع ہو جائیں، لیکن دفعہ نہ ہوئے ناچار قصد کیا، کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیان کروں، جب میں مسجد میں پہنچا، تو نماز تیار تھی، میں ایک صف کے کنارے کھڑا ہو گیا، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اس صف کے دوسرے کنارے پر کھڑے تھے، اچانک میری نظر آپ پر اور آپکی نظر مجھ پر پڑی، بس آنکھوں کے دوچار ہوتے ہی یہ سکریات مجھ سے مسلوب ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نیز آپ بیان کرتے تھے، کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ

قدس سرہ العزیز نے اپنی حیات کے آخری ایام میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو اجازت ارشاد عطا فرمائی، اور تمام مرید آپ کے حوالے کر دیئے، تو فرداً فرداً سب کو بلا کر اپنے رخصت کیا، اور فرمایا، کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں تم میری طرف توجہ نہ کیا کرو، اس ضمن میں آپ نے اس فقیر محمد نعمان کو بھی بلایا، اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہنے کے لئے ارشاد فرمایا، میں نے اس

بارے میں ذرا تامل کیا، حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ میاں! کس خیال میں ہو، حضرت شیخ احمد تو وہ آفتاب ہیں جن کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے بالکل مانند ہیں، الغرض پھر تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور تجدید کے ساتویں سال حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بیمار ہو گئے، اور مرض نے غلبہ کیا، تو آپ نے باہر

القائے نسبت

خیال کہ شاید یہ مرض آخری ہو، اور غلبہ ضعف کی وجہ سے امانت خواجگان علیہم الرحمۃ اہل امانت کے سپرد کرنے کا موقع نہ ملے، حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر اپنی نسبت خاصہ القافرمائی۔

لیکن بعد ازاں جب آپ کو صحت ہو گئی تو آپ نے میر صاحب خلافت کو خلافت عطا فرما کر ہدایت و ارشاد کے لئے برہان پور بھیج دیا، جب میر صاحب رخصت ہونے لگے، تو ان کو اجازت نامہ بھی لکھ کر دیدیا۔

اجازت نامہ

هُوَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُحَمَّدٌ رَّبُّهُ وَنُصِّىَ عَلَىٰ بَيْتِهِ وَنُصِّىَ عَلَيْهِ
وَعَلَىٰ آلِهِ الْكِرَامِ وَبَعْدُ فَإِنَّ الْأَخَ الصَّالِحِ السَّالِكِ طَبِيقَةِ
أَهْلِ اللَّهِ الْعَارِفِ بِاللَّهِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ مُحَمَّدٍ نِعْمَانَ وَقَفَهُ اللَّهُ
سُبْحَانَهُ وَرَأَيْتَنَا لِمَرْضَاتِهِ لَمَّا دَخَلَ بِشَوْطِ هَذَا الْفَقِيرِ
فِي سِلْكِ إِسْرَادِ الشَّارِحِ النَّفْسِ بِنْدِيَّةٍ وَسَلَّكَ طَرِيقَهُمْ

الْعَايَةَ قَدَّسَ اللهُ تَعَالَى أَسْرَارَهُمْ وَظَهَرَ مِنْهُمْ
 الارتفاعُ لِلطَّبَةِ أَجْرَتُهُ بِتَعْلِيمِ طَرِيقَةِ هَلْوَاءِ الْأَكَابِرِ
 لِلطَّلَابِ وَشَرَكُوا إِجَارَتِ الْأَسْتِقَامَةِ عَلَى الشَّرِيعَةِ وَالنَّبَاتِ
 عَلَى الطَّرِيقَةِ وَالْحَقِيقَةِ وَالسَّلَامِ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالْتَزَمَ
 مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامَاتُ

برہانپور میر صاحب دو دفعہ برہان پور گئے، لیکن آپ کے طریقہ
 نے وہاں چنداں رواج نہیں پایا، کیونکہ وہاں شیخ محمد
 فضل اللہ اور شیخ عیسیٰ جیسے صاحبِ حال و قال، بڑے بڑے مشائخ
 موجود تھے، جن کے ہزار نامرید تھے۔

اس لئے میر صاحب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
مراجعت کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

روانگی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو پھر تیسری
 مرتبہ روانہ کیا، اور فرمایا، کہ اب کی دفعہ ایسا نہ ہوگا،

کامیابی چنانچہ اس دفعہ جب آپ برہانپور پہنچے، تو کیا امرام
 اور کیا فقراء، کیا علماء، اور کیا مشائخ، اور کیا عوام اور کیا

خواص سب کے سب آپ کے حلقہٴ ارادت میں داخل ہونے شروع
 ہو گئے، آپکی مجالس کی تو یہ کیفیت تھی، کہ جب لوگ دُور سے بھی آپ
 کی مجلس دیکھ بیٹے، تو یکایک اُن کے قلوب میں جذبہ پیدا ہو جاتا، اور
 غلبہٴ سُکر کے باعث کپڑے چاک کر کے مرغِ بسمل کی طرح خاک پر
 لوٹنے لگتے۔

یہ کیفیت ملاحظہ کر کے بعض مشائخ وقت کے مرید بھی آپ کے

حلقہ استفاضہ میں داخل ہوئے ،

میر صاحب رح کا مرتبہ | اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ایک عنایت نامہ میر صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کے نام پہنچا، جس میں آپ نے تحریر فرمایا، کہ ایک روز میں نماز صبح کے بعد دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ آپ کی طرف توجہ پیدا ہوئی، اور ظلمات اور کدورات محسوسہ کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا، یہاں تک کہ تمہارا ہلال کمال بدر کمال ہو گیا۔

میر صاحب رح کا خواب | میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے جامع مسجد برٹاپور میں خواب میں

دیکھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع خلفائے کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں، اور حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں، کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے، وہ میرا مقبول ہے،

کرامات

میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں، ان میں سے دو تین بطور مشنہ نمونہ از خروارے درج ذیل ہیں،

مال حلال و حرام میں تمیز | خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ کسی ایک شخص

نے میر صاحب رح کی دعوت کی، میر صاحب نے اس کو کسبِ طلال سے کھانا تیار کرنے کے لئے تاکید فرمائی، اس شخص نے جانتے ہی بکری

ذبح کی، ایک گھڑی کے بعد شور مچ گیا، کہ بکری میں کپڑے پڑ گئے ہیں اور گوشت سے بڑی تک پہنچ گئے ہیں، جب میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا، تو فرمایا، کہ یہ بکری کسب حلال سے معلوم نہیں ہوتی چنانچہ جب تحقیق و تفتیش کی گئی، تو معلوم ہوا، کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو شاہی ملازم تھا، وہ بکری کسی اپنے ماتحت ملازم سے جبراً چھین کر بھیجی تھی،

برات کا گم ہونا ایک رات میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے، کہ اتنے میں ایک برات ڈھول، نقارے اور باجے کے ساتھ گاتی بجاتی آپ کے مکان کے پاس سے گزری، آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا، تو فوراً سلام پھیر سامنے پڑے ہوئے ایک برتن کو اوندھا کر دیا، اس کو اوندھا کرنا تھا، کہ وہ برات مع ساز و سامان غائب ہو گئی، اس کو کچھ عرصہ گزر گیا، اور آپ برتن کو سیدھا کرنا بھول گئے، لوگوں میں برات کے گم ہونیکا چرچا ہو گیا، آپ نے جب سنا، تو فرمایا، یہ میرا ہی قصور ہے، فوراً وہ برتن سیدھا کر دیا، بس سیدھا کرنا ہی تھا، کہ برات ویسے ہی نمودار ہو گئی، اور اسی شور و غوغا سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی۔

سلب مرض تریبیت خان نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کیا ہوا تھا، زمانہ طفولیت میں اس لڑکے کو چھپک نکل آئی تھی، میر صاحب نے جب توجہ کی، تو فوراً مرض دور ہو گیا، اور اس کا کوئی نشان تک باقی نہ رہا۔

مکتوبات میں میر صاحب کا تذکرہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے اکثر مکتوبات میں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، اور آپ کے بہت سے سوالوں کے جوابات ان مکتوبات میں دیئے ہیں،

(۲) شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بڑے خلفاء میں ہیں، آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، تشریح و اتباع قبل و انقطاع، فقر و قناعت اور انکسار و مسکنت میں یگانہ وقت تھے کسی اہل دنیا کو اپنے پاس تک نہیں پھٹکنے دیتے تھے۔

علم ظاہری انتہائی درجہ تک حاصل تھا، قرآن شریف ظاہری علم از بر تھا، تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے،

جب آپ کو خدا طلبی اور سلوک حضرت مجدد الف ثانی طریقیت کا شوق دانگیر ہوا، تو

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو نقش بندید، قادر یہ اور چشتیہ سلسلوں کی اجازت عنایت فرما کر لاہور روانہ کیا، وہاں آپ افادہ طلب علوم دینی و افاضیہ ساکنان میں مشغول رہے۔

اکثر دفعہ آپ درویشان خرقہ پوش کے ساتھ لاہور سے پیادہ پا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے سر ہند

آپا کرتے تھے

لاہور میں کثرت کے ساتھ لوگ آپ کے حلقہٴ ارادت میں داخل
تھے صبح و سہا ہمیشہ آپ کی مجلس گرم رہتی تھی،

(۳) شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں
ابتداءے زمانہ میں آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت
میں تلوخ، تو صبح پڑھا کرتے تھے، اور درویشوں کے چنداں مستفاد
نہ تھے، بلکہ نماز کے بھی اتنے بڑے پابند نہ تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

کو جب معلوم ہوا، تو آپ نے انہیں بلا کر وجہ پوچھی، انہوں نے عرض کیا
کہ اگر حضور توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لے آئیں، تو ممکن ہے،
ورنہ صرف نصیحت سے یہاں کچھ نہیں بنتا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے
فرمایا، بہت اچھا، کل اسی نیت سے میرے پاس آنا، جب دوسرے
روز حاضر خدمت ہوئے، تو آپ نے خلوت میں طلب کر کے ذکر قلبی کی
تعلیم دی، اور ان کے دل پر توجہ کی، جس سے بیہنجو و ہو کر زمین پر گر پڑنے
لوگ انکو اٹھا کر گھر لائے،

دوسرے دن جب ہوش آیا، تو انہوں نے حضرت مجدد
الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں رہ کر سلوک

باطنی شروع کیا۔

خلافت | پھر سلوک باطنی کے ختم ہونے کے بعد خلافت پائی، اور اپنے وطن مالوف سہارنپور کو رخصت ہو گئے، وطن پہنچ کر آپ نے کچھ تنہائی اختیار کیا، اور یاد الہی میں مشغول ہو گئے،

حفظ قرآن مجید | انہی ایام میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا۔

افاضہ طالبان | اس کے بعد آپ افادہ و افاضہ اور ارشاد و ہدایت طالبان میں مشغول ہوئے کچھ مدت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق آگرہ تشریف لے گئے، وہاں سکّان شہر کثرت سے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

(۴) شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے،

انتخاب شیخ | اوائل ربیعان میں جب آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوئے، تو اپنے اپنی سب ہمت، اپنی سب سعی اور اپنی سب کوشش سلوک طریقت کی طرف صرف کی، ہندوستان کے بہت سے مشائخ کے پاس پہنچے، لیکن مطلب کسی سے حل نہ ہوا، آخر جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے، تو سمجھ گئے میرا عقدہ یہیں وا ہوگا، میری گرہ یہیں کھلیگی، میرا مرحلہ یہیں طے ہوگا، میری اُمیدیں یہیں برائیں گی،

سلوک | پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر اپنے

باطنی سلوک پورا کیا، اور خلافت حاصل کی،
 پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ نور محمد
رضت رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت تسلیم دے کر شہر پٹنہ کی
 طرف رخصت کیا، لیکن آپ وہاں پہنچ کر بوجہ غلبہ تفرید جنگلوں،
 بیابانوں، غاروں اور ویرانوں میں پھرتے رہے، اور صحبت خلق
 سے مجتنب رہے۔

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو خبر ہوئی، تو آپ نے تہدید
 آمیز حکم ان کی جانب لکھا، اور تاکید کی کہ شہر میں رہو،
 آخر آپ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق شہر
 کی جانب دریائے گنگا کے کنارے گھانس پھونس کا ایک جھونپڑا بنایا
 لیکن جھونپڑے کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی، اور مع عیال و
 اطفال اس جھونپڑے میں رہنے لگے، اور افادہ علوم دینیہ میں مشغول
 ہو گئے،

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت مجدد
 الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخلص اصحاب سے سنا ہے، کہ آپ فرمایا
 کرتے تھے، کہ شیخ نور محمد رجال الغیب سے ہیں

(۵) شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

مسکن آپ کا اصل وطن بنگالہ تھا، علوم دینیہ کی تحصیل آپ نے

لاہور میں کی،

حلقہٴ ارادت آپ کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے

حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا قصہ عجیب و غریب ہے، وہ یہ کہ آپ
صوفیاء اور علم تصوف کے منکر تھے،

آگرہ چنانچہ جب آپ لاہور سے فارغ التحصیل ہو کر وطن مالوف
کو جانے لگے، تو اثنائے راہ میں آگرہ پھیرے، آگرہ میں
آپ کا جائے قیام مفتی خواجہ عبد الرحمن کے قرب و جوار میں تھا
اپانک انہی ایام میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سرہند
سے آگرہ تشریف لائے، مفتی عبد الرحمن نے شیخ حمید سے آپ
کا تذکرہ کیا شیخ حمید نے جب سنا، تو مفتی عبد الرحمن کے قرب و جوار
کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے، کیونکہ وہ کسی صوفی کو ملنا پسند نہیں کرتے
تھے، ایک دن شیخ حمید مفتی صاحب کے مکان پر ایک کتاب مطالعہ
کر رہے تھے، کہ اوپر سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آگئے،

آتے ہی آپ نے فرمایا، شیخ حمید یہاں بیٹھے ہو؟ یہ کہہ کر
توجہ آپ نے شیخ حمید کی طرف توجہ کی، پھر اٹھ کر چلے گئے شیخ
حمید پر ایسی بیخودی طاری ہوئی، کہ کجا آپ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتے
تھے، اب دیوانوں کی طرح آپ کے پیچھے پیچھے ہوئے،

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ قیام گاہ میں داخل ہو گئے
تو شیخ حمید دروازہ پر گھنٹوں حیران و پریشان کھڑے رہے،

پھر کچھ عرصہ بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے
التفائے نسبت آپ کو طلب کر کے جذبہ و نسبت سے مشرف کیا

جب آپ سرہند واپس ہوئے، تو شیخ حمید پیادہ پا
رجعت آپ کے ساتھ سرہند گئے۔

مزل رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کافی ہے، اس قسم کے لوگ سرخ
گندھک کی طرح نہایت ہی عزیز الوجود اور نایاب ہوتے ہیں
انتقال | شیخ مزل رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصوں سے مروی ہے،
کہ ایک روز آپ پہاڑ پر تشریف لائے گئے ہوئے

تھے، اتفاقاً جب ایک غار کے قریب آئے، تو پاؤں پھسل گیا، اور آپ
غار میں جا پڑے، ہر چند کوشش کی، لیکن باہر نہ نکل سکے، اور داعی
اجل کو بتیک کہہ کر راہی ملک بقا ہوئے،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس وقت سرہند میں تشریف فرما
تھے، بیٹھے بیٹھے خدام کو فرمایا، معلوم ہوتا ہے، کہ شیخ مزل کسی
ہولناک جگہ گر گئے ہیں، اور ماتھے پاؤں مار رہے ہیں، لیکن نکل نہیں
سکتے، آخر چند روز بعد ایک صحرائی نے شیخ مزل کو غار میں پڑا
دیکھا، اور لوگوں کو جا کر خبر دی، انہوں نے آپ کو غار سے نکالا،

جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کے انتقال کی خبر
سنی، تو رنج و الم کا اظہار کیا، اور فاتحہ و دعا سے یاد و شاد فرمایا،
تاریخ وصال | آپ کا انتقال ۱۲۶۱ھ ہجری میں ہوا تھا،

(۷) شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فوج میں سپاہی کے عہدہ پر ملازم تھے،

روپائے صادقہ | ایک دفعہ آپ فوج کی معیت میں ایک قلعہ
پر چڑھائی کرنے کے لئے جا رہے تھے

۷ سرخ گندھک کبیر کا حکم رکھتی ہے، ۱۲۱ منہ ۷

کہ اثنائے راہ میں آپ نے بوقت شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع خلفائے
اربعہ کے خواب میں دیکھا، کہ فرما رہے ہیں، کہ ظاہر! ملازمت کو ترک
کر کے فقر و تخر و خستہ بار کرو،

ترک ملازمت جب آپ خواب سے بیدار ہوئے، تو ترک
ملازمت کا عزم مصمم کر لیا، اور ہر وقت و ہر
ساعت اسی ذہن، اسی خیال اور اسی کوشش میں لگے رہے، کہ
کسی طرح موقع پا کر فوج سے بھاگ جاؤں۔

فرار چنانچہ جب اثنائے راہ میں لشکر ایک جزیرہ کے قریب پہنچا،
تو آپ گھوڑے سے اتر پڑے، اور جزیرہ کی جانب ہوئے
رفقاً، نے خیال کیا، کہ شاید قضائے حاجت کے لئے گئے ہیں، بہت
مدت تک آپکا انتظار کیا، لیکن جب دیکھا، کہ بہت دیر ہو گئی ہے، اور
ہمیں آئے، تو آپکی تلاش کی، آدمی پیچھے دوڑائے، مگر یہ سب کچھ بیسود
و بیفائدہ نکلا، کیونکہ آپ روپوش ہو گئے تھے،

ایک دہقان سے ملاقات شیخ طاہر جب فوج سے علیحدہ
ہو کر جزیرہ پر پہنچے، تو وہاں
ایک دہقان سے ملاتی ہوئے، اُسے اپنا فوجی لباس اتار کر دیدیا، اور
اُس کی گڈری آپ پہن لی،

تلاش فقراء پھر اُس علاقہ کے فقراء کی جستجو میں نکلے، اور
بہت سے درویشوں سے ملاقات کی،

زوجہ سے ملاقات اس کے بعد آپ گھر ٹوٹ آئے، اور
اپنی زوجہ سے کہا، میں نے تو ملازمت

کو ترک کر کے فقیری اختیار کرنی ہے، بتا! تیری اس بارہ میں کیا رائے ہے؟
 زوجہ نے کہا، مجھے تم سے ہر طرح اتفاق ہے،

اختیار فقر چنانچہ زوجہ نے بھی تمام مال و اسباب کو خیر باد
 کہہ کر گڈری پہن لی، اور کمر ہمت باندھ کر شوہر کے

ساتھ ہو گئی،

ایک صاحب دل پھر دونوں ایک ولی اللہ کی خدمت میں پہنچے
 اس ولی اللہ نے کہا، معلوم ہوتا ہے کہ

تمہیں نقشبندیوں سے فیض پہنچے گا،

دہلی کی جانب روانگی چونکہ ان دونوں طریقہ نقشبندیہ میں حضرت
 خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا

عام شہرہ تھا، اس لئے شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ زوجہ سمیت دہلی روانہ
 ہوئے، لیکن آپ کے دہلی پہنچنے سے قبل حضرت خواجہ باقی باللہ
 رحلت فرما گئے،

جب آپ نے یہ خبر سنی، تو سخت حیران و پریشان ہوئے،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آخر مادی توفیق نے آپ
 کی حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کی طرف رہنمائی کی،

ذکر و انابت چنانچہ آپ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں
 حاضر ہو کر ذکر و انابت سے مشرف ہوئے،

آپ ہسایت سادہ لوح تھے، چنانچہ جب حضرت مجدد الف ثانی
 علیہ الرحمۃ علم و معارف بیان فرماتے، تو آپ نم، مان، درست

بجا وغیرہ کلمات کہہ کر بہت زور سے سر ہلاتے ،
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ معارف کے بیان کے وقت بسا
اوقات فرمایا کرتے تھے ، کہ ایسا معلوم ہوتا ہے ، کہ یہ اسرار مولانا
طاہر پر وارد ہو رہے ہیں ، اور ہم ان کے مترجم ہیں ،

جب آپ احوال و جزبات سے آراستہ و پیراستہ ہو
خلافت گئے ، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو
خلافت عطا کر کے اجازت تسلیم دی ، اور جو پور رخصت کیا ،

لیکن شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جا کر نشست و برخاست
طرح و وضع ایسی اختیار کی ، کہ طالبوں نے آپ کی طرف بہت کم رجوع کیا
چنانچہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت
عریضہ میں ایک عریضہ بھیجا ، جس میں یہ تحریر کیا ، کہ طالبوں کو فقیر
کی جانب رجوع نہیں ہے ،

اس کے جواب میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ایک مکتوب
جواب لکھا ، کہ جب کوئی طالب تمہارے پاس آئے ، تو لازمی ہے
کہ تم خالصاً لوجہ اللہ اس کی تعلیم و تربیت میں مشغول و مصروف ہو جاؤ
اور طالبوں کی کشش و توجہ کے لئے ایسی راہ مت اختیار کرو ، جس
سے لوگوں کی طبیعت متنفر ہو ، جب آپ کو یہ مکتوب پہنچا ، تو اپنے علی جامعہ پھنپھنایا
پھر تو آپ کو بہت عروج حاصل ہوا ،

(۸) مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء میں سے

تھے، آپ اُن اشخاص میں سے تھے، جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا تھا آپ کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے خاص توجہ کے لئے سفارش کی تھی،

سلوک | تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بھن و برکات سے بہت کچھ فوائد حاصل کر لئے تھے،

وفات | اثنائے سلوک میں اجل نے آپ کو آن دیا، عین نزع کے وقت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ آپ کے سر ہانے کھڑے

تھے، آپ نے بتصریح وحسرت عرض کیا، کہ حضور! اب تو صرف چند لمحے باقی ہیں، توجہ فرمائیں، کہ میرا کام سہرا انجام ہو،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کسادہ دل ہو کر متوجہ ہوئے، کچھ دیر کے بعد سہرا اٹھایا، اور فرمایا، کہ ہاں مولانا یوسف! کہو کیا حال ہوا ہے؟ مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مسرت بھرے قلب سے فرمایا، کہ الحمد للہ جس چیز کا مدت سے طالب تھا، آج بل گئی، اس کے چند منٹ بعد داعی اجل کو بیٹیک کہس کردار ابدی کی جانب رخصت ہو گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

(۹) مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ

برک | برک کابل و قندھار کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، آپ اس شہر کے جید علماء سے تھے،

ایک تاجر | برک کا ایک تاجر ہندوستان آیا، تو حضرت مجدد الف ثانی

لکھتے ہوئے اپنے تخریر فرمایا تھا، کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت کرے
مولانا مرحوم کا وجود اس وقت مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی آیات
سے ایک آیت اور اسکی رحمتوں سے ایک رحمت تھا،

(۱۰) مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص یاروں میں سے
تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ
علیہ کو ایک مکتوب میں لکھا تھا، کہ مولانا حسن برکی تمہارے ارکان دولت
میں سے ہیں، اگر تمہیں کہیں سفر درپیش آئے، تو انہیں اپنا قائم مقام بنا جاؤ
مولانا حسن برکی کا حضرت مجدد مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ
علیہ الرحمۃ کے حلقہ میں داخل ہونا

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے انہیں
خلافت و اجازت دیکر خراسان روانہ فرمایا، جہاں ہزار ناوگ آپ
کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے

(۱۱) مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیم خلفاء میں سے
تھے، انکسار و افتقار اور بجز و غربت کے ساتھ موصوف تھے

لہ مکتوب کی اصل عبارت یہ ہے، "وجود شریف مولانا درینوقت مسلمانان را آیتے بود
از آیات حق جل و علا و رحمۃ بود از رحمتہائے او تعالیٰ ۱۲۶۱ سنہ ۷۰۰

کم گوئی آپ میں ایک خوبی یہ تھی، کہ آپ نہایت ہی کم گو تھے، ہر وقت سکوت کا عالم آپ پر طاری رہتا تھا،

وجہ سکوت اگر کوئی آپ سے وجہ سکوت دریافت کرتا، تو آپ زمین پر یہ شعر بکھدیتے، کہ

مُنِعَ اللِّسَانُ عَنِ الْكَلَامِ لِأَنَّ

سَبَبَ السَّرَدِ وَجَابِلِ الْأَفَاتِ

یعنی زبان کو کثرت گفتگو سے اس لئے روکا گیا ہے، کہ وہ مہلکات

کا باعث ہے، اور آفات کو کھینچنے والی ہے،

حلقہ ارادت میں داخل ہونیکا سبب آپ فرمایا کرتے تھے، کہ جب میں

علم طریقت کے حصول کا شوق دانسیگیر ہوا، تو میں اکثر مشائخ سے جو قرب و جوار میں تھے، ملا، لیکن مطلقاً کوئی کشش اور کوئی جذبہ پیدا نہ ہوا، یہاں تک کہ ایک روز جمعہ کے دن آگرہ کی جامع مسجد میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کی، بجز آپ کی شکل مبارک دیکھنے کے میرے قلب میں ایک کشش اور جذبہ پیدا ہوا، میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور ذکر قلبی تسلیم کرنے کے لئے اتنا س کی، اپنے نہایت مہربانی سے میری اتنا س قبول کی، میں مدت تک آپ کے آستانہ پر رہا، لیکن کم استعدادی کے باعث کوئی فتح و کٹائش رونمود نہیں ہوئی، میں اپنی شوئے قسمت پر نہایت حیران تھا، کہ ماہ رمضان المبارک آیا، حضرت علیہ الرحمۃ اغتکاف میں بیٹھے جب اپنے دست مبارک دہوئے، تو میں غسالہ لیکر تنہائی میں گیا،

اور اُسے پی گیا، پتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے، اور فتح و
کثرتِ رُوم نمود ہوئی،

جب مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی
خلافت علیہ الرحمۃ کی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچے، تو خلافت

و اجازت حاصل کی، اور بہت سے طالبوں کو فیض پہنچایا،

مولانا نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے میل و نہار
تالیف کے وظائف مخدوم زادوں کے مشورے سے ایک جگہ

جمع کئے ہیں، اُس میں آپ تحریر فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت مجدد الف
ثانی علیہ الرحمۃ سے اُن وظائف کی اجازت مانگی، تو آپ نے فرمایا، میاں!
لائق اقتداء، تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعمال ہیں، جو کتب
احادیث میں مذکور ہیں، میں نے عرض کیا، کہ حضور کے اعمال ہی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے بالکل مطابق ہیں، تو فرمایا، کہ اچھا
تمہیں اجازت ہے، لیکن یہ یاد رکھو، کہ اگر میرا کوئی فعل یا عمل نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہو، تو اُسے فوراً ترک
کردو،

وفات | مولانا نے ۳۸۰ھ ہجری میں انتقال کیا،

(۱۲) مولانا محمد صدیق کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

مسکن | آپ کا اصل وطن بدخشان تھا، عنقوان شباب میں ہندوستان
آئے تھے،

دلچسپی سخن | چونکہ آپ شعر و سخن سے خاص دلچسپی رکھتے تھے

اس نے آپ نے محبت الفقراء، عبد الرحیم خان خانان کی صحبت اختیار کی تھی، خان خانان کو اس گروہ سے خاص تعلق تھا،

آپ انہی اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت **خالقہ عقیدت** خواجہ پیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے کیا تھا،

جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سلوک پورا کیا، تو خلافت پائی،

۳۳۰ ہجری میں آپ متعلقین کی ایک جماعت **حج بیت اللہ** کے ساتھ حج کے لئے گئے، اور حرمین انشریفین کی زیارت کے بعد ہندوستان واپس چلے آئے،

چونکہ اس سفر میں آپ کے پاس زادراہ بہت ہی قلیل تھا، اس لئے آپ کو حالت سفر میں فقر و فاقہ کی بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی،

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریف میں حضرت **سائتہ آپ کا خاص تعلق** مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام پر بہت

سے مکتوبات تحریر فرمائے ہیں، آپ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ خاص تعلق تھا، جس زمانہ میں آپ سفر حجاز میں تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ایک دن فرمایا، کہ میں بعض غیر حاضر دوستوں کی طرف متوجہ ہوا، مولانا محمد صدیق نظر آئے، وہ تمام محبت و اخلاص ہماری طرف متوجہ ہیں،

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علوم و معارف سے
بہت واقفیت رکھتے تھے۔

شعر و سخن آپ شعر و سخن میں کامل ملکہ رکھتے تھے، حقائق صوفیہ

کے متعلق حضرت مولانا روم کی ثمنوی کی طرز پر اپنے
بھی ایک ثمنوی لکھی ہے، اسکے علاوہ آپکی بہت سی نظمیں مشہور اور زبان
ز و خلاق ہیں،

ایک نظم اپنے خسرو شیریں کی طرز پر لکھی ہے، چنانچہ اس کے چند
اشعار و رباع ذیل کئے جاتے ہیں،

بہ تنہائی چنیں میں دل چاہیست؟
وزیں تنہا شستن حاصل چاہیست؟
سک من دزبگی معذور باشم
بدریں عذر از خلائق دور باشم
غلط گفتمہ اگر سگ داند ایں راز
کہ خود را کردہ ام نسبت باؤ باز
ز رنگ ایں سخن آفتاں بر آرد
کہ بد عہدی ز ما خود را شمارد
سگاں خود صاحب خود را شناسند
بے از نا شناسائی ہر اسند
نہ خود را می شناسند نے خدا را
چرا بد نام سازد پیش ما را
دریں مدت کہ عمر من بسترسند

نہ از کفرم نہ از دینم خبر شد
 نہ دائم بزچہ بِلت زبتم من؟
 نہ سگ نہ آدمی پس کیستتم من؟

مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک درویش جس کے چہرہ سے ذوق و وجدان اور تجرید و تفرید کے آثار نمایاں تھے، مجھ سے ملاقی ہوا، اُس نے مجھ سے دریافت کیا، کہ تمہیں کس سے ارادت و عقیدت حاصل ہے؟ میں نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نام لیا، کہنے لگا، کیا تم نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کوئی کرامت دیکھی ہے؟ میں نے جو کچھ دیکھا تھا، عرض کیا، کہ میں نے بھی آپکی ایک عجیب و غریب کرامت دیکھی ہے،

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی ایک کرامت | وہ اس طرح کہ جب میں نے حضرت

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اوصاف حمیدہ سنے، تو میں سر بند کو راہی ہوا، قریباً نصف شب گزری تھی، کہ میں شہر میں داخل ہوا، میں نے اُس وقت آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا، اور ایک مسجد میں ٹھہر گیا، مسجد کے قریب ایک شخص رہتا تھا، اُس نے جب مجھے دیکھا تو اپنے گھر لے گیا،

اُٹھائے گفتگو میں میں نے اُسے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات بھی دریافت کئے، تو معلوم ہوا، کہ وہ آپ کے مخالفین میں سے ہے، اُس نے آپ پر طعن کرنا شروع کیا، میں سخت

پریشان ہوا، اور باطن میں آپنی طرف متوجہ ہوا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ
آپ شمشیر بکف آئے، اور اُس شخص کو خوب زد و کوب کر کے چلے
گئے ہیں، جاتے وقت میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا، لیکن آپ معاً
نظروں سے پوشیدہ اور غائب ہو گئے،

علی الصبح جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھ سے
معانقہ کرتے ہی فرمایا، مَا مَضَى بِاللَّيْلِ لَمْ يَذْكُرْ فِي النَّهَارِ يَعْنِي جُو
واقعات کو گزرا ہے، اب اس کا ذکر نہ کرنا،

(۱۳) حضرت شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصفہاں کے رہنے والے تھے، ایک صورت، فرشتہ تھیں
آدمی تھے، خاموشی و سکینہ آپ کے چہرہ سے ٹپکتی تھی،

خلافت و اجازت | آپ برسوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
کے آستانہ پر رہے، اور سلوک باطنی پورا

کر کے خلافت و اجازت حاصل کی،

خاص توجہ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ پر خاص
توجہات و عنایات رکھتے تھے، مکتوبات میں آپ

کے نام کے بھی بہت سے مکاتیب میں،

شہر چٹنہ | آپ کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خلافت عطا
کرنے کے بعد شہر چٹنہ بھیجا یا تھا، جہاں آپ شیخ

نور محمد پٹنی کی رفاقت میں طاہرین کے افادہ و افاضہ میں مشغول رہے
قبولیت عامہ | آپ کو اس شہر میں قبولیت عامہ نصیب ہوئی، ہزار

لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہوئے ،
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے ، کہ شہر چمنہ میں
 شیخ نور محمد اور شیخ عبدالحی کا وجود قرآن السعدین ہے ،
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے شیخ عبدالحی کی
خطوط تعریف میں شیخ نور محمد کو بہت سے خطوط لکھے ، وہ سب
 مکتوبات شریف میں درج ہیں ،

(۱۴) مولانا یار محمد القدیم الطالقانی رحمۃ اللہ علیہ

وجہ لقب آپ کو قدیم اس لئے کہا گیا ہے ، کہ آپ کے بعد
 ایک اور یار محمد بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
 کی خدمت میں پہنچے تھے ، جنہوں نے مکتوبات شریف کی پہلی جلد کو جمع کیا
القاء آپ قائم اللیل ، صائم النہار ، کثیر السکوت ، طویل المراقبہ
 اور نہایت ہی حسین و جمیل تھے ،

حج آپ بیت اللہ شریف حج کو گئے تھے ، ایک دن عرفات میں
 تھے ، کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے حالت
 بیداری میں شرف ہوئے ، بے ہوش و بے خود ہو کر زمین پر گر گئے

یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ملاقات آپ کی وفات کے بعد ہو سکتی ہے ، بلکہ
 ہوئی ہی ہے ، اویسا اللہ اور بندگن خدا کی بہت سی حکایات اس بارہ میں مروی ہیں ، نیز بخاری
 شریف کی یہ حدیث اس امر کی بڑے زور سے تائید کرتی ہے ،

مَنْ شَإِنِي فِي الْمَنَامِ قَسَدًا لِي فِي
 مَنْ نَعَى خَوَابِي فِي دَيْمِي ، وَهَنْقَرِي بِي
 بیداری میں دیکھیں گے ،
 اَلْيَقْظَةُ رُبَّارِي

جب ذرا اتفاق ہوا، تو رقص کرنے لگے، لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے بعض
عرب کہنے لگے، ہذا احد مجنون یہ کیا اچھا مجنون ہے، مولانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۳) ابن حجر مکی ہاشمی کے فتاویٰ حدیثیہ میں اس کی تفصیل موجود ہے
علاوہ ازیں متعدد حدیثوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ثابت ہوتی ہے، جیسے حدیث
شریف میں آیا ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء
أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ کے اجساد کو کھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں
فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجہ) رزق دیئے جاتے ہیں،

اسی طرح مشکوٰۃ باب الفتن میں ایک حدیث موجود ہے، جو آپ کی حیات پر بڑے زور سے دال
ہے، وہو هذا،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ حضرت سعید ابن عبد العزیز سے روایت
قَالَ لَمَّا كَانَ أَيَّامَ الْحَرَّةِ ہے، فرمایا، کہ جب ایام حرہ کا واقعہ
لَمْ يُؤْذَنَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ہوا، تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ مسجد میں نہ تین روز تک اذان کہی گئی، اور
يُقَمُّ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ نہ اقامت، اور حضرت سعید ابن مسیب مسجد
الْمُسَيْبِ الْمَسِيدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ بنوی جا میں رہا کرتے تھے، اور آپ نماز
وَقْتُ السَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْسِهِ کا وقت ایک ہلکی آواز سے معلوم کیا کرتے تھے
بِمَعْمَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - سنا کرتے تھے۔

دوسرے حدیث شریف میں جو یہ آیا ہے کہ

فَمَنْ مَقَامُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا نُورُهُ یعنی ہم انبیاء کی بامت کا کوئی وارث نہیں ہوتا

کی زبان پر اس وقت یہ شعر جاری تھا کہ
 گر این بیلے از خیمہ بیڑوں شود
 بساکوہ و صحرا کہ مجنوں شود

(بقیہ ماشیہ ص ۳۷) مَا تَرَكْنَا هُ صَدَقَةٌ؟ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں، سب صدقہ ہوتا ہے، تو اس کا سبب اور اسکی علت خالی کیا ہے؟ فوراً کرنے سے یہ مقدمہ کھل جاتا ہے، وہ یہ کہ وارث ہمیشہ مردہ کے ہوتے ہیں، زندہ کے نہیں، بنی چونکہ زندہ ہوتے ہیں، اس لئے ان کا کوئی وارث نہیں ہو سکتا،

ہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں، اب اگر آپکی حیات مانی جائے، تو اجتماع تَقْيِضِیْنِ واقع ہوتا ہے، جو محال ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ یہاں تَقْيِضِیْنِ کا اجتماع ہوتا ہی نہیں، کیونکہ اجتماع تَقْيِضِیْنِ تھے کے اصل میں جو تو محال ہوتا ہے، یہاں اصل میں اجتماع ثابت ہی نہیں، کیونکہ وفات تو عارضی ہے، اور حیات اصل ہے، جیسے پانی کا اصل اور اسکی خاصیت برودت اور ٹھنڈک ہے، لیکن اگر اس کو آگ پر رکھ دو، تو یہ کھونٹے ٹک جائیگا، اور اس میں دوسری خاصیت حرارت بھی پیدا ہو جائے گی، لیکن یہ حرارت عارضی ہے، اصل برودت ہی ہے، اسی کھونٹے ہوئے گرم پانی کو آگ پر ڈال دو، فوراً بجھا دیگا، اب یہاں برودت اور حرارت دونوں جمع ہیں، جو آپس میں ایک دوسرے کی تَقْيِضِیْنِ ہیں، لیکن چونکہ یہ اصل میں جمع نہیں، حرارت صرف عارضی ہے، لہذا ان کے اجتماع کو محال نہیں کہہ سکتے، اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات و حیات کے اجتماع کو محال نہیں کہہ سکتے،

اب وہی یہ بات کہ وہ حیات کیسی ہے؟ اس کے متعلق یہ عرض ہے، کہ وہ حیات بے کیف ہے، اسکی حقیقت سے ہم آشنا نہیں،

اب جبکہ آپکی حیات روز بروز روشن کی طرح ثابت ہو گئی ہے، تو کچھ غیر ممکن نہیں، کہ اللہ کے برگزیدہ بندے بیداری کی حالت میں بھی شرف زیارت سے مشرف ہوتے ہوں، ۱۲ مندرجہ

(۱۵) مولانا یار محمد جدید بدخشینی رحمۃ اللہ علیہ

آب بدخشاں کے رہنے والے تھے، جب ہندوستان آئے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے، سلوک باطنی اپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کر کے خلافت

پائی، آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے،

مکتوبات شریف کی پہلی جلد کے آپ مکتوبات کی پہلی جلد ہی جامع ہیں،

(۱۶) شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سترہ سال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے، اور سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی،

علوم آپ کو علوم ظاہری و دیگر علوم بالخصوص تاریخ وغیرہ میں کمال سترہ تھی

کتاب حضرات القدس آپ ہی کی تصنیف ہے، علاوہ تصانیف ازیں سنوآت الاتقیار بھی آپ کی مشہور و معروف

تصنیف ہے، جس میں آپ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے زمانہ تک کے تمام حالات درج کئے ہیں،

(۱۷) مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ انہی اشخاص میں سے ہیں، جنہیں حضرت خواجہ باقی باسد

رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا تھا،
آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں
حاصل کر کے خلافت پائی،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تعریف و توصیف میں
ایک خط اپنے پیڑ لہقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں تحریر فرمایا تھا،

(۱۸) مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

تربیت | آپ کی تربیت بھی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کی تھی

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سلوک پورا ہونے کے
بعد آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا تھا،

آپ انکسار و افتقار سے متصف تھے، نہایت متقی اور پرہیزگار
تھے،

آپ بہت مدت تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی
خدمت میں رہے تھے،

(۱۹) شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکثر مشائخ وقت کی صحبت میں رہ چکے تھے، لیکن آپ کے
احوال میں کوئی ترقی رونموا نہیں ہوتی تھی،

عریضہ | چنانچہ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے

تعلق سنا، تو اپنے احوال کے بارہ میں ایک عربیہ آپکی خدمت میں لکھا،
جس میں غائبانہ توجہ کے لئے بھی اتناس کی،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جب خط کو ملاحظہ
فرمایا، تو آپ کے باطنی احوال کی ترقی کے لئے دعا کی،

دعا کا کرنا ہی تھا، کہ آپ کے قلب میں ایک جذبہ جوش
اور ولولہ پیدا ہوا، بے اختیار عاشق بیدل کی

طرح رکھنے ہوئے سر ہند چلے آئے،

پھر کچھ مدت حضرت مجدد الف ثانی علیہ
الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی

طے کر کے خلافت و اجازت حاصل کی،

شہر جالندھر میں آپکو بہت عروج حاصل ہوا، ہزاروں مخلوق خدا
آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی، صبح و شام آپکی مجلس گرم رہتی،

(۲۰) سید محب اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے سب سے قبل حضرت شیخ محمد فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ
برہانپوری سے خلافت حاصل کی، پھر حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں پہنچے، اور ذکر طریقہ نقت شبندیہ اخذ کیا،

چونکہ آپ میر صاحب کی مجلس میں اکثر حضرت مجدد الف ثانی علیہ
الرحمۃ کا ذکر خیر سنا کرتے تھے، اس لئے آپ کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ
کے دیدار کا شوق غالب ہوا، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور آستانہ
پر مدت گزار دی۔

خلافت | پھر سلوک باطنی پورا کر کے خلافت و اجازت حاصل کی ،
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت
مانک پور | دیکر آپ کے وطن مانک پور کی طرف روانہ فرمایا لیکن
 وطن میں آپ کے اعزہ و اقارب نے آپ کو سخت اذیتیں پہنچائیں ۔
 اس بارہ میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی
عریضہ | خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ مجھے کسی اور جگہ بھیجا جائے
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو الہ آباد
الہ آباد | بھیجا جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ، اور
 کثرت کے ساتھ خلقت آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی ،
مزار | آپ کا مزار بھی الہ آباد میں ہے ۔

(۲۱) حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ

خلافت | آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منظور نظر
 تھے ، سلوک باطنی پورا کرنے کے بعد حضرت مجدد
 الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو منصب خلافت سے سرفراز فرمایا تھا ،
 آپ صاحب اذواق و مواہب اور صاحب سرور و ولولہ تھے ، اکثر
 طور پر شب گریہ و زاری میں بسر کیا کرتے تھے ، نہایت مسکین اور
 منکسر المزاج تھے ،
جائے اقامت | آپ سمر ہند کے قریب ہی ایک قریہ میں سکونت
 پذیر تھے ، دوسرے تیسرے دن حضرت مجدد
 الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ،

آپ کا مرتبہ | حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخلصوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک روز

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے ابلیس کو دیکھا، اور اُس سے کئی ایک باتیں دریافت کیں، اُن میں سے ایک یہ بات بھی میں نے اُس سے پوچھی کہ ہمارے احباب میں سے ایسا کون ہے، جس پر تجھے بہت کم تصرف حاصل ہے؟ اُس نے کہا، حاجی خضر۔

انتقال | اپنے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی وفات کے ایک سال بعد انتقال کیا،

(۲۲) **شیخ احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ**

مکن | آپ دہلی کے رہنے والے تھے، دہلی میں منافعات سہارنپور سے ایک مقام کا نام ہے،

تلمذ | اولاً آپ مدت تک بطریق تلمذ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے،

شیخ فضل اللہ سے خلافت | بعد ازاں آپ ایک تقریب پر برہانپور

گئے، وہاں شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تسلیم ذکر حاصل کیا، مدت مدید تک اُن کے آستانہ پر رہ کر خلافت و اجازت حاصل کی،

تربیت | بعد ازاں آگرہ پہنچے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

بھی ان دنوں آگرہ میں تشریف فرما تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذکر طریقہ نقش بند یہ آپ سے اخذ کیا، پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تربیت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی، چنانچہ آپ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حضور و نسبت خواجگان قدس اللہ اسرارہم سے مشرف ہوئے، اور لذت و خلاوت پائی، اس کے بعد آپ پھر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت حضرت مجدد الف

خلافت

ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو منصب خلافت سے سرفراز فرمایا، آپ آگرہ میں مدت تک افاضیہ طالبین میں مشغول رہے، پھر ننگالہ گئے، جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، ہزار شاہدگان خدا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے،

(۱۲۳) شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسن ابدال کے رہنے والے تھے، جو کابل اور لاہور کے مابین واقع ہے،

شروع زمانہ میں آپ طلب حق کے لئے تمام اعزاز و تہمتیں افسوس کو خیر باد کہہ کر گھر سے نکلے، جب سمر ہند پہنچے، تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بجز حاضر ہونے کے آپ کا حال بدل گیا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو تعلیم ذکر و مراقبہ سے سرفراز فرمایا، ایک علیل

ای عرصہ میں آپ میں ترقیات رونمود ہوئیں،

اجازت تعلیم پھر سلوک پورا کرنے کے بعد حضرت مجدد الف

ثانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو طریقت کی تعلیم کی اجازت دی، بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض پایا، اور اس سلسلہ میں داخل ہوئے،

خاص عنایت آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے منظور

نظر تھے، چنانچہ عمر کے آخری ایام میں جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے گوشہ تنہائی اختیار کیا، تو سوائے صاحبزادوں اور چند مخصوص اصحاب کے اور کوئی شخص آپ کے پاس جانے کا مجاز نہ تھا، لیکن شیخ کریم الدین کے متعلق آپ نے اجازت دیدی تھی، کہ جب چاہیں، بخوشی آسکتے ہیں،

ارشاد جب شیخ کریم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ عام ہوا، تو شیخ اسحق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا

مقتدا تھا، شیخ صاحب کا مرید ہوا،

مرید ہونے کے بعد شیخ اسحق نے متواتر اکیس راتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، ہر دفعہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر تعاص عنایات فرماتے رہے۔

(۲۴) مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی اسی جماعت سے ہیں، جسے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم و تربیت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ

الرحمۃ کے پاس بھیجا تھا،

کثرتِ عبادت | آپ کثیر المراقبہ اور کثیر العبادت
شخص تھے۔

ایک دفعہ آپ نے ایک عالم سے پوچھا، کہ کیا بہشت میں نماز ہوگی، یا نہیں؟ اُس نے جواب دیا، کہ نہیں، کیونکہ وہ دارِ جزا ہے، نہ دارِ عمل، آپ نے ایک سرود آہ نکالی، اور زار زار رونے لگے، اور فرمایا، کہ آہ! وہاں اُس بے نیازی کی بندگی اور عبادت کے بغیر کیونکر زندگی بسر ہوگی،

بخارا | حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جب آپکو خلافت دی، تو بخارا بھیج دیا، آپ نے وہاں جا کر شب کے وقت ایک مسجد میں نوافل ٹپھنے شروع کر دیئے، خادم مسجد نے آنکر سختی سے کہا، کہ مسجد کا دروازہ بند ہوتا ہے، نوافل اپنے گھر جا کر پڑھو، شب کو اس خادم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا، فرمایا، کہ وہ ہندی درویش ہمارے اجباب سے ہے، اُس سے جا کر معذرت کرو، چنانچہ علی الصبح وہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور بہت معذرت کی،

(۲۵) مولانا امان اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اجازت یافتہ مریدین سے تھے اور صاحبِ تجرید و تقرید تھے،

سفر حجاز | سنہ ہجری میں پیادہ پا آپ سفر حجاز کی طرف متوجہ

ہونے، ہر چند کہ راستہ میں آپ کے مرید اور رشتہ دار بکثرت تھے اور چاہتے تھے، کہ زاوراہ اور راحلہ سے آپ کی مدد کریں، لیکن آپ نے ان سے پھوٹی کوڑی تک نہ لی، اور اسی طرت پیادہ پا حرمین الشریفین چلے گئے، حرمین الشریفین کی زیارت کے بعد حضرات انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام کے مزارات کی زیارت کے لئے ملک شام میں گئے، اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا،

(۲۶) شیخ محمد حسری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے مشہور مشائخ سے تھے، ترک مشیخت کر کے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہنا شروع کیا، اور آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو کر خلافت و اجازت حاصل

(۲۷) شیخ داؤد سالیکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے منصب خلافت سے سرفراز فرمایا تھا،

آپ نہایت منکسر المزاج تھے، ساری ساری رات عبادت الہی میں گزار دیتے، بندگان خدا نے بکثرت آپ سے فائدہ اٹھایا،

(۲۸) شیخ سلیم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اکمل خلفاء سے تھے، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے،

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس دو سالک آئے، جب تنہائی میں مجھ سے انہوں نے اپنے احوال بیان کئے، تو وہ بالکل صحیح تھے، میں نے ان سے پوچھا، کہ آپ نے تعلیم ذکر کس سے حاصل کی ہے؟ تو انہوں نے کہا، شیخ سلیم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے،

شیخ سلیم سے بہت سے بندگانِ خدا نے فیوض و برکات حاصل کئے،

(۲۹) شیخ نور محمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے، آپ نے سلوک باطنی حضرت اقدس کی خدمت میں رکھ کر باقاعدہ حاصل کیا اور خلافت پائی، ہزار ٹا لوگ آپ کے مرید ہوئے، مکتوبات شریف کی تیسری جلد کا آخری سے پہلا مکتوب آپ ہی کے نام لکھا گیا ہے،

(۳۰) صوفی قربان قدیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بڑے خلفاء سے تھے، صاحبِ حال و ذوق تھے، سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پابند تھے،

(۳۱) مولانا صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کامل خلیفہ تھے ،
 مستقیم الاحوال ، قائم الیل ، صائم النہار تھے ، آپ سے لوگوں کو
 باطنی علم کے بہت کچھ فیوض و برکات پہنچے ،

(۳۲) مولانا محمد ہاشم خادم رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء سے
 تھے ، چونکہ حضرت علیہ الرحمۃ کی خاص خدمت آپ کے سپرد تھی ، اس
 واسطے آپ کا لقب خادم ہو گیا تھا ،

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ پر بہت مہربان تھے ، آپ
 نے سلوک باطنی پورے طور پر ختم کر کے خلافت پائی ،

(۳۳) مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خلافت حاصل تھی
 آپ کثرت مراقبہ میں مشہور تھے ، شریعت و طریقت کے بڑے پابند
 تھے ، گوٹ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرضیہ تھا ،
 آپ بہت عرصہ تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے آستانہ
 پر رہے ،

(۳۴) صوفی قربان جدید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء میں سے
 تھے ، آپ صادق الہیہ ، مستقل الفکر ، حرا الضمیر اور آزاد گو تھے ، زہد و

تقویٰ اور فقر و تصوف سے آراستہ و پیراستہ تھے،

(۳۵) مولانا سید باقر سارنگ پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیم الخدمت میں، آپ کو عمر کے آخری حصہ میں خلافت عطا ہوئی تھی، آپ انکار و افتقار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے،

(۳۶) مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدیم خلفاء میں سے ہیں، آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا، اور خلافت پائی آپ کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو فنا و بقا حاصل ہوئی، آپ نہایت ہی متواضع تھے،

مولانا ظفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے، اروپائے صادقہ کی بنا پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے تھے،

ایک مدت آپ کے آستانہ پر رہ کر سلوک باطنی پورا کر کے خلافت حاصل کی،

آپ کی دختر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی منکوحہ

تھی، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی موجودہ اولاد اسی

خاتون سے ہے ،

(۳۸) مولانا جمید احمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مخصوص خلفاء میں سے تھے ، ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے ، آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے ، بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے ،

(۳۹) حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں باقاعدہ سلوک پورا کر کے خلافت و اجازت حاصل کی ، آپ نہایت ہی صالح ، متقی ، متدین ، متشروع اور پرہیزگار تھے ، آپ سے بکثرت خوارق و کرامات ظاہر ہوئے ،

(۴۰) شیخ عبد الرحیم برکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے تھے آپ صاحب انکار و نیستی اور وجد و جذبہ تھے ، بہت سے بندگانِ خدا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے ،

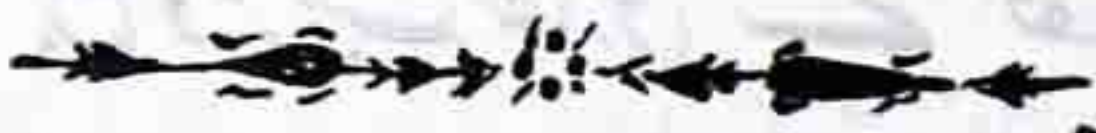
اصحابِ خانقاہ

علاوہ ازیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بعض مخلص منظور و مقبول نظر اور بھی تھے ، جو بظاہر اہل سپاہ سے تھے ، لیکن

درحقیقت اعتراف و اجلۃ اصحاب خاتقاہ سے تھے، حضرت مجدد الف ثانی
علیہ الرحمۃ کے بعض مکتوبات میں ان کے اسمائے گرامی بھی درج

ہیں، جیسے

- (۱) حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ
- (۲) حضرت مولانا حاجی محمد زکی رحمۃ اللہ علیہ
- (۳) حضرت مولانا عبد الغفور سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
- (۴) حضرت شیخ حافظ محمود گجراتی رحمۃ اللہ علیہ



قطعہ تاریخ

الطبائع کتاب مستطاب سیرت امام ربانی حضرت مجدد

الفثانی الشیخ احمد سمرقندی قدس سرہ السامی

(از جناب حکیم فیروز الدین احمد صاحب طغرانی مدیر روزنامہ وکیل امرتسر)

زندگی شیخ سمرقندی کا حال

مولوی بواب بیان نے جب لکھا

ہر طرف سے شورشِ تخمین اٹھی

ہر کسی کے منہ سے نکلا مر جیسا

الف ثانی کے مجدد کا ہے ذکر

کیوں نہ ہو اس کا مُصنّف با صفا

کا شرفِ اسرار ہے اُن کا قلم

جس نے دیکھا خوش ہوا بے انتہا

جمع و ترتیبِ حقائق سے فقط

درسِ پند و موعظت ہے مدعا

یکلم شرحِ رموزِ معرفت

سربرز و حائیت کا ماجرا

ولکشا ہے جملہ جملہ لفظ لفظ

وجد میں ہے جس سے ہر اہلِ ذکا

آبِ زمزم سے وضو کرے نگاہ

ہوا اگر منظور اس کا دیکھنا

فکرِ طغرانی نے کی ہنگامِ طبع

سال - "تاریخِ امامِ کل" ہوا

لہ یعنی سیرت امام ربانی کا تاریخ نام (تاریخِ امامِ کل ہے)

پروفیسر محمد الیوب قادری صاحب کی گراں قدر تصنیف

حضرت مخدوم

جہانیاں جہاں گشت

”ایک اہم تحقیقی شاہکار۔ ہر طبقہ کے لئے بے حد دلچسپ اور مفید“
”تبلیغ دین کے سلسلہ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمات“

اس کتاب کو نہ صرف عوام نے بلکہ ارباب علم و فضل نے بھی بے حد
پسند فرمایا۔ اخبارات اور رسائل نے حوصلہ افزا تبصرے شائع کئے
لہذا اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔

کتاب کی مقبولیت اور مانگ کے پیش نظر اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں
جس میں مولف کی نظر ثانی اور اضافہ ابواب نے اور چار چاند لگا دیئے ہیں
یوں تو آپ کی نظر سے بے شمار بزرگوں کی سوانح حیات گزری ہوں گی
لیکن مولف کے قلم معجز رقم نے جس انداز اور زاویہ سے اس سوانح کو مرتب
کیا ہے اس کے مد نظر بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یہ تالیف اپنی اہمیت
کے اعتبار سے منفرد ہے۔

عمدہ کتابت - خوبصورت جلد - عمدہ کاغذ - قیمت روپے

لیج ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عالم اسلام کی ایک گراف قدر تصنیف

حیاء الصحابة

تالیف: رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف نور اللہ مرقدہ

ترجمہ: حضرت مولانا محمد عثمان صاحب فیض آبادی مدظلہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلام کے لئے محنت اور بے پناہ جدوجہد اور ان کے مجاہدانہ صفات و کمالات، ان کے پاکیزہ حالات، واقعات، صبر و فقر، زہد و قناعت اور ایمان و یقین سے متعلق ہزاروں احادیث و قصص کا وہ بے مثال و دلکش مجموعہ ہے، جو احادیث کی ضخیم کتابوں سے انتہائی کادش سے مولف نے جمع فرمایا ہے۔ جس کے پڑھنے سے عہد رسالت و خلافت راشدہ کے چلتے پھرتے عملی نمونے دل و دماغ میں سما جاتے ہیں مدارس عربیہ میں اس کی تدریس، کالجوں، ہائی اسکولوں، مکتبوں اور عام مدرسوں نیز پبلک لائبریریوں میں اس کے قابل قدر اردو ترجمہ کا مطالعہ ہونا زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

اردو ترجمہ علمائے حقانی کا پسندیدہ، ترجمہ لفظی ہونے کے باوجود انتہائی سلیس اور بامحاورہ ہے۔ طباعت عمدہ بذریعہ آفسٹ سائز ۲۲ x ۱۸ کاغذ عمدہ سفید، جلد خوشنما، دیدہ زیب۔ ہر گھر میں اس کا موجود رہنا باعث خیر و برکت ہے۔

جلد اول مجلد
جلد دوم مجلد
جلد سوم مجلد
قیمت
ملنے کا پتہ

سعید احمد کمپنی ادنیٰ نزل کراچی
پاکستان چوک

حضرت عارف بالله ڈاکٹر محمد عبدالحی برکاتی کی مقبول عام تالیفات

السؤال الرسول الخرم عليه السلام عام لوگوں کو اطاعت رسول اور اتباع سنت کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے شمائل و فضائل کی مستند کتابوں سے ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہدایات کو واضح اور نمایاں انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ الحمد للہ شمائل نبویہ کا یہ بہت خوبصورت مجموعہ عام فہم اور سلیس زبان میں جمع ہو گیا ہے۔ بحوالہ یہ کتاب استقدر مقبول ہوئی کہ گزشتہ چند سالوں میں ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو چکی ہے۔ اسکے علاوہ یہ مبراک کتاب سندھی، عربی، گجراتی، فارسی، بنگالی اور انگریزی میں بھی شائع ہو چکی ہے اور بعض دوسری زبانوں میں بھی اسکے تراجم ہو رہے ہیں۔ اس کتاب کو نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بھی بجا پسند فرمایا ہے جو کہ اس کی افادیت و مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

۵۶/-

سخاروت حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی مصلحانہ مجددانہ تصنیفات و تالیفات (جو درجہ حاضر کے ایمانی تقاضوں کے اعتبار سے نہایت نافع و بصیرت افروز ہیں) کے خاص اور اہم منتخب مضامین کا مختصر مجموعہ جو انشاء اللہ ظاہران حق و تشنگان معرفت کے لئے بصیرت افروز اور تشنگان بخش ہو گا۔ ۸۶/-

بصائر حکیم الامت حقیقت تصوف و سلوک اور ازالہ اوہام و شکوک کے لئے ایک درجہ حاضر میں کتاب جس میں حکیم الامتؒ کی تصنیفات و تالیفات سے ایسے مجددانہ و مصلحانہ مضامین جن کا تعلق خصوصیت کے ساتھ تصوف و سلوک سے ہے (اور جن کی تشریح و وضاحت کتاب سنت کے قوی دلائل کے ساتھ کی گئی ہے اور جن میں تجدیدی و اسلامی انفرادیت کی شان نمایاں ہے) منتخب و جمع کر کے خاص ربط و عنوانات کے تحت مرتب و مدون کیا گیا ہے۔

۷۶/-

ماثر حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے حالات و انداز زندگی، طرز تعلیم و تربیت اور تصوف و سلوک کے ضوابط کو خاص ترتیب کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ یہ معرکہ الآراء کتاب ایک منفرد ہستی کی سوانح ہے جسے ایک منفرد ہستی نے اپنے ذوق و ہدائے سے ایک منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔

احکام نیت اس مستند و کارآمد کتاب میں مرض الموت سے لیکر موت اور بعد الموت تک کے

تمام مسائل اسلام و ضروری ہدایات واضح ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ۳۶/-

مسئلات یومیہ فلاج دارین حاصل کرنے کیلئے مختصر لیکن نہایت جامع نصاب اصطلاح نفس روزمرہ

کے مسنون اور اہل و عیال اور تمام خصوصیات کا مختصر خلاصہ جو مسلمانوں کیلئے ضروری اور نافع ہے۔ ۱۶/-

سید احمد رضا کی پینے ادب منزل پاک سنا چوک کراچی